



حکایاتِ
شیرلاک ہومز

اردو ترجمہ: شیخ فیروز الدین مراد

فہرست مضامین

حکایات شرک ہونے

صفحہ	مضمون	پرچہ
6	شاہِ بوسہیا کی تصویر	۱
37	مٹے ہوئے ہونٹ والا آدمی	۲
38	شین نیلم	۳
61	منقش حلقہ	۴
88	شاہی تلج	۵
114	بحری معاہدہ	۶
146	آخری مسئلہ - یعنی شرک ہونے کی موت	۷
168	شرک ہونے کی واپسی دھالی گھر والا کارنامہ	۸
190	بوڑھا مہمار	۹
215	ہرین طالب علم	۱۰
237	دوسرا دھبہ	۱۱
270	مرنے والا سرخ رساں	۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مہتیج

مشہور و معروف سُرغِ رساں، مسٹر شرک ہومز اور اُس کے دوست ڈاکٹر وائسن کے ابتدائی حالات "خوننا بہ عشق" میں درج ہیں۔ موجودہ حکایات کے لطف کو دوبالا کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کتاب میں شرک ہومز کے متعدد مطبوعہ کارناموں میں سے، اول درجہ کی دلچسپ اور سبق آموز بارہ کہانیاں چن کر شائع کی جاتی ہیں۔ میں حکایات شرک ہومز کو کئی ایک لحاظ سے پسند کرتا ہوں۔ قصہ کہانی کے پیرائے میں آنکھوں کے صحیح استعمال، استنباط نتائج اور سائنٹیفک طریق استدلال کو دل نشیں انداز سے بیان کرنا انہی حکایات کا حصہ ہے۔ میں نے ان حکایات کو گزشتہ بیس سال میں کئی مرتبہ پڑھا ہے اور ہر مرتبہ انھیں بہت دلچسپ پایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اردو میں اس قسم

کی کہانیاں بہت مفید ہو سکتی ہیں۔

لائق مصنف نے شرک ہومز کے، ہم کارنامے سات مختلف کتابوں میں شائع

کئے ہیں جن میں سے ہر ایک کتاب بارہا شائع ہو کر ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے

میں نے ان میں سے ۲۵ کہانیاں منتخب کی ہیں۔ شرک ہومز کا پہلا کارنامہ بسٹوان

”خونابہ عشق“ دارالاشاعت لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے متعاقب اب بارہ منتخب

کہانیوں کا یہ دلچسپ مجموعہ شائع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ حکایات مقبول ہوں تو انشاء اللہ

حصہ دوم میں شرک ہومز کے بقیہ منتخب کارنامے بھی عنقریب شائع کر دئے جائیں گے۔

ترجمہ کرتے ہوئے میں نے یہ تصریح کیا ہے کہ ہر ایک کہانی کو تین حصوں میں منقسم

کر دیا ہے۔ حصہ اول میں پراسرار مسئلہ پیش کیا جاتا ہے۔ دوسرے حصہ میں شرک ہومز

کی تحقیقات کا مفصل بیان اور تیسرے حصہ میں سرسبزہ ازاد اور مسئلہ کا حل درج ہوتا ہے۔

پڑھنے کا لطف یہ ہے کہ حصہ اول ختم کرنے کے بعد پڑھنے والا مسئلہ کو خود حل کرنے کی

کوشش کرے۔ اگر یہ کوشش ناکام رہے تو دوسرے حصہ کو پڑھ لے اور کتاب بند

کر کے سوچے کہ آگے چل کر شرک ہومز کیا کرے گا۔ ہر ایک حکایت میں چند امور بالخصوص

قابل غور ہوتے ہیں۔ پڑھنے والے کا کمال یہ ہے کہ اس کی توجہ تامل سے اصل امور پر مرکوز

رہے۔ شروع شروع میں شرک ہومز کے طریق تحقیقات سے ایک گونہ وحشت ہوتی ہے

لیکن دین کہانیوں کے پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان حکایات میں کوئی بات فضول

بیان نہیں کی گئی بلکہ ہر ایک لفظ اور جملہ اپنی جگہ پر نہایت موزونیت سے رکھا گیا ہے۔

خاتمہ پر مجھے لائق مصنف کا شکریہ ادا کرنا ہی کہ میری درخواست پر اُنہوں نے مجھے
 جملہ حکایات شرک ہومز کا اردو ترجمہ شائع کرنے کی اجازت نہایت خوشی سے دی ہے
 میں اپنے پبلشرز کا بھی ممنون ہوں کہ اُن کی اولوالعزمی سے یہ حکایات شائع ہو رہی ہیں
 میں قصہ نویس نہیں ہوں۔ میرے مشاغل علمی اور سائنٹیفک ہیں۔ چونکہ اوقاتِ فرصت
 میں حکایات شرک ہومز ہمیشہ میری تفریح کا باعث رہی ہیں اس لئے گزشتہ تعطیلات گزار
 میں جب کہ علی گڑھ کی جہنم نشاں گرمی اپنے شباب پر تھی، میں نے مبداءِ ایک پستہ
 دو کالج، مصیبت کی گھڑیاں خوشی سے گزارنے کے لئے یہ بارہ کہانیاں ترجمہ کیں جو اب
 ”میسرز کینز اینڈ کو“ کی علم پرور ساعی سے شائع ہو کر علم دوست اصحاب کے ہاتھوں
 تک پہنچ رہی ہیں۔

فیروز الدین مراد

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
 یکم جنوری ۱۹۲۱ء

ابتدا سازم بنام پاک آں بے ابتدا

حکایاتِ شرکِ ہومز

پہلی کہانی

شاہِ پوہمیا کی تصویر

حصہ اول

شرکِ ہومز کے نزدیک وہ ایک بے نظیر عورت ہی ہیں نے شادی سے اس کا ذکر کسی اور نام سے کرتے ہوئے سنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں وہ تمام عورتوں سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھے کہ شرکِ ہومز کو آرنی ایڈلر کے ساتھ دلی محبت یا عشق ہی قطعاً نہیں ہے۔ اسے تمام شدید جذبات سے بالعموم اور جذبہ محبت سے بالخصوص نفرت ہے۔ اس کے سائنٹیفک دل و دماغ میں عشق و محبت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ شرکِ ہومز ایک زندہ مشین ہی جس کا کام مشاہدہ کرنا اور سوچنا ہے۔ ایک عاشق کی حیثیت سے وہ بالکل ناکام رہتا۔ وہ عشق و محبت

کا ذکر ہمیشہ حقارت سے کرتا ہے جس طرح عیبی کا برتن یا محدب شیشہ بال تسمے سے یا ایک فک کی آہ سے کسی قسم کا نقص عائد ہونے سے بے کار ہو جاتا ہے، اسی طرح شرک ہومز جیسی مرشدت کے آدمی کی حالت میں، محبت یا کوئی اور شدید جذبہ، تکلیف نہ ثابت ہوتا۔ اس کی اصطلاح میں عشق ایک قسم کا خلل دماغ ہی ہے۔ لیکن عورتوں کی طرف سے بدن ہونے کے باوجود، اس کے دل میں آرنی ایڈلر کی خاص وقعت ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ عورت اپنی دماغی قابلیت کے لحاظ سے، اس کی نظروں میں خاص طور پر ممتاز ہے۔

جینیفر ہونچ کی گرفتاری کے تھوڑے عرصہ بعد، میری شادی شرک ہومز کی معیت میں، ایک درواریات کی تحقیقات کے دوران میں، ایک لائق اور حسین عورت سے ہو گئی تھی اور میں بیکر سٹریٹ کو خیر باد کہہ کر ایک الگ مکان میں رہنے لگا تھا۔ امور خانگی کے انہماک اور اپنے طبی مشاغل کی کثرت کے باعث، گزشتہ چند ماہ میں، مجھے شرک ہومز سے ملنے کا بہت کم اتفاق ہوا تھا۔ وہ حسب معمول، مطالعہ جہانم میں مشغول رہتا تھا۔ اور اپنے غیر معمولی خداداد قوائے ذہنی کو ان سرسبزہ رازوں کے انکشاف میں استعمال کرتا تھا جنہیں سرکاری سرائے رساں باکس ہو کر چھوڑ بیٹھتے تھے۔

وقتاً فوقتاً مجھے اس کے کارناموں کی مجمل اطلاع ملتی رہتی تھی مثلاً ٹریپنگ کے قتل کے متعلق اس کا اڈیوہ بلایا جانا، حادثہ انکسن میں اس کی کارگردگی اور سب کے اخیر میں ہالینڈ کے شاہی خاندان کی جو اعلیٰ خدمات اس نے سرانجام دی تھیں، مجھے ان سب کی ادھوری اطلاع ملتی رہی تھی لیکن اس کے علاوہ مجھے اپنے سابقہ رفیق کے حالات زندگی کا بہت کم علم تھا۔

ایک شب - ۲۰ مارچ ۱۸۸۸ء - کو میں ایک مریض کو دیکھ کر واپس آ رہا تھا کہ میرا گزر بیکر سٹریٹ میں سے ہوا۔ اپنے سابقہ مسکن کو دیکھ کر گزشتہ واقعات کی یاد میرے

اس ضمن میں، شاید عشق یعنی شرک ہومز کے پہلے کارنامہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس میں جینیفر ہونچ کی گرفتاری و حبس حالات درج ہیں۔

دماغ میں بار بار ہوگی اور میں شرک ہو موز کی ملاقات اور اس کے مشاغل کی دریافت کے لئے
 بیاب ہو گیا۔ میں نے اس کی گھنٹی بجائی اور تھوڑی دیر بعد خادمہ مجھے نشست گاہ میں لگتی
 شرک ہو کر مجھ سے بہت تپاک کے ساتھ نہ ملا۔ وہ شاذ و نادر ہی گرم جوشی ملتا تھا لیکن
 میرا خیال تھا کہ وہ مجھے دیکھ کر ہر روز خوش ہوا ہی۔ منہ سے کوئی کلمہ نکالے بغیر، اس نے
 ایک مشفقانہ نگاہ سے مجھے ایک آرام کرسی کی طرف اشارہ کیا، چرٹوں کا ڈبہ میری طرف
 پھینکا اور پھر آگ کے سامنے کھڑے ہو کر میرے ساتھ یوں مخاطب ہوا:۔

”معلوم ہوتا ہے شادی کرنے سے آپ کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ گزشتہ
 ملاقات کے بعد سے آج تک آپ نے اپنا وزن پونے چار سیر بڑھالیا ہے۔“
 میں نے جواب دیا ”ہاں تقریباً ساڑھے تین سیر“

”بے شک۔ میرا خیال ہے کہ اس سے قدرے زیادہ۔ خوب! میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے
 پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی ہے۔ آپ مجھے یہ بات نہیں بتانی تھی کہ آپ اس شہر میں ڈاکٹری
 شروع کرنا چاہتے ہیں۔“

”تو پھر اب آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے؟“

”انے مشاہدہ اور استدلال سے۔ اور سنئے ہیں یہ بھی تاڑ گیا ہوں کہ گزشتہ چند ایام
 میں آپ بھینکتے رہے ہیں اور آپ کی ملازمہ ایک نہایت ہی بے پرواہ اور بھڑی لڑکی ہے۔“
 میں نے حیران ہو کر کہا ”جناب بندہ بس حد ہو گئی! اگر آپ آج سے دو تین سو روپے

پہلے ایسی باتیں کرتے تو یقیناً آپ کو جادوگر سمجھ کر جلادیا جاتا۔ یہ سچ ہے کہ میں جمعرات کو
 دیہات گیا تھا اور بارش سے تر بتر ہو کر گھرا آیا تھا لیکن چونکہ میں اپنے کپڑے بدل
 چکا ہوں، میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کو اس کا علم کیوں کر ہو گیا ہے۔ رہی ہماری خادمہ۔ سو
 مطلقاً اصلاح پذیر نہیں ہے۔ میری بیوی نے اسے نوکری چھوڑنے کے لئے نوٹس دیا ہے
 لیکن میں حیران ہوں کہ آپ کو اس کی بے پرواہی کا علم کیسے ہو گیا ہے؟“

شریک ہومز مسکرایا اور اپنی لمبی نازک انگلیوں کو چٹھا کر یوں گویا ہوا:۔
 ”یہ تو ایک بالکل سادہ بات ہے۔ میری آنکھیں بتاتی ہیں کہ آپ کے دائیں بوٹ کی اندرونی طرف، بعینہ اس جگہ پر جہاں آگ تاپتے ہوئے بوٹ پر آگ کا اثر ہو سکتا ہے، چمچ پر چم متوازی نشان ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ کسی نے بے پرواہی کے ساتھ خشک چمچ پر چمچتے ہوئے یہ نشان لگائے ہیں۔ اس مشاہدہ سے میں نے اپنا دسرا نتیجہ نکالا کہ آپ بارش میں باہر پھرتے رہے ہیں اور آپ کی نوکرائی بہت ہی بے پرواہ واقع ہوئی ہے۔ رہا اس امر کا معلوم کرنا کہ آپ نے ڈاکٹری شریک شروع کر دی ہے، سو اگر ایک شریف آدمی میرے پاس آئے اور اس سے انی او وافر م کی بو آ رہی ہو، اس کے دائیں ہاتھ پر سیلوز نا سٹریٹ کے سیاہ دبے ہوں، اور اس کی ٹوپی میں جہاں اس نے اپنا سٹیٹسکوپ (سماع الصدور) چھپا کر رکھا ہو، باہر کی طرف ایک ابھار ہو، تو میں بہت ہی کند ذہن ہوتا اگر میں یہ نہ بتا سکتا کہ وہ طبی پیشہ کا ایک مستعد فرد ہے۔“

جس سہولت کے ساتھ اس نے اپنا استدلال مجھے سمجھایا، اس پر میں اپنی سنسی نہ رو سکے۔ چنانچہ میں نے کہا ”جب میں آپ کے دلائل سن لیتا ہوں تو مجھے تمام معاملہ بہت ہی آسان معلوم ہوتا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اے خود بخود سمجھ سکتا تھا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کی تشریح سے قبل میں اس کی تفہیم سے بالکل قاصر تھا۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میری آنکھیں ایسی ہی اچھی ہیں جیسی کہ آپ کی۔“

اس نے آرام گری میں بیٹھ کر کہا ”بے شک۔ آپ دیکھتے ہیں لیکن آپ مشاہدہ نہیں کرتے۔ دونوں حالتوں میں جو فرق ہے وہ انظر من لشمس ہے مثلاً آپ نے بارہا ان سیڑھیوں کو دیکھا ہے جو ہال کمرہ اور اس کمرہ کے درمیان ہیں۔“

اسے ایک بو دار دوا کا نام ہے جو سٹون کی طرح زخموں پر چھڑکی جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے زخم جلدی مند مل ہو جاتا ہے۔
 اسے ایک دوا کا نام ہے جس سے بدن پر سیاہ دبے پڑ جاتے ہیں۔ چاندی کو خونہ کے تیزاب میں حل کرنے سے بنائی جاتی ہے۔

ہاں بے شمار دفعہ

”تو پھر بتائیے کہ وہ شمار میں کتنی ہیں؟“
”کتنی! میں نہیں جانتا“

”ٹھیک ہے۔ آپ نے دیکھا ہی لیکن مشاہدہ نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ شہرہ ہیں کیونکہ میں نے دیکھا بھی ہے اور مشاہدہ بھی کیا ہے۔ ہاں مجھے یاد آیا، چوں کہ آپ میرے ان مسائل خفیہ میں دل چسپی لیتے ہیں اور چوں کہ آپ نے ازراہ نوازش ان میں سے ایک کو بعض دنوں کو سنا ہے عشقِ قلبندہ کے نتائج بھی کیا ہے شاید آپ کو اس معاملہ میں بھی دلچسپی ہوگی۔“
یہ کہہ کر اس نے ہلکے گلابی رنگ کا ایک خط کا کاغذ جو میسر پر کھلا پڑا تھا میری طرف دیکھا۔

”یہ پھلی ڈاک میں آیا ہے۔ براہ کرم اسے بلند آواز سے پڑھیں۔“
خط بآسانی پڑھا اور دستخط یا پتہ سے معری تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا:-

”آج شب پونے آٹھ بجے، ایک شریف آدمی، ایک نہایت ہی اہم معاملہ کے متعلق سے ملاقات کرنے کے لئے آئے گا۔ یورپ کے ایک شاہی خاندان کی جو اعلیٰ خدمات آسنے والی ہیں اسے انجام دی ہیں ان سے ثابت ہو گیا ہے کہ آپ کے پاس نازک اور اہم معاملہ بلا خوف و انتشار سپرد کئے جاسکتے ہیں۔ آپ کی یہ تعریف ہم نے سب جگہ سنی ہے۔ وقتِ معینہ پر آپ اپنے کمرہ میں موجود رہیں اور اگر آپ کا ملاقاتی، نقاب پہن کر آئے تو آپ اسے برا نہ مائیں۔“

میں نے کہا ”یہ واقعی ایک عمدہ ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟“
”میرے پاس اس کے متعلق ابھی واقعات جمع نہیں ہوئے۔ واقعات کے ملنے سے پیشتر قیاس و ژرانا ایک فاسٹ غلطی ہے۔ ایسا کرنے سے انسان

خونناہ عشق یعنی شریک ہو کر کا پہلا کارنامہ جس میں عشق و محبت اور خون و انتقام کی ایک پراسرار داستان
بابت دلچسپی پر ایسے بیان کی گئی ہے۔ مترجمہ شیخ فیروز الدین مراد مطبوعہ دارالاشاعت لاہور قیمت ایک روپیہ

حکایاتِ شرک ہومز

غیر شاعرہ طور پر بجائے اس کے کہ قیاسات کو واقعات سے تطبیق کرنے کی کوشش کرے، واقعات کو موڑ توڑ کر قیاسات کے مطابق بنانا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن خط کو دیکھئے۔ آپ اس سے کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں؟

میں نے تحریر کو اور کاغذ کو بامعان نظر دیکھا اور اپنے دوست کی پیروی کرتے ہوئے کہا: ”جس آدمی نے یہ خط لکھا ہے بظاہر دولت مند معلوم ہوتا ہے۔ یہ سستا کاغذ نہیں ہے یہ خاص طور پر مضبوط اور سخت ہے۔“

شرک ہومز نے کہا: ”یہ کاغذ واقعی خاص ہے۔ یہ انگریزی ساخت کا نہیں ہے۔ ذرا اسے روشنی کے سامنے تو رکھئے۔“

میں نے ایسا کیا اور میرے دوست نے مجھے سمجھایا کہ جو حروف کاغذ کی بناوٹ میں بنے ہوئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کاغذ بومبیا میں بنا ہے اور اس کا کاتب کوئی جرمن تھا ہے۔ یہ سمجھا کر اس نے کہا: ”اب صرف اس بات کا تفسیقہ کرنا باقی رہ گیا ہے کہ وہ جرمن تراث دادی جو اپنے چہرہ پر نقاب پہننا پسند کرتا ہے۔ دراصل کون ہے۔ لیجئے اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو وہ حضرت ہمارے شبہات رفع کرنے کے لئے خود بنفس نفیس تشریف لارہے ہیں۔“

جب اس نے یہ بات ختم کی تو مجھے گھوڑوں کے سموں اور گاڑی کے پیٹوں کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد ہماری گھنٹی زور سے بجی۔ ہومز نے سیٹی بجائی اور کہا ”آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑوں کی جوڑی ہے۔“ پھر اس نے کھڑکی میں سے باہر جھانک کر کہا: ”ہاں۔ ایک عمدہ سی گھبی اور دو خوبصورت گھوڑے ہیں جن میں سے ہر ایک دو ہزار روپیہ کم قیمت کا نہیں ہے۔ صاحب من اگر اس ملاقات کا نتیجہ اور کچھ نہ نکلے تو بھی اس سے ہم کافی مالی نفع ہوگا۔“

”بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں اب تخفیف تصدیقہ لگوں اور خدمت ہو جاؤں۔“

”ہرگز نہیں۔ براہ کرم جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں وہیں بیٹھے رہئے۔“

دماغ تیار کے بیچے ہیں انھیں محسوس کرتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ معاملہ دلچسپ ہوگا،
لیکن آپ کا موکل۔“

”آپ اس کی پروا نہ کریں۔ ممکن ہے مجھے آپ کے مدد کی ضرورت ہو اور اسے بھی ہو۔ وہ
آ رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ اپنی آرام گری میں بیٹھ جائیے اور کامل غور و خوض سے اس
معاملہ کو سنئے۔“

دروازے کے باہر ایک بھاری اور باوقار قدم کی آہٹ سنائی دی اور پھر کسی نے
اسے حکمانہ انداز سے زور کے ساتھ کھٹکھٹایا۔

شریک ہومز نے کہا ”اندر تشریف لے آئیے۔“

جو آدمی کمرے میں داخل ہوا وہ بمشکل چھ فٹ چھ انچ سے کم لمبا ہوگا۔ اس کا سینہ
اور اعضا بہت مضبوط تھے اس کا لباس امیرانہ اور بھڑکیلا تھا اتنا بھڑکیلا کہ اسے انگلستان
میں بد مذاقی پر محمول کیا جاتا۔ اس نے کزت جرمن لہجے میں مجھ سے کہا ”آپ کو میرا
خط مل گیا تھا؟ میں نے لکھا تھا کہ میں آؤں گا“ وہ ہم دونوں کی طرف دیکھتا تھا گویا کہ اسے
شبہ تھا کہ کسے مخاطب کرے۔

شریک ہومز نے کہا ”تشریف رکھئے۔ آپ میرے دوست اور رفیق ڈاکٹر وائٹن ہیں
جو بعض اوقات مجھے سرستہ بھیدوں کے انکشاف اور تحقیقات میں مدد دیتے ہیں۔ مجھے اس
وقت کن صاحب سے آغاز تکلم حاصل ہے؟“

”آپ مجھے نواب خان کرام، رئیس بوہمیالی کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ
آپ کے دوست، ایک صاحب غزت اور معتمد راز دار تشریف آدمی ہیں جن کے روبرو میں ایک
نہایت ہی ضروری بات کا انکشاف کر سکتا ہوں۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو میں آپ سے تنہائی میں
گفتگو کرنا پسند کروں گا۔“

میں جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا لیکن شریک ہومز نے میری کلائی پکڑ لی اور مجھے

میری گری میں دھکیں کر بھا دیا پھر اس نے کہا ”یا تو ہم دونوں آپ کا راز سنیں گے یا کوئی بھی نہیں۔ آپ میرے دوست کے سامنے ہر ایک بات جو آپ مجھے سنانا چاہتے ہیں نہایت خوشی سے بیان کر سکتے ہیں“

نواب نے اپنا فرخ سینہ بلایا اور کہا ”اس صورت میں میں آپ دونوں صاحبان سے دو سال کے لئے کھل راز دار ہی کا وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ موجودہ وقت میں جو بات میں آپ کے روبرو بیان کروں گا اس کے متعلق یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس سے یورپ کی تاریخ پر گہرا اثر پڑ سکتا ہے“

شرک ہو مرنے کہا ”میں وعدہ کرتا ہوں“

”اور میں بھی“

ہمارے ملاقاتی نے اپنا سلسلہ کلام شروع رکھا ”آپ مجھے اس نقاب کے لئے معذور خیال کریں۔ میرے آقا نے نامداری کی خواہش ہے کہ ان کا کارندہ بھی اپنے اصلی نام کو آپ سے چھپائے رکھے۔ چنانچہ مجھے اس امر کے اقبال کرنے میں کوئی دیر نہ تھی کہ اپنا جو لقب میں نے ابھی ظاہر کیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے“

شرک ہو مرنے متانت کے ساتھ کہا ”مجھے اس کا پتہ شہ سے علم تھا“

”حالات نہایت نازک ہیں اس لئے حتی الامکان ہر ایک قسم کی احتیاط لازم ہے۔ کیوں کہ ذرا سی بد احتیاطی سے یورپ کے ایک شاہی خاندان کے متعلق فتنہ برپا ہو جائے گا میں آپ کو صاف صاف کیوں نہ بتا دوں، اس معاملہ میں بوہیمیا کے موروثی بادشاہوں کا خاندان مبتلا ہے“

”مجھے اس کی بھی خبر تھی“ شرک ہو مرنے آرام کرسی میں اطمینان سے بیٹھ کر

اور اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

ہمارے ملاقاتی نے بظاہر متعجب ہو کر میرے دوست کی سست، لٹی ہوئی شکل کی

طرف دیکھا جس کے متعلق غالباً اس کے سامنے ایک نہایت ہی مستعد مترجم رساں اور تیز دماغ غائب ہونے کی تعریف کی گئی تھی۔ شرک ہو مرنے اس کی خاموشی سے چونک کر اپنی آنکھیں کھولیں اور بے صبری سے اپنے دیوار ذمہ کی طرف دیکھ کر کہا:۔

”اگر اعلیٰ حضرت ملک معظم اپنا معاملہ زیادہ وضاحت کے ساتھ صاف صاف بیان فرمائیں تو میں حضور کو بہتر مشورہ دے سکوں گا“

ہمارا ملاقاتی اپنی کرسی پر سے کود پڑا اور کمرے میں بے قراری کے ساتھ ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ آخر الامر اس نے نہایت تیزی کے ساتھ نقاب پھاڑ ڈالی اور اسے فرشتے پھینک کر کہا ”آپ کا قیاس صحیح ہے۔ میں ہی بوہمیاء کا بادشاہ ہوں۔ مجھے اس امر کو پوشیدہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟“

شرک ہو مرنے کہا ”کوئی نہیں۔ حضور نے ابھی لب کشائی بھی نہ کی تھی کہ میں سمجھ گیا تھا کہ حضور بوہمیاء کے فرمان واپس“

”لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں“ ہمارے عجیب ملاقاتی نے کرسی پر بیٹھ کر اور اپنا ہاتھ اپنی ابھری ہوئی پیشانی پر پھیر کر کہا ”کہ میں ایسے کام بذات خود کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ بااں ہمہ معاملہ اس قدر زیادہ نازک تھا کہ میں کسی کارندے کو اپنے تئیں اس کے قابو میں دیکھنے بغیر حقیقت الامر سے آگاہ نہیں کر سکتا تھا میں پر گیسے بھیس بدل کر محض آپ سے مشورہ کرنے کی خاطر آیا ہوں“

”پھر مشورہ کیجئے“ شرک ہو مرنے نے ایک دفعہ پھر اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

”واقعات مختصراً یہ ہیں۔ عرصہ پانچ سال کا گزرا، وار سا میں مجھے ایک مدت تک رہنے کا اتفاق ہوا۔ جہاں مجھے مشہور و معروف عیارہ، آرنی ایڈلر سے واقفیت پیدا کرنے کا موقع ملا۔ غالباً آپ اس نام سے آگاہ ہیں“

شرک ہو مرنے اپنی آنکھیں کھولے بغیر کہا ”ڈاکٹر صاحب۔ ازراہ کرم میرا

انڈکس اٹھائیے

چند سال سے اس نے یہ عادت اختیار کی تھی کہ وہ مشہور اشخاص اور چیزوں کے متعلق ایک مثل مرتب کرتا جاتا تھا اور اس کا نظام ترتیب ایسا عمدہ تھا کہ نہایت سہولت کے ساتھ مختلف مضامین کے متعلق معلومات حاصل ہو جاتی تھیں۔ جب میں نے انڈکس اٹھا کر اسے دیا تو اس نے ورق گردانی کر کے کہا "سال ولادت ۱۸۵۵ء۔ مقام نیوجرسی۔ وارسا کے شاہی ٹیچنٹر میں ایکٹس رہ چکی ہے۔ خوب! اب لندن میں پرائیویٹ زندگی بسر کر رہی ہے۔ حضور نے شاید اس نوجوان عورت کو کوئی خط لکھا ہوگا اور اب شاید آپ وہ خط واپس لینا چاہتے ہیں"

بے شک!

"کیا کوئی خفیہ شادی ہوئی تھی؟"

"نہیں"

کسی قسم کے قانونی کاغذات یا اسناد اس کے پاس ہیں؟"

"نہیں"

"اس صورت میں میں حضور کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اگر یہ نوجوان عورت آپ کا خط، کسی قسم کا تاوان حاصل کرنے کے لئے ظاہر کرے تو وہ اس کی واقعیت کیسے ثابت کر سکتی ہے؟"

"تحریر سے"

"اوند! وہ جعلی ہو سکتی ہے"

"میرا مخصوص خط کا کاغذ"

"پڑایا جاسکتا ہے"

"میری اپنی مہر"

اس کی نقل آماری جاسکتی ہے

”میری عکس تصویر“

”وہ خریدی جاسکتی ہے“

”ہم دونوں اس تصویر میں موجود ہیں“

”معاذ اللہ! یہ یقیناً خرابی کی بات ہے۔ حضور نے واقعی اس امر میں لغزش کی ہے“

”میں اس وقت پاگل تھا میری عقل میرے قابو میں نہ تھی۔ میں اس وقت ولی عہد

تھا اور بہت نوجو تھا۔ اس وقت بھی میری عمر صرف تیس برس ہے“

”تو اس تصویر کو واپس لے لینا چاہیے“

”ہم کوشش کر کے ناکام رہ چکے ہیں“

”وہ حضور کو اس کے لئے ایک گراں قیمت ادا کرنی چاہیے“

”وہ اسے نہیں چاہتی“

”پھر یہ چرائی جانی چاہیے“

”پانچ مرتبہ اس کے چرانے کی کوشش کی جا چکی ہے۔ دو دفعہ میرے ملازم اس کے

گھر میں نقب لگا کر تلاشی لے چکے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم نے دوران سفر میں اس کا اسباب غلط

مقام پر بھجوا کر حاصل کر لیا تھا۔ دو مرتبہ وہ راستہ میں پکڑی جا چکی ہے۔ لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا“

”کیا تصویر کا کچھ بھی تپہ نہیں ملا؟“

”مطلقاً نہیں“

”شراک ہو مڑھنا“ یہ ایک چھوٹی سی خاصی مشکل ہم ہے“

بادشاہ نے ملامت کے انداز سے کہا ”لیکن میرے لئے بہت اہم ہے“

”یقیناً بہت اہم۔ وہ تصویر سے کیا کام لینا چاہتی ہے؟“

”مجھے تباہ کرنا“

”لیکن کس طرح؟“

”عن قریب، میری شادی شاہ سکندرنیویا کی دوسری بیٹی سے ہونے والی ہے۔ آپ کو غالباً اس کے خاندان کے سخت گیر اصولوں کی خبر ہوگی۔ وہ خود ایک بہت ہی نازک مزاج خاتون ہے۔ اگر میرے چال چلن کے متعلق ذرہ برابر شبہ پیدا ہو گیا تو تمام معاملہ درہم برہم ہو جائے گا۔“

”اور آئرنی ایڈلر؟“

”تصویر کے بھینچنے کی دھمکی دیتی ہے۔ اور وہ یقیناً ایسا کرے گی۔ میں جانتا ہوں کہ وہ ضرور بھینچگی۔ آپ اس کو نہیں جانتے۔ اس کا دل فولاد کا ہے۔ خدا نے اسے سب سے زیادہ حسین چہرہ بخشا ہے لیکن دل مردوں سے بھی زیادہ مضبوط عطا کیا ہے۔ وہ مجھے ہرگز کسی دوسری عورت سے شادی نہ کرنے دیگی۔“

”آپ کو یقین ہے کہ ابھی تک اس نے تصویر نہیں بھیجی ہے؟“

”مجھے یقین ہے۔“

”کیوں کر؟“

”کیوں کہ اس نے کہا ہے کہ وہ تصویر اس دن بھیجگی جس دن منگنی کا عام اعلان ہوگا۔ یہ آئندہ دو شبہ ہوگا۔“

شریک ہونے انگریزوں نے کہا ”تو پھر ابھی ہمارے پاس تین دن کی مہلت ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کیوں کہ سر دست ایک دوسری حل طلب امور میرے پیش نظر ہیں۔ حضور اس آٹھویں دن ہی میں تشریف فرما رہیں گے؟“

”یقیناً۔ آپ مجھے لنگھ میں نواب خان کرام کے پتہ پر مل سکتے ہیں۔“

”میں آپ کو اپنی کارگزاری کی اطلاع دیتا ہوں گا۔“

”براہ مہربانی مجھے ضرور مطلع کیجئے۔ مجھے بہت فکر لاحق ہوگا۔“

”بھارتیوں کے متعلق؟“

”آپ کو پورا اختیار ہے“

”سچ سچ؟“

”بندہ خدا میں اس تصویر کی بحالی کے لئے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ دینے

کے لئے تیار ہوں“

”لیکن موجودہ اخراجات کے لئے؟“

بادشاہ نے اپنے لہاؤہ کے نیچے سے ایک بھاری کیسہ نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا

”اس میں ۳۴ ہزار روپیہ پونڈ اور ۱۰ ہزار روپیہ کے نوٹ موجود ہیں“

شرک ہو مرنے اپنی نوٹ بیکے ایک صفحہ پر رسید جلدی سے لکھ کر اسے دیدی اور

آزنی ایڈلر کا پتہ دریافت کیا۔

”بری آئی لاج، سینٹ جان ووڈ“

شرک ہو مرنے سے قلمبند کر لیا۔ ”صرف ایک اور سوال“ اس نے کہا ”تصویر کتنی

بڑی ہے؟“

”تینٹا ۴ x ۶ انچ“

”بہت بہتر۔ گڈ ٹائٹ یورمیشی مجھے یقین ہے کہ ہم عن قریب آپ کو کوئی اچھی

خبر سنائیں گے۔ گڈ ٹائٹ وائٹس“ اس نے مجھے کہا جب کہ شاہی گاڑی کے پیڑوں

کی آواز گلی میں سنائی دی۔ ”اگر آپ کل تین بجے سہ پہر یہاں آئیں گے تو میں اس

معاملہ کے متعلق آپ سے مفصل گفتگو کر سکوں گا“

دوسرا حصہ

اگلے دن، ٹھیک تین بجے میں بیکر سٹریٹ پہنچ گیا لیکن شرک ہو مرنے ابھی تک

واپس نہیں آیا تھا۔ خادمہ نے مجھے بتایا کہ وہ صبح ۸ بجے سے باہر گئے ہوئے ہیں میں نے پاس بیٹھ گیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ جب تک وہ نہ آئیگا میں اس کا انتظار کرتا رہوں گا کیوں کہ مجھے اس معاملہ میں بہت گہری دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اور شرک ہومرز کے ساتھ مل کر کام کرنا میرے لئے تفریح کا باعث ہونے کے علاوہ سبق آموز بھی تھا۔

چار بجنے کے قریب تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک میلا کچیا ٹھور سائیں کمرے میں داخل ہوا۔ گو میں اس امر کا بخوبی عادی تھا کہ اپنے دوست کو بھیس بے ہوتے دیکھوں لیکن اس کا کمال یہ تھا کہ اس بھروپ میں، میں اسے بمشکل پہچان سکا۔ میری طرف سر ہلا کر وہ خواب گاہ میں غائب ہو گیا جہاں سے وہ پانچ منٹ میں صاف شریفانہ لباس پہنے ہوئے باہر آیا۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے اپنی ٹانگیں آگ کے سامنے پھیلا دیں اور چند لمحہ تک خوب کھل کھلا کر منتسار ہا۔ اس کی ہنسی اس پر اتنی غالب آ چکی تھی کہ وہ بمشکل بات کر سکتا تھا۔ آخر الامر میں نے اس سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟

”ایک بہت ہی عجیب و غریب قصہ ہے۔ آپ ہرگز خیال نہیں کر سکتے کہ میں نے اپنی صبح کس طرح گزاری ہے اور اس کا خاتمہ کیسے ہوا ہے؟“

”واقعی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ غالباً آپ مس آئرلی ایئر کی عادات اور مکان کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔“

”بالکل ٹھیک لیکن خاتمہ غیر معمولی تھا۔ میں آپ کو بالتفصیل بتاتا ہوں۔ میں آج صبح یہاں سے آٹھ بجے بے کار سائیں کا بھیس بدل کر نکلا۔ سائیسوں کے درمیان حیرت انگیز ہمدردی اور برادری ہوتی ہے۔ سائیں بن کر آپ ان سے تمام باتیں، جو دریافت کرنے کے قابل ہوں، دریافت کر سکتے ہیں۔ میں سیدھا بری انی لاج پر پہنچ گیا۔ اس کی پشت پر پائین باغ ہے اور سامنے کی طرف سڑک تک ایک دو فٹ لہ مکان بنا ہوا ہے۔ دائیں طرف ایک بڑی نشست گاہ ہے جس میں لمبی کھڑکیاں ہیں۔ میں سڑک پر صہبل کے

شاہ زیبیہ کی تصویر

قریب ہلتا رہا۔ پھر میں نے گھوڑوں کی مالش کرنے میں لوگوں کا ہاتھ بٹایا اور اس خدمت کے صلہ میں میں نے ایک جام شراب، تبا کو نوشی میں حصہ وا فر اور مس ایڈلر کے متعلق ہر قسم کی معلومات کے علاوہ دو آنے بطور انعام حاصل کئے۔ نہ صرف انہوں نے مجھے مس ایڈلر کی سوانح پر بتائی بلکہ اس پاس کے دس بارہ آدمیوں کے حالات زندگی بھی سنائے جن کے متعلق مجھے مطلقاً کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن جو مجھے مجبوراً خاموشی کے ساتھ سننے پڑے۔

میں نے پوچھا ”لیکن آئرنی ایڈلر کے متعلق کیا کچھ معلوم ہوا؟“
 ”اس حسن کی پری کے متعلق کچھ نہ پوچھئے، اس نے اس نواح میں سب آدمیوں کو اپنا شیفٹہ اور متوالا ہتار کھا ہوا اس کا طرز زندگی بالکل سادہ ہے۔ وہ گاتی بجاتی ہے سردی بلاناغہ پانچ بجے سیر کے لئے گاڑی میں ٹھیکر باہر جاتی ہے اور ٹھیک سات بجے کھانا کھانے کے لئے واپس آتی ہے۔ مردوں میں سے، اس کا صرف ایک ملاقاتی ہے۔ وہ ایک طبع خوبصورت من چلا جوان آدمی ہے ہر روز بلاناغہ ایک دفعہ اس سے ضرورت لگتی آتا ہے لیکن اکثر اوقات روزانہ دو دفعہ ملتا ہے۔ اس کا نام مسٹر گاڈفری نارٹن ہے اور وہ ایک بیرسٹری۔ جب میں ان کی تمام باتیں سن چکا تو میں نے بری آئی لاج کے قریب ادھر ادھر ٹھلنا شروع کر دیا اور اپنے طرز عمل پر غور کرنے لگا۔

”بظاہر یہ گاڈفری نارٹن اس معاملہ میں ایک ضروری شخص معلوم ہوتا ہے۔ اس کا بیرسٹری ہونا محذور مشن تھا۔ ان کے تعلقات آپس میں کیا تھے اور اس کے بار بار آنے کی غرض غایت کیا تھی؟ کیا وہ اس کی موکلہ دوست یا محبوبہ تھی؟ اگر وہ اس کی موکلہ تھی تو غالباً اس نے وہ تصویر اس کے پاس منتقل کر دی ہوگی لیکن اگر وہ اس کی محبوبہ تھی تو یہ قیاس بہت خیر غالب تھا۔ اس سوال کے تصفیہ کے بعد میں یہ طے کر سکتا تھا کہ آیا میں ایسا کام بری آئی لاج پر شروع رکھوں یا بیرسٹری صاحب کے مکان کو اپنی مساعی کی جولا نگاہ بناؤں یہ ایک ضروری نکتہ تھا اور اس کی وجہ سے میری تحقیقات کا دائرہ وسیع ہو گیا تھا۔ مجھے

اندیشہ ہی کہ میں آپ کو ان جزئیات کے اعادہ سے تنگ کر رہا ہوں لیکن اگر آپ صحیح حالات سمجھنا چاہتے ہیں تو میری ان چھوٹی چھوٹی مشکلات کا سمجھنا ضروری ہے۔

میں نے جواب دیا "میں آپ کا مطلب من و عن سمجھ رہا ہوں۔"

"میں ابھی اس معاملہ کے متعلق غور کر رہا تھا کہ ایک گاڑی بری آئی لیج کی طرف آئی اور ایک شریف آدمی اس میں سے باہر کودا۔ وہ ایک نہایت ہی خوبصورت وجیہ جوان آدمی تھا اور بادی النظر میں وہی آدمی تھا جس کا ذکر میں ابھی سن چکا تھا۔ اس کے انداز سے عجلت چمکتی تھی، اس نے کوچوان کو ٹھیرنے کا حکم دیا اور بے تکلف گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

"وہ نصف گھنٹہ تک گھر میں رہا۔ میں باہر سے اسے نشست گاہ میں مضطربانہ انداز چلتے ہوئے دیکھتا رہا۔ آرنی ایڈلر وہاں موجود نہ تھی۔ جب وہ باہر آیا تو اس کے چہرہ پر پہلے سے بھی زیادہ گھبراہٹ اور عجلت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے جیب میں سے اپنی گھڑی نکال کر غور سے دیکھی اور پھر کوچوان کو چلا کر کہا "وہ شیطان کی طرح گاڑی تیز پہلے ریجنٹ سٹریٹ میں چلا اور پھر سینٹ مائیکل کے گرجے کی طرف۔ اگر تم یہ کام میں منٹ میں ختم کرو تو تمہیں آٹھ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔"

"وہ آرنی کو گئے ہوئے ابھی کچھ عرصہ نہ ہوا تھا کہ ایک صاف ستھری چھوٹی سی گاڑی بہت تیزی کے ساتھ وہاں آئی اور آرنی ایڈلر بے تحاشہ اس میں سے نکل کر گھڑی کی طرف لپکی اس وقت مجھے صرف اس کی ایک جھلک نظر آئی۔ وہ ایک اعلیٰ درجہ کی حسین عورت ہی اس کا خوبصورت چہرہ واقعی ایسا ہی کہ ہر ایک آدمی اس کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ اس نے کوچوان کو چلا کر کہا "جان سینٹ مائیکل کے گرجے کی طرف جلدی چلو، اور اگر تم میں سے مجھے وہاں پھینچا دو تو دس سو روپیہ انعام دونگی۔"

"یہ موقع بہت ہی عمدہ تھا۔ میں ابھی اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی گاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھ جاؤں کہ حسن اتفاق سے وہاں ایک کڑیہ گاڑی بھی اسی وقت

انہی میں نے گاڑی والے سے کہا " بارہ روپیہ انعام اگر تم سنٹ مائیکا کے گرجے تک مجھے بس منٹ میں پہنچا دو " اس نے میری خستہ حالت کی طرف نظر اٹھایا ہے دکھا لیکن میں اس کے اعتراض کرنے سے قبل گاڑی میں کود کر بیٹھ گیا۔ بارہ بجے میں پچیس منٹ باقی تھے اور صاف ظاہر تھا کہ ان دونوں کا مدعا کیا ہے۔

" میرے کوچوان نے گاڑی بہت تیز چلائی لیکن وہ دونوں مجھ سے پیسترواں پہنچ چکے تھے میں کرایہ ادا کر کے گرجے کے اندر چلا گیا۔ گرجے کے اندر ان دونوں کے سوا جن کے تعاقب میں، میں وہاں آیا تھا اور ایک پادری کے علاوہ جو ان سے بحث کر رہا تھا اور کون متنفس نہ تھا۔ وہ سجدہ گاہ کے سامنے اچھے کھڑے تھے۔ میں نے ابھی گرجے کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ وہ تینوں میری طرف مڑے اور گاڈ فری مارٹن جینی تیز کر وہ دوڑ سکتا دوڑتا ہوا، میری طرف آیا اور کہنے لگا: شکر خدا کا۔ تم کافی ہو۔ آؤ جلدی آؤ،

" میں نے پوچھا " آخر بات کیا ہے؟ "

" اس نے کہا " بندہ خدا جلدی کرو۔ صرف تین منٹ باقی ہیں وگرنہ یہ نکاح خلاف

قانون ہوگا،

" مجھے وہ کشاں کشاں سجدہ گاہ تک لے گیا اور پیسترواں کے کہ میں کچھ سوچ سچھ سکتا مجھے ان کی رسم نکاح خوانی میں بطور گواہ مدد دینی پڑی۔ یہ سب کچھ ایک چشم زدن میں ہو گیا ایک طرف وہ شریف آدمی اور دوسری طرف وہ شریف بی بی میرا شکریہ ادا کر رہے تھے اور پادری صاحب الگ میرے حق میں دعا خیر مانگ رہے تھے۔ مجھے اپنی اس عجیب حالت کا تصور اس وقت ہنسنا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نکاح خوانی کی رسم میں کچھ وقت تھی اور پادری کسی قسم کے گواہ کے بغیر ان کا خطبہ نکاح پڑھنے سے انکاری تھا اور اس مشکل کا حل میری غیر متوقع موجودگی سے ہو گیا۔ دلہن نے مجھے ایک اشرفی انعام کے طور پر دیا ہے جسے میں اپنی کھڑی کی زنجیر کے ساتھ بطور یادگار پہنا کر دل گاتا۔ "

میں نے کہا ” واقعی یہ نہایت ہی عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس کے بعد گیا ہوا ہے۔“
 ” ان کی شادی سے میری ساہتہ تیار و نیکے در ہم بر ہم ہوتی ہوئی معلوم ہوئیں کہونکہ
 مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ وہ دونوں ہنسی مومن منان کے لئے کہیں باہر نہ چلے جائیں۔
 اس لئے مجھے جو کچھ کرنا ہوا وہ جلدی کر لیا جائے۔ گرجے کے دروازے پر وہ ایک دوسرے
 سے الگ ہو گئے وہ ٹیسل کی طرف چلا گیا اور وہ اپنے گھر کی طرف۔ جس وقت وہ اس سے
 جدا ہوئی اس نے اس سے کہا۔ ” میں حسب معمول پانچ بجے سیر کے لئے پارک میں آؤنگی“
 مجھے اور کوئی بات سنائی نہ دی۔ وہ مختلف سمتوں میں چلے گئے اور میں اپنے انتظامات مکمل
 کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔“

”اب اپنے کیا تدبیر سوچی ہے؟“

اس نے گھنٹی بجا کر کہا ” پہلے تو مجھے کچھ ٹھنڈا گوشت اور دودھ کا ایک گلاس دینا
 ہے۔ میں آج اتنا مصروف رہا ہوں کہ مجھے مطلقاً خوراک کا خیال نہیں آیا۔ آج شام کو شاید او
 بھی زیادہ مصروف رہوں گا۔ ہاں مجھے یاد آیا، ڈاکٹر صاحب مجھے آج شام کو آپ کی معاونت
 کی ضرورت ہوگی۔“

”میں بخوشی حاضر ہوں۔“

”آپ خلاف قانون کارروائی کرنے سے تو نہیں ڈرتے؟“
 ”مطلقاً نہیں۔“

”اور گرفتار ہونے سے بھی؟“

”نہیں۔ بشرطیکہ کسی صحیح کام کی تکمیل منظور ہو۔“

”ہمارے کام کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔“

”تو پھر میں آپ کا بندہ بے دام ہوں۔“

”مجھے آپ کی مدد کا پہلے سے ہی یقین تھا۔“

لیکن آپ مجھے کیا جانتے ہیں؟

”جب مسز نرز کھانا لے آئیگی تو میں اپنا منصوبہ واضح طور پر بیان کر دوں گا۔“
 جب کھانا چٹا گیا تو اس نے ایک گرسنہ آدمی کی طرح کھانا شروع کیا۔ اور مجھ سے کہا ”میرے پاس وقت کم ہے اس لئے میں کھانا کھاتے ہوئے آپ کو سمجھاتا جاؤں گا۔ اب پانچ بج گئے ہیں۔ دو گھنٹے کے اندر میں بری انی لاج کے پاس موجود ہونا چاہیے۔ بس آرنی بلکہ ہیڈم آرنی سیر کر کے، بجے واپس آئیگی۔ میں اس کے استقبال کے لئے اس سے قبل وہاں پہنچ جانا چاہیے۔“

”پھر کیا ہوگا؟“

”وہ سب کچھ آپ میرے اوپر چھوڑ دیں۔ میں نے تمام کارروائی کا پہلے ہی سے انتظام کر دیا ہے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے آپ میرے کسی کام میں مزاحم نہ ہوں۔ صرف وہ کریں جو آپ سے کہا جائے۔“

”میں بالکل غیر جانب دار رہوں گا۔“

”بے شک۔ غالباً وہاں کچھ بدفرگی ہوگی۔ آپ اس میں کوئی حصہ نہ لیں۔ اس بدفرگی کا نتیجہ غالباً یہ ہوگا کہ مجھے گھر کے اندر اٹھا کر لیجا یا جائے گا۔ چار پانچ منٹ کے بعد نشست گاہ کی گھڑکی کھلے گی۔ آپ اس گھڑکی کے پاس کھڑے رہیں۔“

”بہت خوب؟“

”آپ میری طرف متوجہ رہیں کیوں کہ میں اندر سے آپ کو نظر آتا رہوں گا۔“

”بہتر۔“

”اور جب میں دینا ہاتھ اٹھاؤں۔ اس طرح۔ آپ اس وقت گھر کے اندر وہ چیز پھینک دیں گے جو میں آپ کو دوں گا اور مجھ کو پھینکنے کے ”آگ! آگ!“ پکارنا شروع کرے گا۔ آپ میرا مطلب سمجھتے ہیں نا؟“

”بخوبی“

اس نے اپنی جیب میں سے ایک لمبی چرٹ نکال کر کہا: ”یہ کوئی خطرناک چیز نہیں ہے یہ ایک معمولی دھواں دینے والی ہوائی ہے جو آتش بازی میں بالعموم استعمال ہوتی ہے اس کے دونوں سروں پر ٹوپیاں چڑھی ہوئی ہیں تاکہ یہ خود بخود مشتعل ہو سکے۔ آپ کا کام صرف اسی قدر ہے جب آپ آگ آگ! پکارینگے تو بہت سے آدمی آپ کے ہم آہنگ ہو جائیں گے اس کے بعد آپ گلی کے سرے تک چلے جائیں۔ دس منٹ کے بعد میں آپ کو آملوں گا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اپنا مطلب واضح کر دیا ہے“

”میرا کام یہ ہے کہ کسی بات میں حصہ نہ لوں، کھڑکی کے پاس کھڑا رہوں، آپ کی طرف متوجہ رہوں اور آپ کے اشارہ پر یہ چیز کمرے کے اندر پھینک دوں، پھر آگ آگ کی شہو پکار شروع کر دوں اور بعد ازاں گلی کے سرے پر آپ کا انتظار کروں“

”بالکل صحیح“

”تو پھر آپ میرے اوپر اعتماد کئی کر سکتے ہیں“

”یقیناً۔ اچھا تو اب مجھے اپنے منصوبہ کی تکمیل کے لئے تیار ہو جانا چاہیے“

وہ اپنی خواب گاہ میں غائب ہو گیا اور چند لمحوں کے بعد ایک سادہ لوح، منسا اور باری کے لباس میں برآمد ہوا۔ اس کو بھیس بدلنے میں یدِ طولی حاصل تھا۔ نہ صرف اس نے اپنا لباس بدلا بلکہ اس کا انداز، اس کی عادات و خصائل یہاں تک کہ اس کی روح بھی۔ ایک نئے بھیس کے ساتھ بدلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ میرا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ اس۔ تیقات جرائم میں منہمک ہو جانے سے، تھیٹر کو ایک بہترین ایکٹور سائنس کو ایک بازار، موجود کا نقصان ہوا ہے۔

سواچھ بچے ہم بیکر سٹریٹ سے روانہ ہوئے۔ ابھی سات بجے میں دس منٹ باقی تھے کہ ہم بری آئی لاج کے پاس پہنچ گئے۔ ہم نے آرنی ایڈلر کے انتظار میں وقت گزارنے

کے وہاں ادھر ادھر ملنا شروع کر دیا۔ میں نے لاج کو شریک ہو مرنے کے بیان کے صحت
مطابق پایا لیکن میری طرح کے خلاف اس کے گرد و نواح میں بہت زیادہ روشنی تھی
گو شام کی تاریکی چھا گئی تھی تاہم وہاں بہت سے مزدور ایک طرف کھڑے ہو کر
تھا کو نوشی میں مصروف نہیں تھے، ایک چاقو تیز کرنے والا اپنا پیٹھ لٹے ہوئے ایک
طرف کھڑا تھا دوسرا ہی ایک الٹی کے ساتھ خوش طبعی کر رہے تھے اور بہت سے خوش پوش
نوجوان، منہ میں سگریٹ لے کر ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔

جب ہم مکان کے سامنے اس طرح ٹھہرے تھے شریک ہو مرنے مجھے کہا "آپ
سمجھ گئے ہونگے کہ اس شاوی سے معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ تصویر اب ایک دو دو جاری ہو
کا کام دے سکتی ہے۔ یہ امر از حد قرین قیاس ہے کہ وہ اس کو اپنے شوہر کی نظروں سے
چھپانے کی اتنی ہی خواہشمند ہوگی جتنا کہ ہمارا موکل اسے اپنی ملکہ سے چھپانا چاہتا ہے۔
اب سوال یہ درپیش ہے کہ یہ تصویر کہاں دستیاب ہو سکتی ہے؟ یہ بات غیر اغلب ہے کہ
وہ اسے بہ وقت اپنے پاس رکھتی ہو تصویر اتنی بڑی ہے کہ ایک عورت کے لباس میں بمشکل
چھپائی جاسکتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ بادشاہ اس کو سفر میں پکڑو اگر اس کی جامہ تلاشی کروا
ہے۔ اس سے قبل ایسی دو ناکام کوششیں ہو چکی ہیں۔ اس لئے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ
تصویر کو بہ وقت اپنے پاس نہیں رکھتی۔"

"تو پھر وہ لے کہاں رکھ سکتی ہے؟"

"یا تو اپنے خزانچی کے پاس یا اپنے وکیل کے پاس۔ بہرہ و شقیں ممکن ہیں لیکن میری
ذاتی رائے ان کے خلاف ہے۔ مستورات بالعموم انخفا پسند ہوتی ہیں اور وہ اپنے بھید اپنے
ہی قبضہ میں رکھنا پسند کرتی ہیں۔ ان کو جس قدر اعتماد اپنی ذات کے اوپر ہوتا ہے کسی
کاروباری آدمی پر نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں اسے یہ احتمال ضرور ہوگا کہ کوئی دوسرا
آدمی طمع یا خوف کے اثر سے تصویر کو باوجود شاد کے حوالہ کر سکتا ہے۔ نیز یہ امر بھی قابل توجہ

کہ وہ اسے چند دنوں کے اندر ہسپتال کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے تصویر ایسی جگہ منسور ہے جہاں سے وہ اسے سہولت باسانی حاصل کر سکتی ہے۔ لہذا یہ اس کے گھر میں موجود ہے۔

”لیکن اس کے گھر میں دو دفعہ نقب لگ چکی ہے۔“

”اوند! انہیں صحیح جگہ معلوم نہ تھی۔“

”تو کیا وہ آپ کو معلوم ہے؟“

”نہیں مجھے معلوم نہیں ہے لیکن وہ خود مجھے بتا دیگی۔“

”کیا وہ انکار نہ کرے گی؟“

”وہ انکار کرنے کے ناقابل ہوگی۔ لیکن مجھے ایک گاڑی کے آنے کی آہٹ سنائی

دی ہے۔ یہ اس کی گاڑی ہے۔ اب آپ میری ہدایات پر لفظ بہ لفظ عمل کرنے کے لئے تیار رہیں۔“

تھوڑی دیر کے بعد ایک خوبصورت چھوٹی سی گاڑی بری انی لاج کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ جونہی گاڑی وہاں ٹھہری، ایک فرد ورن انعام کی طرح سے دروازہ کھولنے کے لئے لپکا لیکن ایک دوسرے فرد ورن نے اسے دھکاکے کر گرا دیا اور خود دروازہ کھولنے کے لئے آگے بڑھا۔ اس پر دونوں میں خوب لڑائی ہوئی شروع ہو گئی جو ٹاشائیوں کے ہجوم اور دونوں فردوروں کے طرفداروں کی شرکت سے ایک خاصی جنگ بن گئی۔ جب آئرلی ایڈلر گاڑی پر سے نیچے اترتی تو اس کے لئے قدم بڑھانا محال تھا کیوں کہ جھگڑا لو آدمی سر طرف سے اس کو گھیرے ہوئے تھے۔ شرک ہومز خاتون کی حفاظت کے لئے آگے بڑھا لیکن جونہی وہ اس کے قریب پھونچا اس نے ایک پیچ ماری اور دھم سے نیچے گر پڑا۔ اور اس کے چہرے پر لہو بہنا شروع ہو گیا۔ اس حادثہ کے بعد فردور سیاہی اور دیگر معمولی حیثیت کے ٹاشائی، ادھر ادھر جدھر ان کے سینک سائے جاک گئے لیکن خوش پوش نوجوان، جنہوں نے لڑائی میں کچھ حصہ نہ لیا تھا بلکہ اسے

دوری سے دیکھ رہے تھے مغرز خاتون اور مجروح پادری کی مدد کے لئے آگے بڑھے۔
 آرنی ایڈلر مکان کے زینہ پر چل دی سے جا کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے گلی کی طرف منہ
 کر کے کہا ”کیا بیچارے شریف آدمی کو بہت چوٹ لگی ہے؟“
 بہت سی آوازوں نے پکار کر کہا ”وہ مر گیا ہے“

ایک اور نے کہا ”نہیں نہیں۔ ابھی تک اس میں جان باقی ہے۔ لیکن ہسپتال

میں پھینچنے سے قبل وہ ضرور مر جائے گا“

ایک عورت نے کہا ”وہ ایک بہادر آدمی ہے۔ وہ بد معاش مغرز خاتون کا بوجھ
 اور کھڑی ضرور اڑا لے جاتے اگر یہ انھیں اپنی جان پر کھیل کر نہ روک دیتا۔ شکر ہے خدا کا
 وہ اب سانس لے رہا ہے“

”وہ گلی میں پڑا نہیں رہ سکتا جناب میم صاحبہ کیا ہم اسے آپ کے گھر میں لے آئیں؟“

”یقیناً اسے نشست گاہ میں لے آئیے۔ وہاں ایک آرام دہ پلنگ ہے۔ ادھر

سے آئیے“

اس طور سے شرک ہو مرنہایت ممانت کے ساتھ بری انی لاج کے اندر داخل

ہو گیا۔ میں کھڑکی کے پاس، اپنی مقررہ جگہ پر کھڑا ہو کر اس کی طرف بغور دیکھ رہا تھا

گھر میں لمبے روشن تھے لیکن دروازوں اور کھڑکیوں کے آگے پردے ابھی نہیں

کھینچے گئے تھے۔ اس لئے میں اسے پلنگ پر لیٹے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا

کہ شرک ہو مرنہ اپنے کے پرنا دم تھا یا نہیں لیکن میری حالت یہ تھی کہ اس خوبصورت

فرشتہ روعورت کو دیکھنے کے بعد مجھے اس سازش میں شرک ہونے کا بہت افسوس

تھا۔ تاہم اس وقت شرک ہو مرنہ کی مفوضہ خدمت میں کوتاہی کرنا اس سے غداری

کرنا تھا۔ اس لئے میں نے اپنا جی کڑا کر کے ہوائی کو اپنے لبادہ کے نیچے سے باہر

نکال لیا اور اس خیال سے اپنے تئیں تسلی دی کہ ہم آرنی ایڈلر کو کسی قسم کا گزند

نہیں پہچانتے بلکہ اے ایک اور ہستی کو نقصان پہنچانے سے روک لیتے ہیں۔
 شرک ہومز پینک پر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس طرح اشارہ کر رہا
 ہے جیسے اس کا سانس گھٹ رہا ہے اور کھلی ہوا کا محتاج ہے۔ ایک غار مدہ لیکر ہوتی آئی اور اس
 کھڑکی کھول دی۔ اسی وقت میں نے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ یہ اشارہ پا کر
 میں نے ہوائی کمرے میں پھینک دی اور آگ: آگ! پکارنا شروع کر دیا۔ ابھی یہ
 لفظ میرے منہ سے باہر نہیں نکلا تھا کہ تمام تماشائی خوش پوش اور مرد و زن شریف آدمی
 اور ملازمت پیشہ مرد اور عورتیں۔ "آگ! آگ!" کی چیخ پکار میں میرے ہم آہنگ تھکے
 دھوئیں کے سیاہ بادل کمرے میں نظر آتے تھے اور کھڑکی میں سے باہر نکل رہے تھے۔ میں
 دھوئیں میں عورتوں مردوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا اور ایک لمحہ بعد شرک ہومز کی تیز
 آواز میرے کان میں پڑی کہ آگ نہیں لگی۔ میں اس ہجوم میں سے نکل کر سڑک کے
 موڑ پر آکھڑا ہوا۔ اور دس منٹ بعد اپنے دوست کو اپنے پاس کھڑا دیکھ کر بہت خوش
 ہوا۔ وہ چند لمحہ تک تیزی سے چپ چاپ چلتا رہا جب ہم کافی دور پہنچ گئے تو اس نے
 کہا "ڈاکٹر صاحب آپ نے اپنا کام بہت اچھی طرح سے سرانجام دیا۔ سب کچھ ٹھیک
 ہو گیا ہے۔"

"آپ نے تصویر پالی ہے؟"

"مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں رکھی ہے؟"

"آپ نے کسے معلوم کیا؟"

"اس نے مجھے تصویر کی جگہ خود بتائی جیسا کہ میں آپ سے کہ گیا تھا"

"میں ابھی تک کچھ نہیں سمجھا"

اس نے ہنس کر کہا "میں آپ کو زیادہ عرصہ تک پریشانی میں مبتلا رکھنا پسند

نہیں کرتا۔ اور نہ اس معاملہ میں کوئی خاص بھید کی بات ہے۔ یہ تو آپ تاڑ گئے ہوتے"

کہ گئی ہیں بسے ادنیٰ موجود تھے ہمارے معاون تھے۔ وہ آج شام کے لئے ہمارے ملازم تھے۔“

”بہت خوب۔“

”پھر جب تنازعہ برپا ہوا تو میرے ہاتھ میں مسرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی شیشی تھی۔ میں آگے بڑھا، نیچے گر پڑا، اپنے چہرہ پر رنگ والے ہاتھ لگائے اور میری شکل قابلِ رحم بن گئی۔ یہ ایک پرانی چال ہے۔“

”میں یہ سمجھ گیا تھا۔“

”پھر لوگ مجھے اٹھا کر گھر میں لے گئے۔ آئرنی ایڈلر کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ مجھے نشست گاہ میں لٹایا گیا جس پر مجھے خاص شبہ تھا۔ انہوں نے مجھے پتنگ پر لٹایا ہیں نے ہوا کے لئے اشارہ کیا اور انہیں مجبوراً کھڑکی کھولنی پڑی جس سے آپ کو موقع مل گیا۔“

”لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟“

”بہت کچھ۔ جب کسی عورت کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس کے گھر کو آگ لگ گئی ہے تو وہ ہلکتی آواز کی طرف دوڑتی ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ یہ ایک زبردست فطری خواہش ہے۔ اور میں نے اکثر مرتبہ اس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ میں آپ کو کئی ایک جرائم کی داستان سنا سکتا ہوں جن میں مجھے اسی ایک راز کی تفہیم سے کامیابی حاصل ہوئی۔ ایک بیباہی ہوئی عورت اپنے ننھے بچے کی طرف دوڑتی ہے اور ایک ناکتھڑا لڑکی اپنے زیور اسکے ڈبہ کی طرف۔ موجودہ حالت میں میں یہ بات سچوٹی سمجھے ہوئے تھا کہ آئرنی ایڈلر کو اس تصویر سے زیادہ اور کوئی چیز پیاری نہیں ہے۔ آگ لگنے کا دھوکا نہایت کامیابی سے دیا گیا تھا۔ دھوئیں کی کثرت اور آگ کی بیچ پکار قوی سے قوی دل کے ہلادینے کے لئے کافی تھی۔ آئرنی ایڈلر عیار

حکایات شریک ہو کر

سہی لیکن پھر بھی عورت ذات ہی حکمہ میں آگئی۔ تصویر ایک طاق میں جس کے اوپر کھڑکی کا ڈھکنا لگا ہوا ہے اور جو بڑی گھڑی سے ڈھکا ہوا ہے رکھی ہے۔ وہ وہاں فوراً پہنچ گئی اور جب اس نے اس کو وہاں سے نکالا تو میں نے اسے دیکھ لیا۔ جب میں نے کہا کہ آگ سچ مچ نہیں لگی تو اس نے اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا، ہوائی کی طرف نگاہ دوڑائی اور کمرے میں سے بھاگ گئی۔ بعد ازاں میں نے اسے اس وقت تک نہیں دیکھا۔ میں اٹھا اور معذرت کر کے گھر سے باہر نکل آیا۔ میں مذذب تھا کہ تصویر اسی وقت حاصل کر لو یا نہ۔ لیکن کوچوان کمرہ میں آگیا تھا اور چوں کہ میری طرف غور سے دیکھ رہا تھا اس میں نے التوا کو مرجع سمجھا۔ غیر مناسب تعجب سے بنا بنایا کھیل گاڑ سکتا ہے۔

میں نے پوچھا "اور اب؟"

ہماری محرم تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ میں یہاں بادشاہ کے ساتھ کل آؤں گا اور اگر آپ بھی ہمارے ساتھ آنا پسند کریں تو آپ بھی آجائے گا۔ نوکر میں شست گاہ میں بٹھائیں گے تاکہ ہم خاتون کی آمد کا انتظار کریں لیکن اٹھ بے ہی ہے کہ جب وہ آئے گی تو میدان صاف ہوگا، نہ ہم وہاں ہونگے اور نہ ہی تصویر۔ شاید ہنر محشی کو تصویر اپنے ہاتھ سے حاصل کرنے کی خوشی زیادہ ہوگی۔

"آپ ملاقات کے لئے کب جائیں گے؟"

"کل صبح آٹھ بجے۔ وہ اس وقت تک خواب گاہ میں سے باہر نہیں نکلی ہوگی پس میدان ہمارے لئے صاف ہوگا۔ علاوہ ازیں ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ شادی کے بعد اس کی زندگی اور عادات میں کامل تبدیلی پیدا ہو جائے۔ مجھے بادشاہ سلامت کو فوراً بذریعہ تار مطلع کرنا چاہیے۔"

ہم بیکر سٹریٹ پہنچ گئے تھے اور اپنے دروازہ پر کھڑے تھے۔ شریک ہومز اپنی جیبوں کو چابی کی تلاش میں ٹوٹل رہا تھا کہ کسی راہ گزر نے کہا "گڈ نائٹ! امیٹر سٹریٹ"

اس وقت شرک پر متعدد ذن و مرد تھے لیکن یہ سلام غالباً ایک نازک اندام
 بہادر پوش نوجوان نے جواب تیزی سے چلا جا رہا تھا کیا تھا۔
 شرک ہونے نیم تاریک شرک کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور کہا ”میں نے
 یہ آواز پہلے بھی سنی ہے لیکن میں متعجب ہوں کہ یہ کون ہے“

تیسرا حصہ

اس رات کو میں شرک ہونے کے پاس سویا۔ صبح کو ہم ناشتہ کر رہے تھے کہ شاہ
 بومییا کمرے میں گھس آیا اس نے شرک ہونے کو دو دنوں شانوں سے پکڑا اور اس کے
 پیرہنے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا ”کیا واقعی آپ نے تصویر حاصل کر لی ہے؟“

”ابھی نہیں“

”لیکن آپ کو امید ہے؟“

”مجھے امید ہے“

”تو پھر اٹھئے۔ میں جاننے کے لئے ہمیں بتیاب ہوں“

ہم بادشاہ کی گاڑی میں بیٹھ کر بی بی انی لاج کی طرف روانہ ہو گئے۔ شرک ہونے
 نے رستہ میں کہا۔

”آئی ایڈلر کی شادی ہو گئی ہے“

”شادی بگبگ؟“

”کل“

”کس کے ساتھ؟“

”ایک انگریز بیسٹری مسی نارتھ کے ساتھ“

”لیکن اس کے ساتھ کچھ صحبت نہ ہوگی“

”میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے“

”کیوں؟“

”اس لئے کہ اس طور سے وہ حضور کو آئندہ نہ سنا سکے گی۔ اگر اسے اپنے خاوند کے ساتھ پیاری تو یقیناً وہ حضور سے محبت نہیں کرتی ہوگی اور اگر اسے حضور سے محبت نہیں ہے تو وہ حضور کی شادی میں مزاحم نہ ہوگی“

”یہ سچ ہے! لیکن۔۔۔ لے کاش وہ میری ہم رتبہ ہوتی! وہ ایک نیکانہ روزگار ملکہ بن سکتی تھی“ یہ کہہ کر بادشاہ فکر میں غرق ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم بری انی لاج تک پہنچ گئے۔

بری انی لاج کا دروازہ کھلا تھا اور ایک ضعیفہ میٹرھیوں پر کھڑی تھی جب ہم گاڑی پر سے اترے تو وہ ہمیں متوازن انداز سے دیکھتی رہی جب ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا ”میں خیال کرتی ہوں کہ آپ مسٹر شرک ہومز ہیں“

میرے دوست اس کی طرف حیرت کے ساتھ دیکھ کر کہا ”ہاں میں مسٹر شرک ہومز ہوں“

”بے شک بیگم صاحبہ کو یقین تھا کہ آپ تشریف لائیں گے۔ ہماری بیگم صاحبہ آج صبح سوا پانچ بجے کی گاڑی میں چیرنگ کر اس سٹیشن سے سوار ہو کر براعظم کی سیر کے لئے چلی گئی ہیں“

”واقعی؟“ شرک ہومز نے متعجب ہو کر ایک یاس آمیز لہجہ میں کہا ”کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ انگلستان سے روانہ ہو گئی ہیں؟“

”ہاں“

”اور کاغذات!“ بادشاہ نے بھڑائی ہوئی آواز سے کہا ”اب کچھ نہیں ہو سکتا“

”ابھی معلوم ہو جائے گا“ شرک ہومز تیزی کے ساتھ نوکر کے پاس سے آگے

بڑھا اور نشست گاہ میں داخل ہو گیا۔ بادشاہ سیامت اور میں اس کے پیچھے تھے۔ مگر

میں اسباب سب طرف کھڑا پڑا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس نے گزشتہ شب بہت عجلت کے ساتھ سفر کی تیاری کی ہے۔ شرک ہو فر گھڑی کی طرف بڑھا اور اسے ایک طرف بٹا کر اس کے پیچھے اس نے ایک لکڑی کا تختہ علیحدہ کیا اور اپنا ہاتھ طاق میں ڈال کر ایک تصویر اور ایک خط نکالا۔ تصویر آرتھی ایڈلر کی تھی اور خط پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ "خدمت مسٹر شرک ہو فر۔ یہ خط طلبی کا منتظر رہے گا" میرے دوست نے اسے جلدی سے کھولا اور ہم تینوں نے اسے پڑھا۔ اس پر سابقہ رات، نصف شب کا وقت لکھا ہوا تھا اور اس کا مضمون یہ تھا:

"میری مسٹر شرک ہو فر۔ آپ نے واقعی اپنا کام بہت چالاکی سے کیا تھا۔ میں بالکل آپ کے دھوکے میں آگئی تھی۔ آگ کی چیخ و پکار تک مجھے کسی قسم کا شبہ نہ تھا۔ لیکن جب مجھے خیال آیا کہ میں اپنا بھید آپ پر ظاہر کر چکی ہوں تو میں نے سوچنا شروع کیا۔ کئی مہینے گزرے مجھے آپ کے متعلق اطلاع مل چکی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر بادشاہ سلامت نے کوئی کارندہ ملازم رکھا تو وہ یقیناً آپ ہی ہونگے۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ آپ نے نہایت شطارت سے، مجھے چکے دیا اور جو کچھ معلوم کرنا چاہتے تھے میری اپنی وساطت سے معلوم کر گئے۔ جب مجھ سے یہ غلطی سرزد ہو چکی اس وقت میرے دل میں شبہ سا پیدا ہوا۔ مگر اس وقت میرے دل میں ایک ایسے نرم دل اور مغز پادری کے خلاف کوئی برا خیال نہ آیا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میری تربیت بطور ایک ایکٹرس کے ہو چکی ہے اور مردانہ لباس میرے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میں اس کی وساطت سے بسا اوقات آزادی حاصل کرتی ہوں۔ میں نے اپنے کوچوان جان کو آپ کے ماٹرنے کے لئے بھیجا اور خود اوپر جا کر مردانہ لباس پہن لیا اور جو نہی کہ آپ وداع ہوئے پیچھے آگئی۔

میں آپ کے دروازے تک آپ کے پیچھے پیچھے گئی اور اس طرح مجھے یقین ہو گیا

کہ واقعی طور پر مشہور و معروف مسٹر شرک ہو فر میرے کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں

پھر میں نے، قدرے تھورے کے ساتھ آپ کو گڈ ٹائٹ کمی اور پمپل کی طرف اپنے خاوند سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئی۔

”ہم دونوں نے یہی مناسب خیال کیا کہ جب مشرک ہومز جیسی ایک زبردست شخصیت ہمارے مخالف ہے تو ہمارے لئے بھاگ جانا ہی سب سے زیادہ مناسب کارروائی ہے۔ تصویر کے متعلق آپ کے موکل کو مطمئن رہنا چاہیے۔ میں اب اس سے بہتر آدمی سے محبت کرتی ہوں اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ بادشاہ کو اب میری طرف سے کسی قسم کی مزاحمت کا خطرہ نہیں رکھنا چاہیے گو اس نے مجھے بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ میں تصویر کو اپنے پاس آئندہ صرف اپنی حفاظت کے لئے رکھوں گی تاکہ اگر وہ میرے خلاف کوئی کارروائی کرے تو میں اپنا بچاؤ کر سکوں۔ میں اپنی ایک تصویر چھوڑتی ہوں جو شاید وہ اپنے پاس رکھنی پسند کرے۔ مشرک ہومز، میں ہوں

آپ کی مخلص

آرنی نارٹن (ایڈل)

جب سم قینوں یہ خط پڑھ چکے تو شاہ بوہمیہ نے کہا ”واحد کیسی بے نظیر عورت ہے! کیا میں نے آپ کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کتنی مستعد اور مستقل مزاج ہے! کیا وہ ایک اعلیٰ ملکہ نہ بنتی؟ سکاٹش وہ میری ہم رتبہ ہوتی!“

مشرک ہومز نے سرد مہری سے کہا ”مجھے اس خاتون کا جس قدر تجربہ ہوا ہے اس سے وہ مجھے حضور سے بالکل مختلف معلوم ہوتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں حضور کی خدمت کو بحسن سلو ب ختم نہیں کر سکا“

بادشاہ نے تپاک سے کہا ”برخلاف اس کے آپ نے جو کچھ کیا ہے بہت عمدہ کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ اپنے قول کی پکی ہے۔ تصویر اب ایسی ہی محفوظ ہے جیسے کہ وہ آگ کے

سپور کر دی گئی ہو۔

”میں حضور کے یہ خیالات سن کر بہت مسرور ہوں۔“

”میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ براہ کرم مجھے بتائیے کہ میں کس طرح سے آپ کے

کافی صلہ دے سکتا ہوں۔ یہ انگشتری۔“

اس نے اپنی انگلی سے ایک جڑاوا انگشتری اتار کر اپنی ہتھیلی پر رکھی۔

شیرک ہونے لگا ”حضور کے پاس ایک ایسی چیز ہے جس سے میں اس سے

بھی زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں۔“

”آپ اس کا نام بتائیں مجھے اس کے دینے میں کچھ دریغ نہ ہوگا۔“

”یہ تصویر!“

بادشاہ نے متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھا اور کہا ”آئرنی کی تصویر! بہت چھپا

اگر آپ کی یہی خواہش ہے۔“

”میں حضور کا بہت مشکور ہوں۔ اب اس معاملہ کے متعلق اور کوئی کام باقی

نہیں ہے۔ میں نہایت عزت و افتخار کے ساتھ حضور کی خدمت میں تسلیات بجالاتا ہوں۔“

وہ جھکا اور جو ہاتھ بادشاہ نے اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے بڑھایا ہوا تھا

اسے دیکھے بغیر وہ میرے ہمراہ اپنے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس بلور سے سلطنت برہمیا تھا ایک عظیم الشان خطہ ٹل گیا اور شیرک ہونے کی

مساعی ایک عورت کی دانائی سے ناکام رہیں۔ پہلے وہ عورتوں کی چالاکی کا مذاق اڑایا

کرتا تھا لیکن اس کے بعد اس کا منہ اس بارہ میں بالکل بند ہو گیا ہے۔ جب کبھی وہ آئرنی اٹلر

کا یا اس کی تصویر کا ذکر کرتا ہے تو وہ اس کو بے نظیر عورت کے معر نام سے یاد کرتا ہے۔

دوسری کہانی
 فرے ہوئے ہونٹ والا شخص

معذرت!

(یہ کہانی موجود نہیں)

تیسری کہانی

پہلی سیر

حصہ اول

میں، بڑے دن کے بعد، اپنے دوست شرک ہو مگر کی مزاج پرسی کے لئے آیا
وہ پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس تازہ اخباروں کا ایک انبار پڑا ہوا تھا۔
پلنگ کے پاس ایک چوبلی کرسی پڑی تھی جس کی پشت پر ایک بدنما شکستہ ٹوپی

ٹکی ہوئی تھی۔ کرسی کے اوپر ایک محدب بیٹھ اور ایک چمچی پڑی ہوئی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ٹوپی وہاں معائنہ کی غرض سے لٹکانی گئی ہے۔

میں نے کہا ” شاید آپ کام میں مصروف ہیں میں جانچ تو نہیں ہوا؟“
 ” بالکل نہیں۔ میں خوش ہوں کہ آپ آگئے۔ اب میں آپ کے سامنے اپنے نتائج پر بحث کر سکتا ہوں۔ یہ معاملہ نہایت خفیہ ہے“ اس نے ٹوپی کی طرف اشارہ کر کے کہا ” لیکن اس کے متعلق بعض امور متیقح طلب و دیکھی اور سبق آموزی سے خالی نہیں ہیں“

میں آرام گرسی پر بیٹھ گیا اور جلتی ہوئی آگ کے سامنے اپنے ہاتھ تاپنے لگا کیونکہ اس روز کھیر چھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا ” میں خیال کرتا ہوں کہ گوبٹا ہر یہ ٹوپی حقیر سی معلوم ہوتی ہے، تاہم کوئی خوف ناک قصہ اس سے وابستہ ہے اور یہ آپ کو کسی راز کے انکشاف اور کسی جرم کی تحقیقات میں رہ نہائی کر سکے گی“

شرک ہومز نے ہنس کر کہا ” نہیں نہیں کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ صرف ان معمولی واقعات میں سے ایک ہے جو ہر روز چند مربع میل میں چالیس لاکھ آدمیوں کی گنجان آبادی کے باعث، بکثرت ہوتے رہتے ہیں۔ آپ حوالدار پیٹرن کو جانتے ہیں؟“

” یہ ٹوپی اس نے پائی تھی۔ اس کے مالک کا پتہ نہیں۔ آپ سے میری یہ استدعا ہے کہ آپ اس کو مختصر ایک بوسیدہ کلاہ کی حیثیت سے نہ دیکھیں بلکہ اسے ایک حل طلب دماغی مسئلہ تصور کریں۔ پہلے میں آپ کو مختصراً اس ٹوپی کی سرگزشت سناتا ہوں صحیح واقعات یہ ہیں، بڑے دن کی صبح کو ۸ بجے پیٹرن جو کہ ایک دیانت دار آدمی ہے، ٹاٹن ہم سڑک پر سے اپنے گھر واپس آ رہا تھا۔ اس نے اپنے سامنے سڑک کے لب کے پاس، ایک بے سے آدمی کو ڈیکھا جو لڑکھڑا کر چل رہا تھا اور جس کے کندھے پر ایک

سینڈ راج ہنس رکھا ہوا تھا جب یہ جارج سٹریٹ کی نگر پر پہنچا تو اس نے جینسی اور بد معاشوں کے ایک گروہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ ایک بد معاش نے اس کی ٹوٹی اچھلا دی جس پر اس نے اپنی حفاظت کے لئے اپنی لاکھی اٹھائی۔ ایسا کرنے سے اس کے پیچھے دکان کا آئینہ ٹوٹ گیا۔ پیٹرن اس بیچارے کو بد معاشوں سے بچانے کی خاطر آگے پہنچا لیکن اس نے کچھ تو کھڑکی کے ٹوٹ جانے سے دہشت زدہ ہو کر اور کچھ ایک وروی پوش افسر سے ڈر کر راج ہنس وہیں گرا دیا اور دم دبا کر بھاگ نکلا۔ پیٹرن کو آنا دیکھ کر بد معاش بھی فرار ہو گئے تھے اس لئے پیٹرن کے ہاتھ کل مال غنیمت یعنی ٹوٹی ہوئی ٹوٹی اور راج ہنس لگا۔

”میں یقین کرتا ہوں کہ اس نے راج ہنس اس کے مالک کو واپس کر دیا ہوگا۔“
 ”بندہ نوازی ہی تو حل طلب بات ہے۔ یہ سچ ہے کہ پرنڈے کی ٹانگ کے ساتھ ایک پرزہ پر ”برے سنز سٹری بکر“ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی سچ ہے کہ حروف ”ہ۔ب۔ٹوٹی کے اسٹریپر سے جاسکتے ہیں لیکن چونکہ اس شہر میں ہزار ہا بیکر اور سیکڑوں ہنس بیکر رہتے ہیں اس لئے گم شدہ مال کی داپسی کوئی آسان امر نہیں ہے۔“
 ”پھر پیٹرن نے کیا کیا ہے؟“

”وہ بڑے دن کی صبح کو دونوں چیزیں۔ ٹوٹی اور راج ہنس۔ میرے پاس لے آیا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ مجھے چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ میں بھی دلچسپی ہوتی ہے۔ راج ہنس آج صبح تک زندہ تھا۔ لیکن رات کی سردی کے بعد اس کو فے الفور کھالینا مناسب معلوم ہوا۔ اس لئے پیٹرن اسے پکانے کے لئے لے گیا ہے اور غیر معروف آدمی کی ٹوٹی میرے پاس رکھی ہے۔“
 ”کیا اس نے ہسٹہار نہیں دیا؟“

”نہیں۔“

”تو پھر آپ کو ان ایشیا کے ملک کے متعلق کیا کچھ معلوم ہے؟“
 ”تمام وہ معلومات جو ہم اس کی ٹوپی سے دریافت کر سکتے تھے“

”کیا آپ مذاق کر رہے ہیں؟ اس شکستہ ٹوپی سے خاک معلومات حاصل ہو سکتی ہیں“

”یہ لیجئے میرا میرا ہمیشہ حاضر ہے۔ آپ کو میرا طریق تحقیقات معلوم ہے آپ اس آدمی کی شخصیت کے متعلق جو اس ٹوپی کو استعمال کرتا رہا ہے، کیا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ میں نے ٹوپی کو اپنے ہاتھ میں لے کر لٹ پٹ کرنا شروع کیا۔ یہ ایک معمولی شکل کی گول ٹوپی تھی جو مدتوں استعمال کئے جانے سے خراب ہو گئی تھی۔ اسٹریٹس ریفریم کا تھا لیکن اب بد رنگ ہو گیا تھا۔ بنانے والی کمپنی کا نام درج نہ تھا لیکن جیسا کہ شریک ہومز نے کہا حروف ”ہ۔ب“ اسٹریٹس لکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف کھونٹی سے لٹکانے کے لئے فیتہ کے سوراخ ہو رہے تھے لیکن فیتہ موجود نہ تھا۔ اس کے علاوہ، یہ ٹوپی ہونی اور بے حد خاک آلود تھی۔ اس پر جا بجا دھتے لگے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان بد نما دھتوں کو روشتائی سے چھپانے کی کچھ کوشش کی گئی ہے۔“

میں نے اپنے دوست کو ٹوپی واپس پکڑا کر کہا ”مجھے ان معمولی ظاہری باتوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا اور نہ ہی میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ اس ٹوپی کی مدد سے اس پینے والے کی عادات اور طرز زندگی کا کیسے پتہ لگ سکتا ہے“

شریک ہومز نے جواب دیا ”برخلاف اس کے ڈاکٹر صاحب آپ کو سب کچھ نظر آ رہا ہے لیکن آپ اپنے مشاہدات سے نتائج استنباط کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ آپ حد سے زیادہ ڈرپوک ہیں“

”اچھا تو آپ ہی مجھے بتائیں کہ آپ کیا کیا نتائج نکالتے ہیں؟“

اس نے اس کو اٹھایا اور اپنے مخصوص طریقے سے اس کا معائنہ کرنے لگا۔ تھوڑی

دیر کے بعد اس نے کہا "جتنا کچھ ایک معمولی ٹوپی سے اخذ کیا جاسکتا ہے وہ اس شکستہ ٹوپی سے معلوم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اس کی علامات و صحتی ہیں تاہم بعض نتائج بالکل عیاں اور یقینی ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی نسبت صحیح ہونے کا اغلب قیاس ہے یہ امر کہ اس کا پینے والا اعلیٰ دماغی قابلیت کا آدمی ہے صاف ظاہر ہے۔ نیز یہ کہ وہ گزشتہ تین سال میں کافی فرقہ الحال تھا گو حال میں تنگ دست ہو گیا ہے۔ وہ دور اندیش ہے لیکن سابق سے کم، اس انحطاط سے اس کا اخلاقی تنزل ثابت ہوتا ہے۔ اب اگر اس امر کے ساتھ اس کی تازہ تنگ دستی کو جمع کر کے دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہے کہ ان دونوں وہ ضرور کسی بد عادت میں مبتلا ہو گیا ہے، غالباً وہ شراب خواری کا عادی ہو گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی بیوی نے اس کے ساتھ محبت کرنی چھوڑ دی ہے"

"آپ مذاق تو نہیں کر رہے ہیں؟"

شرک پوچھنے میری بات کی طرف توجہ کے بغیر اپنا سلسلہ کلام شروع رکھا "باوجود اس تنزل کے، اس کو اپنی عزت کا کچھ احساس ضرور باقی ہے۔ اس کی عادات چلنے پھرنے کی نہیں ہیں، وہ باہر سیر کو بہت کم جاتا ہے، درمیانی عمر کا ہے، اس کے بال گھنگریا لے ہیں جو اس نے گزشتہ چند دنوں کے اندر بنوائے تھے اور جن کو وہ لائٹ کریم سے تر رکھتا ہے۔ یہ امور ایسے ہیں جو کہ اس کی ٹوپی کے مطالعہ سے بالکل عیاں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بہت ہی غیر اغلب ہے کہ اس کے گھر میں کیس جلانے کا انتظام ہے"

"ہومز آپ یقیناً مذاق کر رہے ہیں"

"بالکل نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اب بھی جب کہ میں آپ کو یہ نتائج بتا رہا ہوں آپ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کیسے استنباط کئے جاسکتے ہیں"

"بلاشبہ میں بہت ہی احمق ہوں لیکن میں معترف ہوں کہ میں آپ کی پتے روی نہیں کر سکتا۔ مثلاً یہ آپ نے کیوں کر جانا کہ یہ آدمی اعلیٰ دماغی قابلیت رکھتا ہے؟"

”زبانی جواب دینے کی بجائے شرک ہو مرنے ٹوپی لینے سر پر اپنی یہ اس کے سر پر
 بڑی معلوم ہوتی تھی۔ ”یہ سب حجم کا مسئلہ ہے۔ ایک آدمی جس کا سر اتنا بڑا ہے لازمی
 طور پر اس کے اندر کچھ نہ کچھ تو ضرور رکھتا ہوگا۔“
 ”اچھا تو اس کے مالی تنزل کی بابت ہے“

”یہ ٹوپی تین سال کی پرانی ہے۔ ایسی چھٹے کنارے والی، کونے پر سے مڑی ہوئی
 ٹوپیاں آج سے تین سال قبل رائج تھیں۔ یہ ایک اعلیٰ قسم کی ٹوپی ہے۔ ذرا اس کے
 نفیس اسٹراور لیٹھی فیتہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ اگر یہ آدمی آج سے تین سال پہلے ایسی فیتہ
 ٹوپی خرید سکتا تھا اور اس کے بعد اسے نئی ٹوپی میسر نہیں ہوتی تو یقیناً وہ بہ نسبت سابق
 مفلوک الحال ہو گیا ہے۔“

”ہاں یہ تو بالکل صاف ظاہر ہے۔ لیکن اس کی عاقبت اندیشی اور اخلاقی تنزل
 کی بابت ہے۔“

شرک ہو مرنے دیا۔ اس نے اپنی انگلی سے ٹوپی کو محفوظ رکھنے والے فیتہ کی
 طرف اشارہ کر کے کہا ”یہ ٹوپی کے ساتھ نہیں لبتا اگر اس آدمی نے یہ خریدا تو یہ ایک جد
 تک اس کی دور اندیشی پر دال ہی کیوں کہ اس نے خصوصیت کے ساتھ ٹوپی کو تیز ہوا سے
 محفوظ رکھنے کی خاطر یہ احتیاط کی ہے۔ لیکن چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے پرانا فیتہ توڑا
 ہے اور اس کی جگہ نیا فیتہ لگانے کی زحمت برداشت نہیں کی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
 اب اس میں پہلے کی نسبت دور اندیشی کم ہے جو طبیعت کی کمزوری کا ایک بین ثبوت ہے
 برخلاف اس کے اس نے، بعض دھتوں کو روٹنٹائی کے ساتھ چھپانے کی کوشش کی ہے
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسے اپنی عزت کا کچھ احساس باقی ہے۔“

”آپ کے استدلال میں کوئی نقص نہیں ہے۔“

”دوسرا مور کہ وہ ادھیڑ ہے، اس کے بال گھنکریاے ہیں، جو حال ہی میں

بنائے گئے ہیں اور وہ لام کریم استعمال کرتا ہے اس کے نیچے کے حصے کے غامض مطالعہ سے دریافت کئے جاسکتے ہیں۔ محراب نشیمن کی بدد سے بالوں کے بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے، جام کی قینچی سے کٹے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ سب استر چپکے ہوئے ہیں اور لام کریم کی بوصاف آرہی ہے۔

”لیکن یہ اپنے کیوں کر جانا کہ اس کی بیوی، اس سے محبت نہیں کرتی“

”اس ٹوپی پر کئی ہفتوں سے برش نہیں کیا گیا۔ میرے پیارے واٹس، اگر میں آپ کے اس حالت میں دیکھوں، کہ آپ کی ٹوپی پر ایک ہفتہ بھر کی خاک جمع ہو اور آپ کی بیوی آپ کو اسی خستہ حالت میں باہر آنے دے، تو مجھے اندیشہ ہوگا کہ بد قسمتی سے آپ اپنی بیوی کی محبت سے محروم ہو گئے ہیں۔“

”لیکن ممکن ہے کہ وہ کنوارا ہو۔“

”وہ راج سنس اپنی بیوی کے لئے لارہا تھا کیا آپ اس تحریر کو بھول گئے ہیں جو پرندے کی ٹانگ پر پائی گئی تھی؟“

”آپ کے پاس ہر ایک بات کا جواب موجود ہے۔ اچھا یہ تو بتائیے آپ نے کیسے معلوم کیا کہ اس کے گھر میں گیس نہیں چلتی“

”موم بتی کے ایک یا دو نشان اتفاقاً ہو سکتے ہیں لیکن جب میں پانچ داغ دیکھتا ہوں تو میں خیال کرتا ہوں کہ اس آدمی کو بکثرت موم بتی کا استعمال کرنا پڑتا ہوگا۔ غالباً وہ رات کے وقت ٹوپی ایک ہاتھ میں پکڑ کر اور ایک چلتی ہوئی موم بتی دوسرے میں پکڑ کر زینہ میں سے اوپر چڑھتا ہے۔ بہر کیف یہ داغ گیس کے نہیں ہو سکتے۔ کیا اب آپ کی تسلی ہو گئی ہے؟“

میں نے سنس کر کہا ”میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کا استدلال بہت معقول ہے لیکن جیسا کہ آپ نے ابھی کہا۔ اس معاملہ میں کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا، اب اگر ایک

راج منس کے نقصان کے ہوا اور کچھ نہیں ہوا۔ تو یہ سب کچھ فصیح اوقات معلوم ہوتا ہے۔ شرک ہونے کے جواب دینے کے لئے اپنا منہ کھولا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور حوالدار پیرسن جو اس باختہ کمرے میں بے تحاشہ دوڑتا ہوا گھس آیا۔ اس کا چہرہ آئینہ حیرت بنا ہوا تھا۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا ”راج منس! جناب! راج منس!“

ہونے اس کی طرف منہ موڑ کر کہا ”آخر ہوا کیا؟ کیا وہ دوبارہ زندہ ہو کر باورچی خانہ میں سے اڑ گیا ہے؟“

”یہ دیکھئے! جناب! یہ دیکھئے! میری بیوی نے یہ اس کے پیٹ میں سے پایا ہے“ اس نے اپنی ہتھیلی آگے بڑھائی اور ہتھیلی کے وسط میں ایک ایسا چمکدار نیلا پتھر دکھایا جو ایک برقی چسورغ کی طرح درخشاں نظر آتا تھا۔

شرک ہونے کا کھڑا ہوا اور کہنے لگا ”بجدا پیرسن تم نے ایک خزانہ پایا ہے کیا تم کو اپنی دریافت کی قدر و قیمت معلوم ہے؟“

”جناب یہ ایک قیمتی پتھر ہے یہ شیشے کو مٹی کی طرح کاٹتا ہے“

”یہ ایک قیمتی پتھر ہے بڑھ کر ہے۔ یہ ایک مشہور قیمتی پتھر ہے“

میں نے کہا ”کیا یہ شہزادی مارگر کا ٹین نیلم تو نہیں ہے؟“

”ہاں وہی! مجھے اس کی شکل اور حجم بخوبی معلوم ہونا چاہئے کیونکہ میں اس کا اشتہار ٹائمز میں کئی دنوں سے مسلسل دیکھ رہا ہوں۔ یہ ایک نادر موتی ہے اور یہ تینا بیش بہا ہے کہ اس کی صحیح قیمت معلوم نہیں اور پندرہ ہزار روپیہ کا انعام جو اس کے دریافت کنندہ کے لئے مقرر ہے اس کی قیمت کے بیسویں حصے سے بھی کم ہے“

”پندرہ ہزار روپیہ! العظمت اللہ!“ بیچارہ حوالدار مہوت ہو گیا اور ہم دونوں کی طرف آنکھیں چاٹ چاٹ کر دیکھنے لگا۔

”مشترکہ انعام تو اسی قدر ہے لیکن مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہے کہ شہزادی

ہوں کے حصول کے لئے اپنی جائیداد کا نصف حصہ دینے کے لئے تیار ہے۔“
 میں نے کہا ”اگر مجھے صحیح یاد ہے تو یہ ہوٹل کا سما پالٹین میں کھویا گیا تھا۔“
 ”بالکل ٹھیک ۲۲ دسمبر کو آج سے پانچ دن پہلے۔ ایک غریب آدمی جان ہاررز
 اس کی چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا اس کے خلاف شہادت ایسی زبردست تھی
 کہ اس کا مقدمہ عن قریب فیصل ہونے والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے پاس یہاں اس
 مقدمہ کے حالات موجود ہیں“ اس نے اپنے اخباروں کو تلاش کیا اور تاربخوں پر نگاہ
 دوڑا کر ایک کو چن لیا جس میں سے اس نے مسطورہ ذیل فقرہ پڑھا:-

”ہوٹل کا سما پالٹین میں جو اسرات کی چوری - جان ہاررز ۲۶ ایک لوہار کا چار
 ۲۲ ماہ حال کو شہزادی مارگر کے کیسہ جو اسرات میں سے وہ خاص قیمتی پتھر جو شین نیلم کے نام
 سے مشہور ہے، چرانے کے الزام میں کیا گیا تھا۔ ہوٹل کے ملازم جمیر رائڈر کا بیان تھا
 کہ اس نے ہاررز کو شہزادی مارگر کے نگرہ میں ایگٹیٹی کی دوسری سلاخ کو ٹانگا لگانے کے
 لئے داخل کیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ تک ہاررز کے پاس رہا تھا لیکن پھر وہ کسی کام کے لئے باہر
 بلا لیا گیا تھا جب وہ واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ ہاررز وہاں سے غائب ہو گیا ہے،
 الماری کھولی گئی ہے اور وہ چھوٹا کیسہ جو اسرات جس میں بعد ازاں معلوم ہوا کہ شہزاد
 وہ خاص موتی رکھتی تھی، میز پر کھلا پڑا ہے۔ رائڈر نے اسی وقت چوری کی اطلاع
 کردی اور ہاررز شام کو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن گم شدہ موتی کا سراغ نہ ملا۔“

ہومز نے اخبار کو نیچے پھینک کر کہا ”یہاں تک تو پولیس کی کارروائی ختم ہوئی
 ہے۔ اب ہمیں معلوم کرنا ہے کہ گم شدہ موتی کس طور سے راج ہنس کے پیٹ میں چلا آیا
 دوست دانش، ہمارے متفرق استدلال جو ابھی تک بالکل سادہ اور غیر ضروری معلوم
 ہوتے تھے، اب نہایت اہم بن گئے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ دریافت کرنا چاہیے کہ
 یہ مشر سنری بیکر کون صاحب ہیں؟ لائیے ابتداء کار کے لئے تمام اخبارات میں یہ

سہ ماہی شائع کرادیں۔ بیکریج سٹریٹ کے کونے پر ایک راج ہنس پرانی پانی گئی ہے۔ مسٹر ہنری بیکر شام کے ۱۰ بجے بیکریج سٹریٹ پر آکر اپنی شہیا حاصل کر سکتا ہے، مسٹر پیرن آپ دوڑ کر جائیے اور یہ اشتہار تمام اخبارات میں امروزہ اندراج کے لئے دے آئیے۔“

”بہت اچھا جناب۔ لیکن یہ کیسے؟“

”میں اسے اپنے پاس رکھوں گا۔ اور ہاں لوٹتے ہوئے آپ ایک راج ہنس خرید لائیں تاکہ آج شام مسٹر ہنری بیکر کو بایکوس نہ ہونا پڑے۔“

جب حولد ار چلا گیا تو ہومز نے نیلم اپنے ہاتھ میں لے کر کہا ”اب میں جبرلم کے اس نقطہ ماسک کو اپنے صندوق میں مقفل بند کر دیتا ہوں اور کونٹیس کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس کا قیمتی گم شدہ لعل پایا گیا ہے۔“

”کیا آپ ہارز کو مجرم خیال کرتے ہیں؟“
”میں کہہ نہیں سکتا۔“

”تو کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ مسٹر ہنری بیکر کا کسی قسم کا تعلق اس معاملہ کے ساتھ ہے؟“

”قطعاً نہیں یقیناً ہنری بیکر کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس کا راج ہنس ایک سونے کے ٹھوس راج ہنس سے بھی کہیں زیادہ قیمتی ہے۔“

دوسرا حصہ

چونکہ میں ہنری بیکر سے ملاقات کرنے کا خواہش مند تھا اس لئے میں شام ہی شرک ہومز کے پاس چلا آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک طویل القامت آدمی آیا جسے دیکھ کر شرک ہومز نے کہا ”غالبا آپ مسٹر ہنری بیکر ہیں تشریف رکھے۔ کیا یہ ٹوپی

آپ کی ہے؟

جی ہاں جناب یہی میری ٹوپی ہے؟

اس نے متانت کے ساتھ یہ کلام کیا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پڑھا لکھا آدمی ہے جس کو زمانہ نے بہت ستایا ہے۔

ہو مرنے کہا ہم نے یہ چیزیں اتنے روز اپنے پاس اس نے رکھی تھیں کہ آپ کا ہتھمار بکھے گا۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ آپ نے بالکل ہتھمار نہیں دیا۔

ہمارا ملاقاتی شرمساری کے ساتھ ہنسنا اور کہنے لگا "میرے پاس آج کل روٹیوں کی ویسی بہتات نہیں ہے جیسی کہ کبھی پہلے ہوتی تھی مجھے یقین تھا کہ وہ بد معاش تہمتوں نے مجھے تنگ کیا تھا میری ٹوپی اور راج سنس آڑا لے گئے ہونگے۔ اس لئے میں نے اس سے زیادہ نقصان گوارا کرنا پسند نہ کیا۔"

"بالکل ٹھیک۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج صبح مجبوراً ہمیں آپ کا راج سنس کھانا پڑا۔"

ہمارا ملاقاتی یسٹن کر گھبرایا ہوا کرسی سے اچھل پڑا اور کہنے لگا "کیا آپ نے اسے کھا لیا ہے؟"

"ہاں۔ کیونکہ اگر ہم اسے بیچ نہ کرتے تو وہ سردی سے مر جاتا۔ لیکن یہ دوسرا کلوچ منس اس کے عوض، اس کے لئے کافی ہوگا۔"

"یقیناً۔ یقیناً۔" مسٹر بیکر نے اطمینان کے ساتھ کہا۔

شریک ہو مرنے میری طرف دیکھا اور پھر سنری بکر سے کہا "بہت اچھا۔ یہ آپ کی ٹوپی ہے اور وہ آپ کا پرندہ۔ میں مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے وہ درج منس کہاں سے خریدا تھا۔ مجھے پرندوں کا گوشت بہت محبوب ہے اور میں نے کل راج منس سے بہتر شاہی کوئی پرندہ دیکھا ہے۔"

بیگونے زندہ راج ہنس کو بغل میں دبا کر کہا "خوشی کے ساتھ مجھ کو غائب کرنے کے پاس ایک سرائے ہے جہاں ہم چند اجاب جمع ہوتے ہیں۔ اس سال سرائے کے مالک نے ایک "راج ہنس کلب" قائم کیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر ہفتہ چندانے ادا کرنے سے ہمیں بڑے دن کے موقع پر ایک ایک راج ہنس ملے گا۔ میں نے اپنا چنڈہ باقاعدہ ادا کیا۔ اور راج ہنس حاصل کیا تھا۔ باقی حالات آپ کو بخوبی معلوم ہیں۔"

"مجھے یقین ہے کہ اس شریف آدمی کو نیلم کے متعلق بالکل کچھ معلوم نہیں ہے کیا آپ کو بھوک لگی ہے؟"

"نہیں تو۔ خاص طور پر بھوکا نہیں ہوں۔"

"بہتر ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ہم اسی وقت اس سرائے پر چلیں اور کھانا رات

کو دلہی پر کھائیں۔"

"میں مستحق ہوں۔"

اندھیری رات میں ہم اُس سرائے میں پہنچ گئے۔ شرک ہومز دروازہ کھول کر اندر گیا اور مالک سرائے کو مخاطب کر کے کہنے لگا "اگر آپ کی شراب بھی آپ کے راج ہنسوں کی طرح اچھی ہے تو یقیناً پینے کے قابل ہوگی۔"

"میرے راج ہنس! اس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔"

ہاں۔ ابھی نصف گھنٹہ گزرا، میں مسٹر سنہری بیکر سے گفتگو کر رہا تھا جو آپ کے

راج ہنس کلب کا ممبر ہے۔"

"ٹھیک۔ لیکن جناب وہ راج ہنس میرے نہیں تھے۔"

"تو پھر وہ کس کے تھے؟"

"میں نے دو درجن کونٹ گارڈن کے ایک دوکان دار سے خریدے تھے۔"

جس کا نام بریکن راج ہے۔"

”شکریہ“ یہ کہہ کر شرک ہو مرنے دام ادا کئے اور ہم راج ہنس کے نئے تیر پر چل دیئے۔ راستہ میں شرک ہو مرنے مجھ سے کہا ”یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گو ہماری تحقیقات اس وقت اس راج ہنس کے مالک کا پتہ لگانے تک محدود ہے لیکن اس کا نتیجہ اس کو سات سال کی قید با مشقت ہوگی۔ اتفاقِ حسنہ ہمیں ایک ایسی بات کا پتہ مل گیا ہے جو پولیس کو بالکل معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہمیں اپنی خوش بختی کے لئے مشکور ہونا چاہیے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ انجام تک پہنچنا چاہیے“

جب ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے تو وہ دکان دار اپنی دکان بڑھا رہا تھا۔ شرک ہو مرنے اس کے سامنے ہو کر کہا ”سلام صاحب بہت ٹھنڈی رات ہے معلوم ہوتا ہے آپ کے تمام راج ہنس بک گئے ہیں“

”نہیں تو کل صبح آپ پانسوے سکتے ہیں“

”مجھے اسی وقت درکار ہیں“

”سامنے والی دکان پر سے آپ کو مل سکتے ہیں“

”مجھے آپ کا پتہ دیا گیا تھا“

”آپ کو میرا پتہ کس نے بتایا تھا؟“

”عجائب خانہ کو پانس والی سرائے کے مالک نے“

”ہاں میں نے اسے دو درجن راج ہنس بھیجے تھے“

”وہ بہت ہی عمدہ پرندے تھے۔ آپ نے کہاں سے لئے تھے؟“

دوکان دار یہ سوال سن کر بہت برا فروختہ ہوا۔ اس نے غصہ کے ساتھ کہا

”جناب آپ کا مطلب کیا ہے۔ صاف صاف کہئے“

”میرا مطلب صاف ہے آپ کو وہ دو درجن راج ہنس کس نے دیئے تھے؟“

”میں نہیں بتاؤں گا۔“

”یہ ایک معمولی سی بات ہے اور میں حیران ہوں کہ آپ کیوں برس برس کر کے
رہے ہیں؟“

”اگر آپ کو اس معمولی سی بات کے لئے میری طرح مستمایا جاتا تو شاید آپ
مجھ سے بھی زیادہ برا فروختہ نظر آتے۔ جب میں نے ایک اچھی چیز کے لئے معمولی دام
ادا کر دیئے تو معاملہ ختم ہو جانا چاہئے لیکن اس وقت سوالوں کا ایک لائننا ہی سلسلہ
شروع ہو گیا ہے وہ راج ہنس کہاں ہیں؟“ وہ راج ہنس کس کے ہاتھ فروخت
کئے ہیں؟“ وغیرہ وغیرہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تمام دنیا میں صرف وہی راج ہنس
باقی رہ جاتے تو بھی ان کے متعلق مجھے اتنی زحمت نہ برداشت کرنی پڑتی۔“

شرک ہومز نے بے پروائی کے ساتھ کہا ”مجھے ان سوالات سے کچھ بحث
نہیں۔ مجھے صرف اپنی شرط کا خیال ہے۔ میں پانچ روپیہ شرط لگاتا ہوں کہ جو
راج ہنس میں نے مالک سرائے سے لے کر کھایا تھا وہ دیہات میں پالا گیا تھا۔“
”دکان دار نے جلدی سے کہا ”تو پھر اپنے اپنی شرط ہار دی ہے کیوں کہ اس
پرندہ کی پرورش شہر میں ہونی تھی۔“

”میں نہیں مانتا۔“

”میں کہتا ہوں کہ جو راج ہنس میں نے مالک سرائے کو دیئے تھے وہ شہری تھے۔“

”آپ مجھے اپنی رائے سے کبھی نہیں ہٹا سکتے۔“

”تو کیا آپ میرے ساتھ شرط لگائیں گے؟“

شرک ہومز نے کہا ”آپ کیوں ناحق اپنا روپیہ کھوٹتے ہیں۔ مجھے یقین ہے

کہ میرا تیبیکس صحیح ہے۔ میں پندرہ روپیہ تک کی شرط لگانے کو تیار ہوں تاکہ آپ کو

غلط بات پر ناحق ضد کرنے کا اختیار چکھا سکوں۔“

دکان دار خوب قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہنے لگا ”اٹکے، روز نامہ چھپا لائو۔“

کا روزنامہ اور اس کے ساتھ ایک بڑی سی کتاب لے آیا تو دکان دار نے اسے لہو لہو کر لیا اور شہری پتے دکھائے جہاں سے وہ راج ہنس خرید کر لیا اور شہری پتوں کی فہرست نکال کر کہنے لگا۔

”تیسرا نام پڑھے“

”سنراوک ٹاٹ عکلا برکسن روڈ“

”اچھا اب اس کے آگے پڑھے“

”۲۲ دسمبر - ۲۴ راج ہنس بجاب ۳ روپیہ فی راج ہنس خریدے“

”بالکل ٹھیک - اب آگے پڑھو“

”۲۳ دسمبر: مالک سرائے متصل عجائب خانہ کے پاس ۲۴ راج ہنس بجاب

۵ روپیہ فی راج ہنس فروخت کئے“

”کہئے اب آپ کیا کہتے ہیں؟“

شریک ہو مرنے نہایت افسوس کے ساتھ جیسے ایک اشرفی نکال کر دکان دار

کے سامنے پھینکی اور خاموش چل دیا چند قدم چل کر وہ کھل کھلا کر منسا۔ ”جب آپ

اس قسم کے آدمی سے ملیں تو یقیناً آپ شرط لگا کر اس سے مطلوبہ معلومات حاصل

کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں ایک سو اشرفی اس کے سامنے رکھ دیتا تو بھی

وہ مجھے ایسی صحیح معلومات بہم نہ پہنچاتا۔ اس سرکہ رو دکان دار کے بیان سے واضح

ہوتا ہے کہ ہمارے علاوہ دوسرے آدمی بھی اس معاملہ میں فکر مند ہیں اور.....“

شریک ہو مرنے کی بات ادھوری رہ گئی کیوں کہ مبین راج کی دکان سے جہاں

سے ہم ابھی واپس آئے تھے شور و غوغا کی آوازیں سنائی دیں۔ دکان دار چلا کر

کہہ رہا تھا ”میں نے ان راج ہنسوں کی بدولت بہت زیادہ زحمت برداشت

کی ہے۔ اگر تم دوبارہ میرے پاس ان کے متعلق سوالات پوچھنے آئے تو میں اپنا

گتا تمہارے پیچھے ڈال دوں گا۔ سزاؤک سٹاٹا کو اپنے ہمراہ سے آؤ تو میں اس کے سوالات کا جواب دوں گا۔ میں نے راج نہیں اس سے خریدے تھے نہ کہ تم سے تمہیں ان راج ہنسوں سے کیا تعلق ہے؟“

دکان کے سامنے ایک چھوٹا سا میجرمنٹس آدمی کھڑا تھا۔ اس نے کہا ”یہ ٹھیک ہے لیکن ان میں سے ایک راج نہیں میرا تھا۔ اور اس نے مجھے تم سے پوچھنے کے لئے کہا ہے“

”میری طرف سے تم شاہِ روس سے جا کر پوچھتے پھر دو۔ میں تنگ آ گیا ہوں۔ یہاں سے فوراً چلے جاؤ“ یہ کہہ کر وہ غصہ سے اس کے اوپر لپکا اور چھوٹا آدمی تاریکی میں روپوش ہو گیا۔

شرک ہومز نے میرے کان میں کہا ”مکن ہے اس اتفاقِ حسنہ سے ہمیں ٹول جانے کی زحمت نہ سچ جائے۔ آئیے زیادہ دیکھیں تو سہی کہ اس آدمی سے کیا کچھ معلوم ہو سکتا ہے“

تھوڑی دیر کے بعد ہم اس چھوٹے آدمی کے پاس جا پہنچے۔ شرک ہومز نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اچھل پڑا اور میں نے لمپ کی روشنی میں دیکھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ فی تھا۔

اس نے کانپتی ہوئی آواز سے کہا ”آپ کون ہیں اور مجھ سے کیا کام ہے ہومز نے کہا ”معاف کیجئے۔ جو سوال آپ دکاندار سے پوچھ رہے تھے میں نے وہ سن لئے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں“

”آپ؟ آپ کون ہیں؟ آپ کو یہ معاملہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟“

”میرا نام شرک ہومز ہے اور میرا کام ان باتوں کو معلوم کرنا ہے جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں“

”کیا آپ کو اس معاملہ کا کچھ علم نہیں ہے“

”برخلاف اس کے مجھے سب کچھ معلوم ہے۔ آپ ان راج ہنسوں کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں جو مسز اوک ٹاٹ نے جین راج وکان دار کے پاس بیچے تھے اور جو وکان دار نے عجائب خانہ کے متصل سرائے کے بالک کے پاس بیچے تھے جہاں سے ایک راج ہنس مسز ہنری بیکر نے بحیثیت ممبر راج ہنس کلب حاصل کیا تھا۔“

”چھوٹے آدمی نے خوش ہو کر جوش سے کہا ”ٹھیک ہے جناب۔ بالکل ٹھیک ہے میں آپ سے مفصل گفتگو کرنے کا بہت خواہش مند ہوں“

”شریک ہومز نے ایک کرایہ گاڑی بلا کر کہا ”تو اس حالت میں میں سب معلوم ہوتا ہے کہ بازار میں کھڑے ہو کر گفتگو کرنے کی بجائے ہم ایک با آرام کمرے میں بیٹھ کر گفتگو کریں۔ لیکن پھر اس کے کہ ہم ارتباط برعکس براہ کرم مجھے بتائیے کہ مجھے کن صاحب سے شرف تکلم حاصل ہے؟“

اس آدمی نے تھوڑی دیر تامل کیا اور پھر کہا ”میرا نام جان رابنسن ہے“

”شریک ہومز نے اپنے شیریں لہجہ میں کہا ”نہیں نہیں۔ اپنا اصلی نام بتائیے“

”ابنی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر اس نے کوشش کے بعد کہا ”بہت بہتر۔ میرا نام جیمز رائڈر ہے“

”ٹھیک ہے۔ ہوٹل کا سماپلین کا خادم اعلیٰ۔ براہ کرم گاڑی میں سوار ہو جائیے میں ابھی آپ کو حقیقت حال سے مطلع کر سکوں گا“

تیسرا حصہ

اپنے کمرے پر پہنچ کر شریک ہومز نے کہا ”اس موسم میں ہلکے کتے خوش گوار“

معلوم ہوتی ہے۔ مسٹر رائڈر آپ کو سردی ضرور محسوس ہوتی ہوگی۔ براہ کرم نوڈس پر انگلیٹھی کے بالمقابل تشریف رکھیں۔ اس معاملہ کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے میں ذرا اپنے سلیپر پین لوں۔ اچھا تو آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ راج ہنس کہاں گئے۔
 ”جی ہاں جناب“

”یا شاید آپ کو صرف ایک راج ہنس کے ساتھ دلچسپی ہے جو کہ سفید تھا اور جس کی دم پر ایک سیاہ دھاری تھی“

اجنبی مشکل اپنے جذبات کو ضبط کر سکتا تھا۔ اس نے چلا کر کہا ”جی ہاں وہی ہی کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ راج ہنس کہاں گیا ہے؟“
 ”وہ یہاں آیا تھا“

”یہاں؟“

”ہاں اور وہ ایک بے مثل پرندہ ثابت ہوا تھا۔ مجھے مطلقاً حیرانگی نہیں ہے کہ آپ اس میں اس قدر دلچسپی کیوں لیتے ہیں۔ مرنے کے بعد اس نے ایک انڈا دیا تھا۔ ایک خوب صورت چمک دار نیلا انڈا جو کہ اب میرے پاس محفوظ رکھا ہے“

ہمارا ملاقاتی لڑکھڑا کر اٹھ بیٹھا اور دیوار تھام کر مبہوت کھڑا ہو گیا۔ ہومز نے اپنا مضبوط صندوق کھول کر نیلم نکالا جو ایک نیلے ستارہ کی مثل چمکتا دکھاتا تھا۔ رائڈر شدید کھڑا تھا اور اس کش مکش میں مبتلا معلوم ہوتا تھا کہ آیا نیلم کا دعوے دار بنے یا صاف انکار کر جائے۔

شریک ہومز نے نہایت متانت سے کہا ”مسٹر رائڈر راز طہنت از بام ہو چکا ہے مزید فریب دہی فضول ہے۔ بندہ خدا ہمت کرو و گرنہ آگ میں گر پڑو گے۔ واٹس اپ کے گزی پر بٹھا دینا۔ سرکار آپ کے جسم میں اتنا خون نہیں ہے کہ ایسی چوری اطمینان کے ساتھ کر سکو۔ اس کے منہ میں کسی ہوش آور دوا کے قطرے پکا دیجئے یا نکلانہ

پھر اس نے بکری کے پاس کی فصل قدرے انسانوں جیسی معلوم ہوتی ہے۔“
 جیڑا ایڈیٹر تھوڑی دیر کے لئے بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑا تھا لیکن دوا اور نکلنے
 نے اس کے حواس درست کر دیئے اور وہ خوف زدہ ہو کر اپنے ہتھم کی طرف دیکھنے لگا۔
 ”میرے پاس آپ کی چوری کا گل ثبوت موجود ہے اور تقریباً کل حالات مجھے معلوم
 ہیں۔ تاہم رٹو داد کی تکمیل کے لئے آپ چند امور پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ آپ نے
 نواب بیگم کے نیلم کا حال سنا تھا؟“

اس نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا ”مجھے کچھ پتہ نہیں بتایا تھا۔“
 ”نواب بیگم کی خادمہ نے۔ طمع اور حصول زر کی زبردست خواہش نے آپ کو مغلوب
 کر لیا جیسا کہ یہ آپ سے بہتر مستیوں کو گمراہ کر لیتی ہے۔ آپ نے اپنا جرم چھپانے کی خاطر
 ایک بے گناہ آدمی کو گرفتار کروایا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑی مشق کے بعد ایک
 اپنے خاصے مزمین بن سکتے ہو۔ تمہیں معلوم تھا کہ ہائر نرنعمار اس سے قبل منسرا یافتہ ہے
 اور اس لئے اس کے خلاف شبہ پیدا کرنا آسان ہے۔ اس لئے آپ نے اور آپ کی معاون
 خادمہ نے بیگم صاحبہ کے کمرے میں برتت کا کچھ کام نکالا اور اس آدمی کے بلانے کا بندوبست
 کیا۔ پھر جب وہ چلا گیا تو آپ دونوں نے بیگم صاحبہ کے کیسے جو اسہرات کو لوٹ کر شور کیا
 اور اس بد بخت کو گرفتار کروا دیا۔ پھر۔۔۔“

رائیڈر نے اپنے تئیں فرسش پر گر دیا اور میرے ساتھی کے گھٹنے پکڑ لئے۔ اس نے
 آہ وزاری کے ساتھ کہا ”خدا کے لئے۔ رحم کرو۔ میرے ماں باپ کی حالت زار پو
 ترس کھاؤ۔ میں نے اس سے پہلے کبھی کوئی جرم نہیں کیا۔ میں آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں
 میں حلیہ توبہ کرتا ہوں۔ خدا کے لئے اس معاملہ کو عدالت کے سامنے پیش نہ کیجئے۔“
 شرک ہو مرنے ورشتی کے ساتھ کہا ”اپنی گرسی پر واپس چلے جاؤ۔ اس وقت
 منت سماجت کرنا ہمارے لئے سہل ہے لیکن تمہیں اس مظلوم ہائر نرن پر ترس نہ آیا جب کہ

وہ ایک ایسے جرم کی سزا پارہا تھا جس کا اسے علم بھی نہ تھا۔

”مسٹر ہونز، میں فرار ہو جاؤں گا۔ میں روپوش ہو جاؤں گا۔ خدا کے لئے

مجھے قید سے بچائیے۔“

”خاموش۔ ہم اس کے متعلق ابھی گفتگو کریں گے۔ اب تم ہیں بقیہ واقعات بلا کم و کاست

سنا دو۔ نیلم راج سنس کے پیٹ میں کیسے چلا گیا اور وہ راج سنس کیوں کر بازار میں بکنے

کے لئے آیا؟ سچ کہ دو کیوں کہ ممکن ہے سچائی سے تمہاری بریت ہو سکے۔“

رائیڈر نے اپنی زبان اپنے خشک ہونٹوں کے اوپر پھیری اور کہا ”جناب عالی۔

میں آپ کو تمام واقعہ من وعن بتا دوں گا۔ جب ہارنر گرفتار ہو گیا تو میں نے یہی مناسب

سمجھا کہ نیلم لے کر ہوٹل سے نکل جاؤں کیوں کہ ممکن تھا پولیس کے سپاہی تحقیقات کے

لئے کسی وقت میری جامہ تلاشی کر لیں۔ ہوٹل میں اس کے چھپانے کے لئے کوئی جگہ

نہ تھی۔ اس لئے میں کام کا بہانہ کر کے اپنی بہن کے گھر آیا۔ اس نے ایک آدمی مسمی

اوک ٹنٹا سے شادی کر لی ہے اور وہ برکسٹن روڈ پر رہتی ہے جہاں کہ وہ بیچنے کے

لئے مرغ اور راج سنس پالتی ہے۔ راستہ بھر مجھے ہر ایک آدمی، سپاہی یا سڑخ رسال

نظر آتا تھا اور حالانکہ بلا کی سردی پڑ رہی تھی، میرے چہرے پر پسینہ کے قطرے بہ رہے

تھے۔ میری بہن نے مجھ سے پوچھا کہ میری طبیعت کیسی ہے اور میرا چہرہ زرد کیوں ہے؟

میں نے اسے بتایا کہ ہوٹل میں ٹین نیلم کی چوری سے میں بہت گھبرا گیا ہوں۔ پھر میں

گھر کے پچھواڑے گیا جہاں راج سنس جگ ہے تھے اور سگرٹ پیتے ہوئے نیلم

چھپانے کی فکر میں منہمک رہا۔ ایک سخت بے مجھے ایک خیال سوچا جس سے مجھے اطمینان

ہو گیا کہ میں نیلم کو ایسے طور سے چھپا سکیں گا کہ بہترین سڑخ رسال بھی اس کا کھوج

نہ پاسکے گا۔

”میرا بہن نے مجھ سے بڑے دن پر مجھے ایک راج سنس تحفہ دینے کا وعدہ کیا

تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور اپنا وعدہ ایفاء کرے گی۔ میں نے سوچا کہ نیلم کے چھپانے کی بہترین جگہ اس راج ہنس کا بیٹ ہوگی۔ چنانچہ میں نے ایک سفید عمدہ سا راج ہنس پکڑا جس کی دم دھاری دار بھی اور اس کی چونچ کھول کر جہاں تک میری دستگیاں اس کے منہ کے اندر جاسکتی تھیں نیلم اس کے گلے کے نیچے دھکیل دیا۔ پرندہ پھر پھرایا اور عین اس وقت میری بہن شور مچا کر باہر نکل آئی۔ جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو راج ہنس میرے ہاتھ سے نکل کر دوسروں میں جا ملا۔

”اس نے پوچھا بھائی تم راج ہنس کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟“
 ”میں نے کہا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ بڑے دن کے موقع پر مجھے ایک راج ہنس دوگی۔ اس لئے میں دیکھ رہا تھا کہ سب سے موٹا پرندہ کون سا ہے۔“
 ”بہت خوب۔ میں نے تمہارے لئے ایک راج ہنس چن رکھا ہے۔ اس وقت میرے پاس ۲۶ راج ہنس ہیں، ان میں سے ایک تمہارے لئے، ایک ہمارے لئے، اور ۲۴ بازار کے لئے ہیں۔“

”میں نے اپنی ہمیشہ کا شکریہ ادا کیا اور اس سے اجازت لے کر وہی پرندہ پکڑ لیا جو ابھی میرے ہاتھ سے اڑ گیا تھا۔ لے کر میں اپنے ایک دوست کے ہاں آیا اور راج ہنس کو اپنے ہاتھ سے فوج کیا لیکن میرا کلیجہ میرے منہ کو آگیا کیونکہ راج ہنس کے اندر سے نیلم برآمد نہ ہوا۔ چونکہ میں نے اپنے ہاتھ سے نیلم اس راج ہنس کے پونٹے میں ٹولا تھا اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ میں غلط پرندہ لے آیا ہوں۔ بجز اس خیال کے میں اپنی بہن کے ہاں بھاگا آیا اور عقب مکان میں گھس گیا لیکن وہاں ایک بھی راج ہنس نہ تھا۔“

”میں نے اپنی بہن سے چلا کر پوچھا وہ سب راج ہنس کیا ہوئے؟“
 ”فروخت ہو گئے ہیں۔“

”گس کے پاس فروخت ہوتے ہیں“

”لیکن راج خرید کر لے گیا ہے“

”پھر میں نے پوچھا، کیا دھاری داروہم والے دو سفید راج سنس تھے؟“

”ہاں۔ دونوں بالکل ایک جیسے تھے اور ایک دوسرے سے اتنے زیادہ

مشابہ تھے کہ میں کبھی انھیں الگ الگ پہچان نہ سکتی تھی،“

”میں اپنی غلطی بخوبی سمجھ گیا اور اس دکان دار کے ہاں دوڑا۔ گیا لیکن

میرے پہنچنے سے قبل وہ سب راج سنس فروخت کر چکا تھا اور اس نے مجھے خریدار

کا پتہ بتانے سے صاف انکار کر دیا۔ میں ہر روز اس کے پاس جاتا رہا ہوں لیکن اس نے

کبھی مجھے سیدھے منہ سے جواب نہیں دیا اور آج رات تو آپ نے خود اس کی درست

سنی تھی۔ میری بہن سمجھتی ہے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں اور بعض اوقات میں خود بھی یہی

خیال کرتا ہوں۔ اور اب۔۔ اور اب میں ایک سیاہ کار مجرم ہوں حالانکہ وہ دولت

جس کے لئے میں نے اپنے نام پر وجہ لگایا ہے اس کو میں نے ہاتھ تک نہیں لگایا،“

یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگا۔

اس کے بعد ایک عرصہ تک خاموشی رہی جس میں اس کی سبکیوں کے سوائے

اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھر میرا دوست اٹھا اور اس نے وزوازہ کھول کر

کہا ”نکل جاؤ“

”کیا کہا جناب۔ خدا آپ کا بھلا کرے!“

”بس خاموش رہو اور یہاں سے چلے جاؤ“

اسے مزید تاکید کی ضرورت نہ تھی۔ وہ دم دبا کر بھاگ گیا

تھوڑی دیر کے بعد شرک ہو مرنے لگا ”کیوں دوست دانش میں پوس کا

ملازم نہیں ہوں کہ ان کی کوتاہیاں پوری کرتا رہوں۔ ہارن آزاد ہو جائے گا اور

یہ آدمی بالکل خاموش رہیگا۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں ایک چور کی پردہ پوشی کر رہا ہوں۔ نہیں میں نے ایک دل کو معصیت سے صاف کر دیا ہے۔ انشاء اللہ یہ آدمی آئندہ کبھی چوری کا نام بھی نہ لے گا۔ اگر اسے اس وقت جیل خانہ میں بھیجا جائے تو یقین جانئے مدت العمر کے لئے یہ ایک مسئلہ چور بن جائیگا۔ مزید براں یہ لطف و کرم کا زمانہ ہے۔ اتفاق حسنہ سے ہمیں یہ ناو مسئلہ ہاتھ لگ گیا تھا اور اس کا حل اس کا کافی انعام ہے اگر آپ مہربانی کر کے گھنٹی بجائیں۔ تو ہم ایک نئی تحقیقات شروع کریں گے۔“

بیوتھی کہانی

منقش حلقہ

حصہ اول

من جملہ ان شہکار ناموں کے جن میں مجھے گزشتہ آٹھ سال میں اپنے دوست شریک ہونے کے حیرت انگیز طریق تحقیقات کے مطالعہ کا موقع ملا ہے، ہر ایک کارنامہ میں کچھ نہ کچھ جدت اور غیر معمولی دلچسپی ضرور ہے۔ ان تمام کارناموں میں سے زیادہ دلچسپ اور نادر کارنامہ ڈاکٹر نواب اعظم یار جنگ کے مشہور خاندان کے متعلق ہے۔ یہ واقعات کئی سال گزرے وقوع پذیر ہوئے تھے لیکن اس وقت میں انھیں بیان کرنے کا مجازہ تھا۔ گزشتہ ماہ میں اس خاتون کی ناوقت موت سے جس کے ساتھ میں نے ان واقعات کو شدت رکھنے کا عہد کیا تھا، میں انھیں پبلک کے سامنے بیان کرنے کے قابل ہو گیا ہوں علاوہ

ازیں مجھے آمید ہے کہ جو غلط افواہیں نواب غلط بیگم کی موت کے متعلق عرصہ سے مشہور ہیں میرے اس بیان سے ان کی قرار واقعی تردید ہو جائیگی۔

اپریل ۱۹۳۳ء کے شروع میں مجھے بخوبی یاد ہے کہ شریک ہومز صبح سویرے میری چار پائی کے پاس کھڑا تھا۔ بالعموم وہ دیر کر کے اٹھنے کا عادی تھا چونکہ میری گھڑی میں اس وقت صرف پونے چھ بجے تھے میں نے اس کی طرف قدرے حیرت اور قدرے ناراضگی سے دیکھا کیونکہ میں اپنی عادات میں بہت باقاعدہ تھا۔

اس نے کہا ”صبح سویرے آپ کو بے آرام کرنے کا مجھے بہت افسوس ہی لیکن آج صبح بے آرامی ہم سب کے حصے میں آئی ہے۔ گھر والی کو کسی نے جگا دیا تھا۔ اس نے مجھے جگایا اور اب میں اپنا بدلہ آپ پر اٹا رہا ہوں۔“

میں نے حیران ہو کر کہا ”کیا بات ہے؟ کیا کہیں آگ لگ گئی ہے؟“

”نہیں ایک موکل آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک نوجوان عورت گھرائی ہوئی آئی ہے اور مجھ سے ملاقات کرنے کی خواہش مند ہے۔ وہ ہماری نشست گاہ میں منتظر بیٹھی ہے میرا خیال ہے کہ جب نوجوان عورت میں اپنے گھروں سے نکل کر صبح سویرے دوسرے لوگوں کو ان کی میٹھی منڈ سے اٹھاتی ہیں تو یقیناً انھیں کوئی غیر معمولی حادثہ پیش آیا ہوتا ہے اس حالت میں اگر یہ کوئی دلچسپ واردات ثابت ہوئی تو مجھے یقین ہے کہ آپ اسے شروع سے سننے کے خواہش مند ہونگے۔ اسی خیال سے میں نے آپ کو بیدار کیا ہے۔“

”جناب بندہ میں حاضر ہوں۔“

مجھے اپنے دوست کے ساتھ مل کر کام کرنے میں ہمیشہ بے اندازہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ میں اس کے حیرت انگیز طریق تحقیقات کا تاراج ہوں۔ اس لئے میں نے بستر سے نکل کر فوراً کپڑے پہن لئے اور چند لمحوں میں اپنے دوست کے ساتھ نشست گاہ میں چلا گیا۔ ایک نقاب پوش عورت وہاں بیٹھی ہوئی تھی جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہ

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

”السلام علیکم سلیم صاحبہ“ میرے دوست نے خندہ پیشانی سے کہا۔ میرا نام شکر لک ہو رہا ہے۔ یہ میرے یارِ غار اور رفیقِ ڈاکٹرِ فائسین ہیں جن کے سامنے آپ ویسی ہی آزادی سے گفتگو کر سکتی ہیں جیسی کہ میرے سامنے۔ اہا! میں خوش ہوں کہ مسز ہڈسن نے آگ جلا رکھی ہے۔ براہ کرم اینگٹھی کے قریب تشریف لے آئیے اور میں ابھی آپ کے پیٹے گرم چاؤ کی ایک پیالی منگاتا ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کانپ رہی ہیں“

عورت نے مدح آمیز آواز سے کہا میں سردی سے نہیں کانپ رہی“

”تو پھر کیا بات ہے؟“

”مسز ہڈسن میری خستہ حالت کا موجب ڈرا اور دہشت ہے، یہ کہہ کر اس نے اپنا ناکا اُلٹ دیا اور ہم نے دیکھا کہ گبر اہٹا کے سامنے اس کا حال بُرا ہو رہا تھا۔ اس کی دہشت آنکھوں کی بے چینی کسی ٹیپے جانور کی سرسبکی سے کم نہ تھی جس کے پیچھے شکاری لگے ہوئے ہوں۔ اس کی چہرہ کوئی تیس برس کی ہوگی لیکن اس کا بال قبل از وقت سفید ہو گئے تھے۔ شکر لک ہومر نے اس کی طرف ایک تیز متحس نگاہ ڈالی اور کہا ”آپ کو ڈرنا نہیں چاہیے۔ انشاء اللہ ہم آپ کی بگڑی بات کو درست کر سکیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ آج صبح ریل گاڑی میں آئی ہیں۔“

”تو کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟“

”نہیں بلکہ میں نے آپ کے باینڈ سٹائٹ کی ہتیلی میں واپسی ٹکٹ کا نصف حصہ دیکھ کر یہ رٹے قائم کی تھی۔ آپ غالباً بت سویرے روانہ ہوئی تھیں اور اسٹیشن پر پہنچنے کے لیے آپ کو ایک ٹانگے میں خواب سڑکوں پر سفر کرنا پڑا تھا“

عورت نے گہرا کر میرے دوست کی طرف دیکھا۔

اس نے ہنس کر کہا ”سلیم صاحبہ جبران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے آپ کے کپڑوں

پر سات جگہ کچھ ٹرک کے دھنچے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دہنچے بالکل تازہ ہیں۔
 ”آپ کی وجوہات کچھ ہی ہوں آپ کا نتیجہ بالکل صحیح ہے۔ میں ٹرک سے ساڑھے چار بجے
 روانہ ہوئی تھی اور ٹانگے میں بیٹھ کر اسٹیشن تک پہنچی تھی اور وہاں سے ریل میں سوار ہو کر لندن
 پہنچی ہوں۔ جناب عالی مجھ میں اب اس مصیبت کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔
 اگر یہ حالت چننے اور رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گی۔ میرا کوئی مونس مددگار نہیں ہے۔
 سوائے میرے منگیتر کے جس کو مجھ سے سچی محبت ہے لیکن وہ بے چارہ معذور ہے۔ اس بارہ
 میں وہ میری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ مسٹر ہومز میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے آپ ضرور میری
 مدد کر سکتے ہیں۔ اس وقت میں ہی دست ہوں اور آپ کی خدمات کا معاوضہ ادا کرنے سے قاصر ہوں
 لیکن دو مہینے بعد میری شادی ہو جائے گی اور میں اپنی جائیداد پر قابض ہو جاؤں گی۔ اس وقت
 آپ مجھے ناشکر گزار نہ پائیں گے۔“

شرک ہومز نے جواب دیا ”تحقیقات کی لذت میرے لیے کافی معاوضہ ہے لیکن آپ
 اپنی سہولت کے مطابق میرے اخراجات جب چاہیں ادا کر سکتی ہیں۔ اب آپ زیادہ مہربانی تمام
 واقعات بیان کر دیں تاکہ ہم ان کے متعلق رسالے قائم کر سکیں۔“
 ہائے ملاقاتی نے کہا ”افسوس میری خستہ حالی اور مصیبت کی انتہا یہ ہے کہ میری بیٹی
 اور شہادت ایسی خفیف باتوں پر مبنی ہیں کہ اور لوگ ان کو بے بنیاد خیال کر سکتے ہیں۔ یہاں تک
 کہ وہ ایک شخص بھی جس سے مدد چاہنا اور مشورہ کرنا میں اپنا حق سمجھتی ہوں میرے خطوط اور شہادت
 کو ایک کمزور عورت کے وہم کا نتیجہ خیال کرتا ہے۔ وہ کھلے الفاظ میں ایسا نہیں کہتا مگر اس کے
 تسلی بخش جواب اور اس کی مڑی ہوئی نگاہیں میرے اس خیال کی موید ہیں۔ مسٹر شرک ہومز
 میں نے سنا ہے کہ آپ انسانی دل کی اندرونی شرارتوں کو تار جاتے ہیں۔ میں آپ سے
 یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں ان خطروں میں جو مجھے گہرے ہوئے ہیں کس طرح زندگی بسر
 کر سکتی ہوں؟“

بیکم معاہدہ میں گمراہی کو بخش ہوں۔“

”میرا نام ثریا ہے اور میں اپنے سوتیلے باپ تو اب اعظم یار جنگ کے پاس رہتی ہوں“
جو مرنے سے پہلے کہا ”ہاں میں اس نام سے واقف ہوں“

اس کے بعد نوجوان عورت نے اپنا قصہ یوں بیان کرنا شروع کیا:-

”ہمارا خاندان ایک زمانہ میں انگلستان کے اعلیٰ خاندانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اور

ہماری جائداد متعدد اصلاخ میں پھیلی ہوئی تھی لیکن گذشتہ صدی میں اس کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا۔ پہلے خاندان کی خستہ حالی کا یہ عالم تھا کہ میرے سوتیلے باپ کو ملازمت اختیار کر کے ہندوستان جانا پڑا بلکہ میں اس نے بحیثیت ڈاکٹر کے بہت شہرت حاصل کی۔ لیکن ایک فوجی عرصہ کے جوش میں اپنے اپنے ہندوستانی بھروسے کو جان سے مار ڈالا اور سڑکے موت سے بال بال بچے۔ اس عرصہ کی یادداشتیں میں وہ عرصہ تک قید ہے اور آخر کار مفلوک بحال ہو کر انگلستان واپس آئے۔

”ہندوستان میں ان کی شادی میری والدہ سے ہوئی جو کہ اُس زمانہ میں بیوہ تھیں ہو گئی تھی۔

میری بہن سکیٹہ اور میں تو ام چچی تھی۔ اور اپنی والدہ کی دوسری شادی کے وقت ہماری عمر صرف دو برس کی تھی۔ ہماری والدہ کے پاس ہمارے والد مرحوم کے ترکہ میں سے بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جائداد تھی شادی کے وقت ہماری والدہ ماجدہ نے یہ تمام جائداد ہمارے سوتیلے باپ کے نام لکھ دی لیکن اس کے ساتھ یہ شرط لگا دی کہ شادی کے بعد ہمیں نصف جائداد دیدی جائے گی۔ انگلستان واپس آنے کے چند سال بعد ہماری والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں اور ہمارا سوتیلے باپ اپنے موروثی مکان میں رہنے لگا۔ ہماری والدہ کا روپیہ ہماری جملہ ضروریات کے لیے کافی تھا۔ پس ہم آرام اور چین سے رہنے لگے۔ لیکن اسی زمانہ میں ہمارے سوتیلے باپ کے مرنے میں انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ ہمارے پڑوسی سابقہ نوابوں کے ایک تو نہال کو اپنے موروثی مکان میں رہتے دیکھ کر بہت خوش تھے مگر پھر اس سوتیلے باپ ناحق سب سے لڑتا جھگڑاتا تھا یہاں تک کہ اب تمام گاؤں اس کے نام سے ڈرتا ہے۔“

”وہ بڑے مددگار تھا وہ ہے اور غصہ کی حالت میں وہ بالکل اپنے آپ سے یا ہر چیز سے جدا ہے۔
 گذشتہ سال اس نے اپنے گاؤں کے لوہار کو اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا تھا۔ اور میں نے شکل تم
 بہت سا روپیہ خرچ کر کے اپنے باپ کو گرفتاری سے بچایا تھا۔ آوارہ گرد جنگلی آدمیوں کے علاوہ
 اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ان بد معاشوں کو اپنی زمین پر خیمے لگا کر رہنے بہنے کی
 اجازت اکثر دے دیتا ہے۔ ہندوستان کے جنگلی جانور پالنے کا اسے بے حد شوق ہے۔
 چنانچہ اس وقت بھی ایک چیتا اور ایک لنگور ہمارے مکان کے گرد آوارہ پھرتے رہتے ہیں جن سے
 گاؤں کے لوگ ویسے ہی خائف ہیں جیسے ان کے مالک سے۔“

”میرے اس بیان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میری غریب بہن اور میں کس مصیبت سے
 زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں کوئی نوکر رہنا پسند نہیں کرتا تھا اور مگر کا تمام کام کاج
 ہمیں خود کرنا پڑتا تھا۔ موت کے وقت میری بہن کی عمر تیس برس کی تھی تاہم اس کے بال سفید ہونے
 شروع ہو گئے تھے جس طرح کہ میرے بال اب سفید ہو رہے ہیں۔“
 ”تو کیا آپ کی بہن صاحبہ زندہ نہیں ہیں؟“

”اے مرے ہوئے دو برس گزر چکے ہیں اور اب میں اس کی موت کا ذکر کرنا چاہتی ہوں
 جس قسم کی زندگی ہم دونوں نہیں بسر کر رہی تھیں اس کا خیال کرتے ہوئے یہ کوئی تعجب کی
 بات نہیں ہے کہ ہم دونوں کو اپنے ہم عمروں سے ملنے کا موقع بہت کم ملتا تھا۔ دو سال
 ہوئے بڑے دن کی تعطیلات پر سیکینہ خالہ جان کے ہاں گئی۔ اور وہاں خالہ جان کی خواہش
 سے وہ ایک فوجی افسر کے ساتھ منسوب ہو گئی۔ جب وہ واپس آئی تو ہمارے سوتیلے باپ نے
 منگنی کے خلاف کوئی اعتراض نہ کیا لیکن شادی کی تاریخ سے دو ہفتے پہلے وہ خوفناک
 حادثہ ہوا جس نے مجھے ہمیشہ کے لیے اپنی پیاری بہن سے جدا کر دیا ہے۔“

شیر لاک ہو کر آنکھیں بند کیے ہوئے تکیہ پر سر لگائے آرام کرسی میں لیٹا ہوا تھا لیکن
 اس وقت اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا ”براہ کرم تمام واقعات مفصل طور پر بیان کریں۔“

میں نہایت ساری ہے اس واقعہ کو مفصل طور پر بیان کر سکتی ہوں کیونکہ اس کی یاد میرے
 حافظہ میں گہرے طور پر نقش ہے۔ ہمارا گھر بہت پرانا ہے اور اس کا اکثر حصہ غیر آباد ہے۔
 ہمارے سونے کے کمرے پہلی منزل پر ایک قطار میں واقع ہیں۔ پہلا کمرہ ہمارے سوتیلے باپ
 کی خواہگاہ ہے دوسرا میری بہن کا اور تیسرا میرا ہے۔ ان کے درمیان کوئی دروازہ یا روشنائی
 نہیں ملتا۔ لیکن سب کے دروازے ایک ہی برآمدہ میں کھلتے ہیں اور تینوں کمروں کی کھڑکیاں بیرونی
 جانب ہیں اس خوفناک رات کو ہمارا سوتیلا باپ اپنی خواہگاہ میں بیٹھا تھا۔ ہم جانتے
 تھے کہ وہ ابھی سویا نہیں ہے کیونکہ میری بہن ہندوستانی چڑوں کی تیز بوسے تنگ کر میرے
 کمرے میں آگئی تھی۔ ہم دونوں مشاوی کی باتیں کرتی رہے۔ گیارہ بجے وہ رخصت ہونے کے
 لیے اٹھی لیکن دروازہ پر پہنچ کر رک گئی اور کہنے لگی پیاری تریا بھلا یہ تو بتاؤ کہ آدھی رات کو تم نے
 کبھی سیٹی کی آواز سنی ہے؟

”کبھی نہیں، میں نے جواب دیا۔ بہن کیا تم خود تو سوتے ہوئے سیٹی نہیں بجاتی ہو؟“
 ”بالکل نہیں۔ گزشتہ چند راتوں میں میں ہر رات صبح کے تین بجے ایک دھیمی لیکن ضاف
 سیٹی کی سی آواز سنتی رہی ہوں۔ میری نیند لگی ہے اور میں اس آواز سے چونک پڑتی رہی ہوں
 میں نہیں کہہ سکتی کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے۔ ممکن ہے کہ پاس کے کمرے سے آتی ہو یا باہر سے
 آتی ہو۔ اسی لئے میں نے تم سے پوچھا ہے کہ تم نے کبھی اسے سنا ہے کہ نہیں؟“
 ”میں نے جواب دیا نہیں میں نے یہ آواز کبھی نہیں سنی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ منجوس
 آوارہ گرد آدمی جو ہمارے مکان کے گرد خیمہ زن ہیں تمہاری نیند میں خلل ڈالتے ہیں۔“
 ”ممکن ہے کہ تمہارا خیال صحیح ہو لیکن یہ آواز باہر سے آتی ہوتی تو کبھی نہ کبھی تم اسے
 ضرور سنتی۔“

”میں نے جواب دیا پیاری بہن تم وہم نہ کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میری نیند بہت بھاری
 سیکنے نے مسکرا کر میرا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا بہت اچھا میں وہم نہیں کروں گی،“

”چند لمبے بعد میں نے اس کے قفل کے بند ہونے کی آواز سنی“ ”تھریک تھریک تھریک تھریک کرنا
 ”کیا آپ ہمیشہ قفل لگا کر سوتی تھیں؟“
 ”ہمیشہ“

”کیوں؟“

”میں نے ابھی آپ سے ذکر کیا تھا کہ ہمارے سوتیلے باپ نے ایک چیتا اور ایک ٹگر پال رکھا اور
 جب تک ہمارے کمرے اندر سے متصل نہ ہوتے تھے ہمیں چمن سے نیند نہیں آتی تھی“
 ”بالکل ٹھیک میں سمجھ گیا۔ آگے بیان فرمائیے“

”اُس رات میری آنکھ بالکل نہ لگی۔ میرا دل خواہ مخواہ بیٹھا جاتا تھا۔ میں ابھی آپ کو بتلا چکی
 ہوں کہ سکینہ اور میں تو ام ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ایسی حالت میں دور و حور کا تعلق کیسا
 مضبوط ہوتا ہے۔ رات بہت بھیانگ تھی۔ تندرہوا کے تیز جھونکے آ رہے تھے اور موسلا دھار بارش
 ہو رہی تھی۔ یک نخت اس طوفان البرود باد میں مجھے ایک خوف زدہ عورت کی چیخ سُنائی دی
 میرے دل نے گواہی دی کہ یہ میری بہن کی آواز ہے۔ میں بستر پر سے اُچھل کر باہر برآمدہ میں آ گئی
 جب میں نے اپنا دروازہ کھولا تو میں نے ایک سیٹی کی دھیمی آواز جیسی کہ میری بہن نے بیان
 کی تھی سنی۔ اوز چند لمبے بعد مجھے ایک شور سُنائی دیا جیسی کہ دہات کی کسی چیز کے گرنے کی جھکار
 ہوتی ہے۔ میں نے اپنی بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب دروازہ کھلا اور میری بہن برآمدہ میں
 باہر آئی جہاں ایک لمبے چل رہا تھا تو اس کی متغیر حالت دیکھ کر میری روح کانپ گئی۔ اس کا
 چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔ اور اس کا تمام جسم ایک مخمور آدمی کی طرح لڑکھڑا رہا تھا۔ میں لپک کر اس کے
 پاس گئی اور اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ لیکن اس وقت اس کی ٹانگوں نے جواب دے دیا
 اور وہ زمین پر گر پڑی۔ وہ اس طرح تڑپ رہی تھی جیسے کوئی آدمی نزع میں ہوتا ہے۔ اس کے
 ہاتھ پاؤں ٹپڑے ہو گئے تھے۔ پہلے مجھے خیال ہوا کہ اس نے مجھے نہیں پہچانا لیکن جب میں
 اس کے اوپر جھکی تو اس نے چلا کر ایک ایسی آواز میں جسے میں کبھی نہیں بھولوں گی کہا ”شریبا“

تمہارا خدا حافظ ایہ حلقہ تھا۔ منقش حلقہ۔ وہ کچھ اور کتنا چاہتی تھی۔ اس نے اپنی انگلی سے ڈاکٹر صاحب کے کمرے کی طرف اشارہ کیا لیکن درد سے اس کا حال برا ہو رہا تھا اور اس کے منہ سے کوئی اور لفظ نہ نکل سکا۔ میں نے زور سے اپنے سوتیلے باپ کو آواز دی اور وہ اپنے شب خوابی کے لباس میں پاپہر آیا۔ جب وہ میری بہن کے پاس پہنچا وہ بیوشس ہو چکی تھی۔ اس نے اس کے حلق میں برانڈی کے چند قطرے ڈالے اور گاؤں کے ڈاکٹر کو بلایا لیکن تمام کوششیں بے سود گئیں اور وہ ابھی بے ہوشی کے عالم میں مر گئی۔ اور اس طرح میری پیاری بہن کا خوفناک انجام ہوا،

ہو مرنے لگنا ایک منٹ تو قف کچھے۔ کیا آپ کو اس سٹی کی آواز اور چھنکار کا یقین ہے، کیا اس کے متعلق آپ حلیفہ بیان دے سکتی ہیں؟

”یہی سوالات مجھ سے حاکم ضلع نے تحقیقات کے وقت پوچھے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ میں نے یہ آوازیں سنی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں معترف ہوں کہ آندھی درمیان کے طوفان میں ممکن ہے کہ میرے حواس نے مجھے دھوکا دیا ہو۔“

”آپ کی بہن کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھی؟“

”وہ شب خوابی کے لباس میں تھی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ایک جلی ہوئی دیاسلانی

تھی اور بائیں میں دیاسلانی کا بکس۔“

”اس سے یہ امر ثابت ہو گا کہ اس نے ادھر ادھر دیکھنے کی خاطر دیاسلانی جلائی

تھی۔ یہ امر بہت ضروری ہے۔ حاکم ضلع کی تحقیقات کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟“

”چونکہ ہائے سوتیلے باپ کی شہرت بگڑی ہوئی تھی اس لئے حاکم ضلع نے نہایت چھان بین

کے ساتھ تحقیقات کی۔ لیکن وہ کسی تسلی بخش نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ میری شہادت اور

مگرہ کی عام حالت کے معائنہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ موت کے وقت میری بہن بالکل

ایکلی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے جسم پر کسی قسم کا کوئی نشان نہ پایا گیا۔ ڈاکٹر نے زہر

کا شبہ کیا مگر اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔“

شرک ہومز نے پوچھا ”آپ کا ذاتی خیال اپنی بہن کی موت کی نسبت کیا ہے؟“
 ”مجھے یقین ہے کہ وہ محض خوف اور اعصابی صدمہ سے مری تھی لیکن میں نہیں کہہ سکتی
 کہ اس خوف اور صدمہ کا باعث کیا چیز تھی“

”کیا اُس وقت آپ کے مکان کے باہر کوئی جنگلی لوگ خیمہ زن تھے؟“
 ”ہاں۔ وہ وہاں تقریباً ہمیشہ رہتے ہیں“

”آپ کا اس حلقہ منقش حلقہ کی بابت کیا خیال ہے؟“
 ”بعض اوقات میں اسے بے معنی خیال کرتی ہوں۔ بعض اوقات میں یہ خیال کرتی ہوں
 کہ یہ اشارہ ان آوارہ گرد آدمیوں کی طرف ہوگا جو ہمارے مکان کے باہر رہتے ہیں۔ اور
 ممکن ہے کہ منقش رومانج وہ لوگ اپنے سروں پر لیتے ہیں اس عجیب و غریب نام یعنی منقش حلقہ
 کی وجہ تسمیہ ہو“

شرک ہومز نے اپنا سر ہلایا جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی تسلی نہیں ہوئی
 اس نے کہا ”یہ معمہ بہت پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ خیر آپ اپنا بیان ختم کیجئے“
 ”گزشتہ دو سال میں نے بالکل تنہا گزرا ہے لیکن چند دن ہوئے میرے ایک
 ہمدرد دوست نے جسے میں ایک عرصہ سے جانتی ہوں مجھ سے شادی کرنا کی درخواست
 کی ہے۔ میرے سوتیلے باپ نے ہماری شادی کی مخالفت نہیں کی اور چند دنوں کے
 بعد میری شادی ہونے والی ہے۔ دو دن سے ہمارے مکان کے غربی حصہ میں مرمت کا
 کام شروع کیا گیا ہے اور میرے سونے کے کمرے میں کچھ تغیر تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اس
 بجائے اس کمرے میں آنا پڑا ہے جس میں میری بہن مری تھی۔ اور اسی پلنگ پر سونا پڑا ہے
 جس پر وہ سویا کرتی تھی میرے خوف اور دہشت کی کوئی حد نہ تھی جبکہ گزشتہ شب میں نے جو
 مدہم سیٹی کی آواز سنی جو میری بہن کی موت کا پیش خیمہ ہوئی تھی۔ میں پلنگ پر سے اچھل پڑی
 اور لپ روشن کیا مگر کمرے میں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ اس کے بعد مجھے فوراً باہر جانے کی

جراثیم نہ ہوتی۔ میں لباس پہن کر بیچڑھی اور چوہنی کھج صاوق کا اُجالا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گئی۔

میرے دوست نے کہا ”آپ نے بہت عقلمندی کی ہے لیکن کیا آپ نے مجھے سب واقعات بتا دیئے ہیں؟“

”ہاں سب“

”نہیں آپ نے مجھے سب واقعات نہیں بتائے۔ آپ اپنے سوتیلے باپ کی حیات کچھ ہی تھی“

”کیوں اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟“

جواب دینے کی بجائے ہومز نے اس کے بازو کو تنگا کر دیا۔ سفید کلائی پر پانچ داغ چار انگلیوں اور انگوٹھ کے نشان صاف نظر آ رہے تھے۔

شرک ہومز نے کہا ”آپ سے یقیناً برا سلوک کیا گیا ہے“

ثریا کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور جلدی سے اپنی کلائی ڈھانپ کر کہنے لگی ”میرا سوتیلے باپ بہت ظالم ہے“

اس کے بعد ایک عرصہ تک خاموشی رہی اور شرک ہومز گہرے خیالات میں متفرق رہا۔ آخر کار اس نے کہا یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ رائے قائم کرنے سے پیشتر میں بہت سے جزوی امور سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو فوراً واپس جانا چاہیے اگر ہم آپ کے مکان پر آئیں تو کیا آپ اپنے سوتیلے باپ کو اطلاع کیے بغیر اپنے سونے کا کمرہ ہمیں دکھلا سکتی ہیں؟“

”جی ہاں۔ خوش قسمتی سے اُسے آج شہر میں کچھ ضروری کام ہی غالباً وہ تمام دن باہر رہے گا۔ اس لئے آپ اطمینان کے ساتھ مکان کا معائنہ کر سکتے ہیں“

”بہت خوب۔ کہو دوست واٹسن آپ اس سفر کے موافق ہیں؟“

”لطیف خاطر“

انشاء اللہ ہم دونوں آج سہ پہر کو آپ کے مکان پر پہنچ جائیں گے۔ کیا آپ ہمارے

ساتھ ناشتہ نہیں کریں گی؟“

”نہیں مجھے جانا چاہیے۔ میں آپ کی بہت مشکور ہوں اور خدا کا شکر کاٹتی ہوں کہ آپ کے

سامنے اپنا دکھ بیان کرنے سے میرے دل کا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے۔ سلام علیکم میں آج

سہ پہر کو آپ کی منتظر ہوئی۔“ یہ کہہ کر اس نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا اور چلی گئی۔

شہزادہ ہو مرزا نے مجھ سے پوچھا ”آپ اس معاملہ کی نسبت کیا خیال کرتے ہیں؟“

”میسری ریلے میں یہ ایک نہایت تاریک اور پیدہ معاملہ ہے کیونکہ اگر شہزادہ خانم کا بیان

صحیح ہے تو اس کی بہن کی موت یقیناً اگلی واقعہ ہوئی ہوگی۔“

”لیکن سیٹی کی آواز اور مرنے والی عورت کے عجیب لفظوں کی بابت آپ کیا کہتے

ہیں؟“

میں نے جواب دیا ”میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔“

میرے دوست نے تھوڑی دیر کے بعد کہا ”میں خیال کرتا ہوں کہ رات کے وقت سیٹی

کی آواز۔ ڈاکٹر کے آوارہ گرد دوستوں کی موجودگی۔ یہ امر کہ ڈاکٹر کو اپنی سوتیلی بیٹیوں کی

شادی روکنے سے نفع ہوتا ہے۔ مرنے والی عورت کا منقش حلقہ کی طرف اشارہ کرنا اور سب

آخر شہزادہ خانم کا چھنکار کی آواز سنا۔ ان سب باتوں کے جمع کرنے سے یہ عقده حل ہو سکتا ہے۔“

میں نے کہا ”اگر آپ کا یہ خیال ہے تو ان آوارہ گرد آدمیوں کا اس پر اسرار حادثہ

میں کیا حصہ ہے؟“

”میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔“

”مجھے آپ کے اس قیاس کے خلاف بہت سی اعتراضات نظر آتے ہیں۔“

”اور مجھے خود بھی بہت سے اعتراضات نظر آتے ہیں۔ اسی لیے ہم آج شہزادہ خانم کے

مکان پر جا رہے ہیں۔ لیکن پناہ بخدا یہ کیا ہے؟“

میرے دوست کا اس طرح ایک سخت تعجب کرنا بے محل نہ تھا کیونکہ اس وقت ہمارا دروازہ

زور کے ساتھ کھلا اور ایک بھاری بھاری کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا لباس عجیب
 وضع کا تھا اور اس کا چہرہ ایک تیز کشادگی جانور کی طرح تھا۔

”تم ہیں ہے ہومز کون ہے؟“ اس عجیب آدمی نے کہا۔

”میں ہوں جناب۔ لیکن آپ کا اسم مبارک؟“ میرے دوست نے متانت سے

کہا۔ ”میرا نام ڈاکٹر نواب عظیم یار جنگ ہے“

”تو تم یہاں کیسے ہو مرنے لیا۔“

”میں بالکل نہیں سمجھوں گا۔ میری سوتیلی بیٹی یہاں آئی تھی وہ تم سے کیا کہ گئی ہے؟“

”موسم آجکل غیر معمولی طور پر سرد ہے“ ہومز نے کہا۔

ڈاکٹر نے چلا کر کہا ”وہ آپ سے کیا کہ گئی ہے؟“

میرے دوست نے نہایت متانت سے کہا ”لیکن اس سال گرمی بھی زیادہ پڑی

تھی“

ہم سے ملاقاتی نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا ”تم میری بات کا جواب نہیں دینا چاہتے

بد معاش میں تمہیں خوب جانتا ہوں“

شرکاک ہومز کھلکھلا کر ہنسا اور کہنے لگا ”آپ کی گفتگو بہت دلچسپ ہے۔ جب

آپ جانے لگیں تو دروازہ بند کرتے جائیے گا کیونکہ کھلے دروازہ میں سے ٹھنڈی ہوا آتی

ہے“

”جب میں تم سے دو تین باتیں کہہ دوں گا تو چلا جاؤں گا۔ میں تمہیں دخل در معقولات

کرنے سے منع کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ شریا یہاں آئی تھی۔ میرا مقابلہ کرنا کوئی آسان

بات نہیں ہے۔ یہ دیکھو“ یہ کہہ کر وہ جلدی سے آگے بڑھا۔ اور ایک لوسہ کی سلاح کو پیکر

جھٹ پٹ دہرا کر دیا۔ خمیدہ سلاح کو آگ میں پھینک کر اس نے کہا ”میری آہنی گرفت سے

بچتے رہنا، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے“ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

شرک ہومز سے ہنس کر کہا ”یہ تو واقعی ایک پچھتاہی معلوم ہوتا ہے۔ گویندیاں تازہ نہیں ہوں لیکن اگر وہ تھوڑی دیر اور ٹھہرتا تو میں اُسے دکھا دیتا کہ میری گرفت بھی کمزور نہیں ہے۔“ یہ کہہ کر اُس نے لوہے کی سلاخ کو اٹھایا اور جھکا دیکر سیدھا کر دیا۔

”مجھے افسوس ہے کہ تریا نے کافی احتیاط نہیں برتی اور اس کی طرف سے اپنے کونج کا پتہ لے دیا ہے۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ آئیے اب ناشتہ کر لیں۔“ اُس نے کہا اور کلب میں جاؤں گا جہاں سے مجھے اس عجیب ڈاکٹر کے متعلق کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔“

دوسرا حصہ

ایک بجے کے قریب شرک ہومز واپس آیا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتا چھٹا جس کے اوپر چند یادداشتیں لکھی ہوئی تھیں۔

”میں تریا کی ماں کی وصیت دیکھ آیا ہوں۔ جائیداد کی آمدنی مختلف جوبہ سے بہت کم رہی ہے اور اگر دونوں بیٹیوں کی شادی ہو جاتی تو ان کے سوتیلے باپ کے پاس بہت کم جائیداد باقی رہ جاتی میں مطمئن ہوں کہ میری صبح کی محنت ضائع نہیں گئی کیونکہ یہ بات وصیت کے مطالعہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ ہمارے زلے درست ہیں۔۔۔ کو اپنی سوتیلی بیٹیوں کی شادی ہرگز گوارا نہیں اچھا آپ بھی ایک پلنچہ اپنی جیب میں رکھ لیں۔“

اس کے بعد ہم اسٹیشن پر گئے اور دو گھنٹے سفر کے بعد تریا خانم کے مکان پر پہنچ گئے تریا اپنے مکان کے باہر ہماری منتظر کھڑی تھی۔ جو نہی کہ اس نے ہمیں دیکھا وہ خوشی سے آگے بڑھی اور تپاک کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا ”میں آپ کی منتظر تھی۔ الحمد للہ میرا سوتیلے باپ صبح سے باہر گیا ہوا ہے اور انشاء اللہ شام تک اپس نہیں آئے گا۔“

”ہمیں اس سے ملاقات کا فخر حاصل ہو چکا ہے۔“ شرک ہومز نے کہا اور چند لفظوں میں سارا واقعہ بیان کر دیا۔ تریا یہ سن کر کانپ اُٹھی اور کہنے لگی ”معاذ اللہ تو کیا وہ میری پر دگا

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

یا میرے اللہ مجھے اس شرے بچانا۔ خدا جانے گھر واپس آ کر وہ مجھ سے کیا سلوک

کرے گا۔

شرک ہو کر بے جواب دیا "اس کو خود اپنی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ آج اس کے پیچھے ایک س سے بلی زیادہ ہوشیار اور چالاک آدمی لگا ہوا ہے۔ آپ کے لئے بہتر یہ ہو گا کہ آپ سر شام ہی اپنے کمرے کو بند کر کے انڈیٹ میں آکر اس نے آپ سے برا سلوک کیا تو ہم آپ کو آپ کی خالہ کے ہاں پہنچا دیں گے۔ لیکن ہمیں اس وقت جلدی کرنی چاہیے آپ ہمیں ان کمروں میں لے چلیں جہاں آپ لوگ سوتے ہیں۔"

مکان بہت پرانا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا اکثر حصہ غیر آباد تھا۔ ثریا نے ہمیں اپنی خواجگاہ دکھائی جس کی دیوالیوں میں ایک بڑا اشکاف بنا تھا لیکن اس وقت وہاں راج مزدور موجود نہ تھے۔ ثریا نے کہا "پہلے میں اس کمرہ میں سوتی تھی اور میری بہن ساتھ کے کمرہ میں لیکن جب سے مرمت کا کام شروع ہوا ہے میں اپنی بہن ولے کمرہ میں سوتی ہوں اور اس سے ملحقہ کمرہ میں میرا سوتیلا باپ سوتا ہے۔"

شرک ہو مرنے کا "لیکن آپ کے سابقہ کمرہ میں مرمت کی کوئی خاص ضرورت نظر نہیں آتی۔"

ثریا نے جواب دیا "مرمت کا کام وہاں کچھ نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے میری بہن کے کمرہ میں سنانے کے لئے یہ جیدہ کیا گیا ہے۔"

"ابا! یہ واقعی قابل غور ہے۔" اس کے بعد شرک ہو مرنے پر آمدہ کو غور سے دیکھا اور پھر کمروں کے اندر گیا۔ ثریا کے پہلے کمرہ کو دیکھے بغیر وہ فوراً دوسرے کمرہ میں جہاں کہ وہ آج کل سوتی تھی اور جس میں اس کی بہن مری تھی گھس گیا۔ اس کمرہ میں کچھ زیادہ سامان

نہ تھا۔ ہومز زادہ اُدھر نظر دوڑا اگر ایک کرسی پر خاموش بیٹھا گیا۔
 آخر کار اس نے ایک موٹی رسی کی طرف جو پلنگ کے اوپر لٹک رہی تھی اشارہ کر
 کہا "یہ رستی یہاں کس غرض کے لیے لٹکانی گئی ہے؟"

شریانے جواب دیا "یہ گھنٹی کی رسی ہے جو باورچی خانہ میں لٹکی ہوئی ہے۔"
 شرک ہومز نے کہا "لیکن یہ دوسری چیزوں کے مقابلہ میں نئی معلوم ہوتی ہے۔"
 "جی ہاں۔ اس کو یہاں لگے ہوئے صرف دو سال گزریے ہیں۔"
 "کیا آپ کی بہن نے اس کو یہاں لگوا یا تھا؟"
 "نہیں اس نے اسے کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔"

شرک ہومز نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ فرسش کا معائنہ کر لوں یہ کہہ کر وہ زمین پر
 چٹالیٹ گیا اور محدب شیشہ ہاتھ میں لے کر اُدھر اُدھر تیزی سے رینگتا رہا۔ اور فرسش
 کانورس سے معائنہ کرتا رہا پھر وہ پلنگ کے پاس گیا اور تھوڑی دیر اوپر نیچے دیکھ کر آخر کار
 اس نے گھنٹی کی رستی کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔
 میں نے حیران ہو کر کہا "یہ کیا بات ہے گھنٹی کیوں نہیں بجاتی؟"
 شرک ہومز نے جواب دیا "گھنٹی کیسے بچ سکتی ہے یہ تو اس روشندان کے
 چھوٹے سوراخ کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔"

"واقعی! میں نے ابھی تک اس کو نہیں دیکھا تھا۔"

شرک ہومز نے اسی کو دوبارہ کھینچ کر زیر لب کہا "یہ واقعی عجیب بات ہے۔ اس کمرے
 میں دو تین ہفتے بہت ہی زالی ہیں۔ مثلاً پلنگ فرسش کے ساتھ جکڑا ہوا ہے۔ اس کو
 اس جگہ سے ہلایا نہیں جاسکتا۔ پھر روشندان بے موقع بنا ہوا ہے حالانکہ اتنی ہی
 محنت سے باہر کی طرف روشندان کھولا جاسکتا تھا۔ آج تک یہ کبھی نہیں دیکھا گیا تھا کہ دو
 کمروں کے درمیان، فضول روشندان بنائے جائیں۔ پھر اس روشندان میں سے ایک

رہتی گھنٹی کا مطالعہ کرنے کے لئے بھائی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معمار جس نے یہ مکرہ بنایا
بھابھت پی اچھو تھا۔

خریائے کما یہ سب تبدیلیاں میری بہن کی موت سے چند دن پہلے کی گئی تھیں۔
اس کے بعد ہم ڈاکٹر صاحب کی خواہگاہ میں گئے۔ یہ مکرہ دوسرے دونوں کمروں سے
بڑا تھا لیکن اس میں بھی کچھ زیادہ سامان نہیں رکھا تھا۔ ایک سفری چارپائی، کتابوں کی
ایک چھوٹی سی الماری جس میں زیادہ تر طبی کتابیں رکھی تھیں، پلنگ کے پاس ایک روم کرسی
دیوار کے قریب لکڑی کی ایک سادہ کرسی، ایک گول میز اور ایک بڑا آہنی صندوق بس
یہی چند چیزیں کمرے میں نظر آتی تھیں۔ ہومز بہت آہستہ آہستہ سب اشیاء کے پاس
جا کر اٹھیں غور سے دیکھتا رہا۔

”یہاں کیا رکھا ہے؟“ اس نے صندوق پر ہاتھ مار کر کہا۔

”میرے باپ کے قیمتی کاغذات“

”کی آپ نے اس کو کھول کر اندر سے دیکھا ہے؟“

”ہاں صرف ایک نوچند سال گزے دیکھا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ یہ کاغذوں سے بھرا

ہوا تھا۔“

”تو کیا اس میں کوئی بلی نہیں ہے؟“

”نہیں تو۔ یہ انوکھا خیال آپ کے دل میں کیسے آیا ہے؟“

”اسے دیکھ کر“ یہ کہہ کر اس نے دو دھکی ایک چھوٹی سی پلٹری اٹھائی جو صندوق

کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔

”ہمارے ہاں کوئی بلی نہیں ہے لیکن ایک چیتا اور تگور ضرور ہیں“

شریک ہومز نے سنجیدگی سے کہا ”خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ چیتا بھی ایک قسم کی بڑی بلی

ہوتا ہے گو یہ پلٹری اس کی ضروریات کے لئے لگتی نہیں ہو سکتی۔ میں ایک بات اور دریافت

کرنا چاہتا ہوں، یہ لکڑی چوٹی کرسی کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا اور اس کی نشست گاہ کو بند
اھیاط سے دیکھتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ زمین پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور محراب شیشہ کو جیب میں رکھ کر کہنے لگا
”بیگم صاحبہ میں آپ کی تکلیف فرمائی کا شکر یہ عرض کرتا ہوں۔ یہ معاملہ بہت ہی دلچسپ ہے
اور اب میں اس کو ایک حد تک سمجھ گیا ہوں۔ اہا! لیکن یہ کیا ہے؟“
جس چیز کو دیکھ کر اس نے تعجب ظاہر کیا تھا وہ ایک چابک تھوڑے پلنگ کے پاس گول ہونے
کی شکل میں لٹکا ہوا تھا۔ میں نے کہا ”یہ ایک معمولی چابک ہے“ لیکن میری دوست نے
سر ہلا کر جواب دیا:-

”افسوس! یہ دنیا بہت بری ہے یا مخصوص جب کہ ایک چالاک آدمی اپنی دماغی
قابلیت کو جرائم کی نذر کر دیتا ہے“

میں نے آج تک اپنے دوست کی پیشانی پر اس طرح توڑی چڑھی ہوئی مہین دیکھی
تھی۔ وہ عرصہ تک خاموش رہا جب ہم گھر سے باہر چلے گئے اس نے ثریا خانم کو پوچھا
مخاطب کیا ”بیگم صاحبہ، معاملہ بہت نازک ہے اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آپ
از اول تا آخر میرے مشورہ کے مطابق عمل کریں“
”یقیناً میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گی“

”تو پھر سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں اور میرا دوست آج کی رات آپ کے کمرہ میں
بسر کریں گے، میں نے اور ثریا خانم دونوں نے اس کی طرف حیران ہو کر دیکھا۔ ہماری حیرانگی
دیکھ کر اس نے کہا۔

”آپ حیران نہ ہوں۔ یہی طریقہ سب سے بہتر ہے۔ میں آپ کو سب کچھ سمجھا دوں گا
غالباً وہ گاؤں کی سرٹے سامنے نظر آرہی ہے“
”جی ہاں“

بہت خوب تو یقیناً آپ کی کھڑکیاں بھی وہاں سے نظر آتی ہوں گی۔

”یقیناً“

”آپ کو چاہیے کہ آپ درِ سسر کا بہانہ کرنے کے بعد شام ہی سے اپنے کمرہ میں لیٹا رہیں۔ جس وقت آپ کا باپ سو جائے آپ کھڑکی کھول کر اپنا لپٹا س میں رکھ دیں اور پھر ساتھ کے کمرہ میں جہاں آپ پہلے سویا کرتی تھیں چلی جائیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مرمت شروع ہونے کے باوجود آپ وہاں ایک ات بارام گزار سکیں گی۔“

”کیوں نہیں بخوبی“

”باقی کارروائی کے لیے آپ مجھے ذمہ دار گردائیں۔“

”لیکن آپ آخر کریں گے کیا؟“

”ہم آپ کے کمرہ میں رات گزاریں گے اور وہ سیٹی کی آواز جو آپ کی وحشت کا

موجب ہے ہم اس کے متعلق تحقیقات کریں گے۔“

شریہ خانم، شرک ہو مرنے سے مزید سوالات پوچھنا چاہتی تھی لیکن شرک ہو مرنے

یہ کہہ کر اسے ٹال دیا۔ ”بلکہ صاحبہ ہیں یہاں سے جلدی چلا جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ

ڈاکٹر صاحبہ واپس آجائیں اور ہمیں یہاں دیکھ لیں۔ اس صورت میں ہمارا یہاں آنا بیکار جائے گا۔“

اچھا خدا حافظ۔ آپ ہمت نہ ہاریں اور جس طرح میں نے کہا ہے آپ اس طرح کریں اور یقین

جائیں کہ انشاء اللہ ہم آپ کو تمام خطرات سے بچالیں گے۔“

ہم نے گاؤں کی سڑک پر ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اور کھڑکی میں بیٹھ کر شریہ خانم

کے لپٹے کی روشنی کا انتظار کرنے لگے۔ جب ہم اس طرح بیٹھے ہوئے تھے شرک ہو مرنے

نے کہا پیلے دانش میں آج رات آپ کو ساتھ لے جانے سے ڈرتا ہوں۔ مجھے وہاں

صریح خطرہ نظر آتا ہے۔“

”کیا میں کسی طرح سے آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟“

”آپ کا وہاں موجود ہونا یقیناً بہت مفید ہوگا“

”تو میں ضرور آپ کے ہمراہ جاؤں گا“

”یہ آپ کی عنایت ہے“

”آپ نے ابھی خطرہ کا ذکر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کمروں میں کوئی

خاص چیز دیکھی ہے جو میرے مشاہدہ میں نہیں آئی“

”نہیں غالباً آپ کا مشاہدہ بھی ویسا ہی مکمل ہے جیسا کہ میرا ممکن ہے میں نے آپ سے

کچھ زیادہ استدلال کیا ہو“

”میں نے اس فضول رسی کے علاوہ اس کمرہ میں کوئی خاص بات نہیں دیکھی

میں حیران ہوں کہ وہ رسی وہاں کس غرض کے لیے لگائی گئی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ

یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے“

”کیا آپ نے وہ روشندان بھی دیکھا تھا جس میں سے نہ تو روشنی آسکتی ہے اور

نہ تازہ ہوا“

”ہاں میں نے دیکھا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ دو کمروں کے درمیان چھوٹے سے

سوراخ کا ہونا کوئی اچھے کی بات نہیں ہے۔ وہ سوراخ اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں سے

ایک چوہا بھی نہیں گزر سکتا“

”یہاں آنے سے پیشتر میں جانتا تھا کہ ایسا ”روشندان“ دونوں کمروں کے

درمیان ضرور ہوگا“

”واقعی؟“

”ہاں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہماری موکلہ نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اس کی بہن

چرٹوں کی تیز بو سے تنگ آکر اس کے پاس آگئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں

کمروں کے درمیان ضرور کسی قسم کا راستہ ہوگا۔ یقیناً یہ چھوٹا سا ہوگا ورنہ حاکم صانع کی تحقیقات

میں اس کی طرف توجہ منطقت ہوتی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ وہ راستہ جو دونوں کمروں کے درمیان ہے بہت چھوٹا سا ہوگا۔“

”مانا کہ جو آپ کہتے ہیں صحیح ہے لیکن میں حیران ہوں کہ روشندان کے ہونے سے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟“

”کچھ نہیں، تاہم یہ ایک عجیب توارد ہے کہ جس وقت یہ روشندان بنایا جاتا ہے اور رسی لٹکانی جاتی ہے جو عورت اس کمرہ میں سوتی تھی مر جاتی ہے۔ کیا ان امور سے آپ کو کوئی خاص بات سوجھتی ہے؟“

”مجھے ابھی تک ان تینوں باتوں میں کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔“
 ”کیا آپ نے چارپائی کے متعلق کوئی خاص بات دیکھی تھی؟“
 ”میں کہہ نہیں سکتا۔“

”بندہ خدا۔ وہ فرشتے کے ساتھ جکڑی ہوئی تھی۔ مرنے والی عورت اس کو وہاں سے ہلانے لگی تھی۔ ایسے اس چارپائی کا ہمیشہ روشندان اور اس خاص رسی کے نیچے رہنا لازمی تھا۔“

میں نے چلا کر کہا ”ہو مزاج میں آپ کے قیاس کو دھندلے طور پر سمجھ گیا ہوں۔ میں یہاں کسی خوفناک درہملاک خفیہ جرم کا انسا د کرنا ہے۔“

”واقعی ہیں ایک خوفناک درہملاک خفیہ جرم کا انسا د کرنا ہی۔ جب کوئی ڈاکٹر اترنگا جرم پراتر آتا ہے تو وہ بدترین مجرم ہوتا ہے۔ خواہش جرم کے علاوہ اس کو حوصلہ اور علم کی اعانت حاصل ہوتی ہے۔ مجھے ایسے بڑھے لکھے جہانگیروں کے قصے معلوم ہیں مگر یہ وہی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ ہم اس کو نچا دکھا سکیں گے۔ آج کی رات خطرہ والی رات ہوگی۔ خدا معلوم ہمیں آج کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔ زحمت کے وقت کو عنایت سمجھنا چاہیے۔ آئیے اس وقت تھوڑی دیر

آرام کر لیں“

حصہ سوم

رات کے گیارہ بجے شریا خانم کے کمرہ کی کھڑکی میں ہمیں لمپ کی روشنی دکھائی دی۔ شرک ہومز نے مالک سرٹے تو کہہ دیا کہ ہم ایک دوست کے ہاں جا رہے ہیں اور ممکن ہے کہ ہم رات بھر باہر رہیں۔ ہم اپنے منزل مقصود کے پاس پہنچ چکے تھے کہ جھاڑوں میں سے ایک عجیب الہیت بچہ نمودار ہوا۔ وہ گھاس پر لیٹ گیا اور پھر قلابازیاں کھا کر تیرا دوڑ گیا۔

میں نے دہشت زدہ ہو کر کہا ”یا میرے اللہ! یہ کیا ہے؟“

تھوڑی دیر کے لیے ہومز بھی میری طرح ڈر گیا۔ اس نے اپنی گھبراہٹ میں میرے بازو کو بہت زور سے دبایا لیکن پھر وہ سُکرایا اور اپنا منہ میرے کان سے لگا کر کہنے لگا ”یہ ایک عجیب گھر ہے۔ آپ شاید نواب صاحب بہادر کے پالو تگور کو بھول گئے ہیں“ اس وقت تک میں واقعی اس عجیب جانور کو بھولا ہوا تھا لیکن اب مجھے یاد آگیا کہ نگور کے علاوہ یہاں ایک چیتا بھی ہے جو ممکن ہے ابھی ہمارے اوپر آچھٹے میں بہت خوفزدہ ہو گیا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ جب میں نے شرک ہومز کی طرح اپنا جوتا اتار لیا اور بے پاؤں چل کر خوابگاہ میں پہنچ گیا تو میرا دل قد سے مٹن ہو گیا۔ میرے دوست نے لمپ اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور کھڑکی بند کر کے کمرہ میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ پھر وہ نہایت ہنسلی سے میرے پاس آیا اور میرے کان سے مسنہ لگا کر اتنا آہستہ بولا کہ میں مشکل تمام اس کے یہ الفاظ سن سکا۔

”کسی قسم کی آواز ہماری تجاویز کے لئے مملک ہوگی“

میں نے ہاں کہنے کی بجائے اپنا سر ہلایا۔

”ہیں یہاں روشنی کے بغیر بیٹھا ہوگا۔ اگر لمپ روشن رکھیں گے تو وہ روشندان

میں سے دیکھنے لگا

میں نے دوبارہ سر ہلایا۔

”سونا منع ہے۔ جاگے رہنے کی کوشش کیجئے وگرنہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہوگی۔ ضرورت کے لئے اپنا پٹنچہ تیار رکھیے۔ میں اس پلنگ پر بیٹھوں گا اور آپ اس کرسی پر بیٹھیں“ میں اپنا پٹنچہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

ہومز اپنے ساتھ ایک لمبا پتلا پید لایا تھا۔ اس نے یہ اپنے پاس چارپائی پر رکھ لیا۔ اس کے قریب ہی اس نے دیا سلائی کی ایک ڈبیہ اور ایک موم تی رکولی۔ پھر اس نے لمپ گل کر دیا اور ہم تاریکی میں ایک نامعلوم آنے والے خطرہ کے انتظار میں دم بخود بیٹھ گئے۔

میں اس خوفناک رات جگے کو ہرگز نہیں فراموش کر سکوں گا۔ مطلقاً کسی قسم کی کوئی آواز سُنانی نہ دیتی تھی یہاں تک کہ شرک ہومز کے سانس لینے کی آواز بھی مجھے سُنانی نہ دیتی تھی حالانکہ مجھے بچو بی معلوم تھا کہ میرا دوست مجھ سے چند قدم کے فاصلہ پر مجھ سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ چوکتا ہو کڑھٹھا ہوا ہے۔ کبھی کبھی باہر سے رات کے پرندوں کی آوازیں آتی تھیں اور ایک نعرہ مجھے اپنی گھر کی کے باہر تلی کی سی نعرے کی آواز آتی جس سے میں سمجھ گیا کہ چلتا باہر گھوم رہا ہے۔ دور سے گرجا گھر کی گھڑی کے بجنے کی مدھم آواز سُنانی دیتی تھی جو کہ ہر پاؤ گھنٹہ کے بعد بھتی تھی۔ یہ گھنٹے کتنے لمبے معلوم ہوتے تھے! بارہ بج گئے اور پھر ایک اور پھر دو اور پھر تین بج گئے لیکن ہم اسی طرح تاریکی میں خاموش منتظر بیٹھے تھے۔

ایک نخت ہمیں روشندان میں سے روشنی دکھائی دی اور اس کے بعد تیل کے جلنے کی بو آئی۔ غالباً کسی نے دوسرے کمرہ میں چور لال ٹین جلائی تھی۔ مجھے اُدھر سے کسی چیز کے جلنے کی آواز آئی اور پھر سناٹا چھا گیا۔ تیل کی بو بدستور آتی رہی۔ نصف گھنٹہ تک میں ہمہ تن گوش بیٹھا رہا۔ پھر یک نخت ایک در آواز صاف سُنانی دی۔ ایک بہت ہی

نرم آواز جیسی کہ گیتلی میں سے ٹونٹی کے راستہ سے چھاپ نکلنے سے پیدا ہوتی ہے جس وقت میں نے یہ آواز سنی ہو مز چار پائی پر سے اچھل پڑا اور اس نے ایک یا سلائی روشن کر کے بید کے ساتھ روشندان سے لٹکتی ہوئی رستی کو زور زور سے پتیا شروع کر دیا۔

اس نے چلا کر کہا ”کیا آپ نے اسے دیکھا ہے؟“

لیکن میں کچھ نہیں دیکھ سکا تھا۔ تاریکی کے بعد ایک سخت اُجالا ہونے سے میری نگاہیں چل چوند ہو گئی تھیں اس لئے مجھے بالکل نہیں معلوم ہوا تھا کہ میرا دوست کس چیز کو بید سے مار رہا ہے۔ میں نے صرف اتنا دیکھا کہ اس کا چہرہ بالکل زرد تھا اور اس سے خوف اور نفرت پلگ ہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے بید کو پلنگ پر رکھ دیا اور وہ روشندان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک سخت رات کی خاموشی میں ایک ردناک چیخ سنائی دی۔ میں نے ایسی دردناک چیخ اپنی زندگی بھر میں کبھی نہیں سنی۔ یہ اتنی بلند تھی کہ گاؤں کے لوگوں نے بھی اس کو سنا۔ اس خوفناک چیخ میں درد۔ ڈر۔ اور غصہ سب جذبات ملے ہوئے تھے۔ اسے سن کر ہمارے دل دہل گئے۔ میں بومز کی طرف دیکھ رہا تھا اور بومز میری طرف یہاں تک کہ یہ چیخ بند ہو گئی اور خاموشی دوبارہ طاری ہو گئی۔

میں نے مشکل سانس لیکر کہا ”اس کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ سب کا ردوانی ختم ہو چکی ہے“ بومز نے جواب دیا ”اور غالباً جو کچھ ہوا ہے بہتر ہوا ہے۔ اپنا پتھر لے لیجئے اور چلئے ڈاکٹر نواب اعظم یار جنگ صاحب کے کمرہ میں چلیں“

اس نے لمب چلایا اور باہر برآمدہ میں نکلا۔ دو دفعہ اس نے نواب صاحب کے دروازہ کو کھٹکٹایا لیکن اندر سے کچھ جواب نہ ملا پھر اس نے دستی مروڑی اور اندر داخل ہو گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پتھر ہاتھ میں لئے کمرے میں داخل ہو گیا۔

چوتھا رہ ہم نے دیکھا وہ بہت عجیب و غریب تھا۔ میز پر ایک چور لائین رکھی ہوئی تھی۔ اور اس کی تیز روشنی صرف آہنی صندوق پر جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا پڑ رہی تھی۔ اس میز کے پاس ڈاکٹر صاحب لکڑی کی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھوں میں وہ لیبارٹری کا چابک تھا جو ہم نے دن کو دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں چھپتے کے کونے کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اس کی پیشانی کے گرد زرد رنگ کا ایک عجیب حلقہ تھا جس پر بھوسے نقش تھے۔ اور جوں کے سر کے گرد زور سے بندھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جب ہم داخل ہوئے تو نہ تو اس نے کچھ کہا اور نہ وہ اپنی جگہ سے ہلا۔

ہو مرنے کہا ”وہ دیکھئے منقش حلقہ!“

میں ایک قدم آگے بڑھا جو سنی کہ میں اپنی جگہ سے ہلا وہ عجیب حلقہ بھی اس کے سر پر سے ہلا اور میں نے پہچان لیا کہ وہ ایک زہریلا سانپ ہے۔

ہو مرنے چلا کر کہا ”یہ ہندوستان کا سب سے زیادہ زہریلا سانپ ہے۔ اس کے کاٹنے کے دس تاویذ بعد وہ مر گیا ہوگا۔ جو دوسروں کی برائی کے درپے ہوتا ہے خدا اس کو عارت کر دیتا ہے۔ چاہ کندن راجہ درپیش۔ خیر آئیے سب سے پہلے ایسا منجوس جانور کو اس کے صندوق میں ڈالنا چاہیے۔ ازاں بعد ہم شریا خانم کو کسی محفوظ جگہ پہنچا دیں گے اور پھر سرکاری پولیس یہاں آکر تحقیقات کر سکتی ہے“

یہ کہہ کر اس نے مردہ آدمی کے ہاتھ سے گول چابک چھینا اور اس کی مدد سے سانپ کو آہنی صندوق میں ڈال کر صندوق بند کر دیا۔

یہ ہیں صحیح واقعات نواب اعظم یار جنگ کی موت کے متعلق۔ یہ قصہ پہلے ہی بہت لیا ہوا گیلہ ہے اس لئے میں یہ نہیں بیان کرنا چاہتا کہ ہم نے یہ بُری خیر خوف زدہ لڑکی کو کس طرح پہنچائی یا ہم نے اُسے کس طرح اس کی خالہ کے پاس پہنچایا اور سرکاری تحقیقات کے دوران میں کس طرح یہ بات ثابت ہوئی کہ نواب اعظم یار جنگ اپنے خوفناک پالو سانپ سے

کھینچے ہوئے کیونکر جان بچتی ہو۔ چند امور جو میری سمجھ میں نہیں آئے تھے مجھے شریک مرنے
اگلے روز گاڑی میں سفر کرتے ہوئے یوں سمجھاؤے۔

اس نے کہا "شروع میں چونکہ میرے سامنے پورے واقعات نہیں تھے اس لیے میں
ایک غلط نتیجہ پر پہنچا تھا۔ مرنے والی لڑکی کے منہ سے منقش حلقہ کے نکلنے اور مکان کے
پاس خانہ بدوش آدیوں کے موجود ہونے سے میں مغالطہ میں پڑ گیا تھا۔ لیکن جب میں نے
کمرہ کا معائنہ کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اس کمرہ میں سونے والی لڑکی کی موت کا باعث خواہ
کچھ ہی ہو لیکن اس کو کھڑکی یا دروازہ کی راہ سے کسی خطرہ کا سامنا نہیں ہوا ہوگا۔
جیسا کہ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں میری توجہ زرخش کے ساتھ بندھی ہوئی چارپائی۔
چھوٹے روشندان اور چارپائی کے اوپر روشندان میں سے ٹکی ہوئی رستی کی طرف
فوراً مبذول ہو گئی تھی۔ مجھے فوراً اس بات کا شبہ ہوا کہ رسی وہاں بطور پل کے ہوتے تاکہ
کوئی چیز سورخ میں سے چارپائی تک آسکے۔ جب میں نے سچا کہ نواب اعظم بار جنگ
ہندوستان میں رہ آیا ہے اور ابھی تک اس کو ہندوستان سے جانور مہیا ہوتے رہتے
ہیں تو مجھے سانپ کا خیال آیا۔ چونکہ وہ ڈاکٹر تھا اس لیے اس نے سوچا ہوگا کہ ایسا زہر
دینا چاہیے جس کی کوئی کمیائی شناخت نہ ہو سکے۔ نیز سانپ کے کاٹنے کے نشان بڑے
جسم پر مشکل دیکھے جاسکتے ہیں۔

"اس کے بعد میں نے سیٹی کی آواز کے متعلق غور کیا۔ یہ غالباً سانپ کو واپس
بلائے کے لئے ہوگی۔ دودھ کے استعمال سے جو کہ ہم نے اس کے کمرہ میں دیکھا تھا
اس نے اس کو غالباً ایسا سدھایا ہوگا کہ یہ اس کے بلائے پر واپس آجاتا ہوگا۔ رات
کے وقت وہ لے سے روشندان میں بٹھاتا ہوگا اور پھر وہ افسی رسی پر سے ہینک کر
نیچے چارپائی پر آجاتا ہوگا۔ ممکن ہے کہ یہ چارپائی پر سونے والے کو پہلی رات نہ کاٹے
لیکن کبھی نہ کبھی وہاں سونے والے کا لقمہ اجل ہو جانا یقینی تھا۔

”میرے اس استدلال کی تصدیق اس کی کرسی کے معائنہ سے ہو گئی تھی میں نے محض
 شبیہ کی مدد سے دیکھا کہ وہ اس پر کھڑا ہوتا ہے جو کہ درخشندہ ان تک پہنچنے کے لیے ضروری
 تھا۔ اپنی صندوق، دودھ کی پیالی اور چائے کے پھندے نے مجھے اس نتیجے کے صحیح ہونے
 کا یقین دلایا تھا۔ چھکار کی آواز جو کہ ثریا خانم نے سنی تھی وہ لوہے کے صندوق کو ہلکی
 سے بند کرنے سے پیدا ہوئی ہوگی۔ اس نتیجے پر چھکار کا ردی میں نے بعد ازاں کی وہ آپ کو جو
 معلوم ہے۔ جب میں نے سانپ کی چھکار سنی جو کہ بلاشبہ آپ نے بھی سنی ہوگی تو میں نے
 دیاسلانی روشن کی اور سانپ کو پٹنا شروع کر دیا“

میں نے کہا ”جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ درخشندہ ان میں سے واپس چلا گیا“
 اور قہر لگ ہو مرنے لگا جس کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ اس نے اپنے مالک کو ڈسا۔ میری
 بید کی بعض ضربیں سانپ کو لگی تھیں۔ پس اس کو غصہ آ گیا ہو گا اور جو آدمی اسے پہلے نظر
 آیا اسی کو اس نے ڈس لیا۔ اس طریقہ سے میں بلاشبہ ڈاکٹر نواب اعظم یار جنگ کی موت
 کے لیے بالواسطہ ذمہ دار ہوں تاہم میرا دل مطمئن ہے کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے“

پانچویں کہانی

شاہی تلج

حصہ اول

ایک دُرج کے وقت جب میں اپنی کڑکی میں سے باہر دیکھ رہا تھا میں نے کہا "ہو غزوہ دیکھو
ایک پامل آدی شرک پر چل رہا ہے تعجب ہے کہ اس کے رشتہ داروں نے اسے اس حالت
میں اکیلے باہر آنے کی اجازت دی ہے۔"

میرے دوست نے اٹھ کر میرے کندھے کے اوپر سے باہر دیکھا۔ بارش کی وجہ سے سڑک بہت پھلتی ہو رہی تھی اور سولے اس عجیب الیمت آدمی کے اور کوئی آدمی سڑک پر نظر نہیں آتا تھا۔ اس کی عمر پچاس سال سے تجاوز ہوگی لیکن اس کے چہرے سے اس کی موجودہ مصیبت کے باوجود وقار اور عجب داب ٹپکتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہم نے دیکھا کہ وہ مکانات کے نمبر پڑھ رہا ہے تو ہومز نے کہا:-

”میں خیال کرتا ہوں کہ وہ یہاں آ رہا ہے“
”یہاں؟“

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجھ سے مشورہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ میں ان علامات کو پہچانتا ہوں۔ یہ لیجئے!“ سٹرک ہومز نے کہا جب کہ وہ ہمارے دروازہ کی طرف دوڑا اور ہماری گنجانیت زور سے بچی۔

چند لمحوں بعد وہ ہمارے کمرے میں آ موجود ہوا۔ اس کے چہرہ پر غم اور یاس کی حکمرانی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ مبہوت کھڑا رہا۔ پھر اس نے اچھل کر دیوار کے ساتھ اپنا سر ایسے زور سے ٹکرایا کہ ہم دنگ کر رہ گئے۔ سٹرک ہومز نے اسے پکڑ کر ایک رام کرسی میں بٹھا دیا اور اپنے تسلی بخش، محبت آمیز لہجہ میں اس کا غم غلط کرنے میں مصروف ہو گیا۔ مظلوموں کے ساتھ ایسی شفقت سے پیش آنا اس کا خصوصی امتیاز تھا۔

”آپ مجھے اپنا قصہ سنانے آئے ہیں۔ جلدی چلنے سے آپ تنگ گئے ہیں۔ براہ مہربانی تھوڑی دیر آرام فرمائیں اور پھر میں بطیب خاطر آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں گا“
”غالباً آپ مجھے دیوانہ خیال کرتے ہونگے“ اس نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔

ہومز نے متانت کے ساتھ جواب دیا ”میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں“
”خدا شاہد ہے کہ میں ایک بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ ایسی مصیبت کہ اس سے میرے اس مختل ہو گئے ہیں اور میری عقل میں فوراً آ گیا ہے۔ میری مصیبت جتنی بڑی ہے اتنی ہی آمانا نا

میرے ادھر نازل ہوئی ہے۔ شاید میں ملک معزتی کو برداشت کر لیتا حالانکہ ملک معزتی سرت
 ہر ایک قسم کی آلودگی سے پاک رہی ہے۔ سچ کی مصیبت ہر ایک آدمی کے اوپر کسی بھی ضرور
 آتی ہے۔ لیکن دو قسم کی مصائب نے مجھے اکٹھا گھیر لیا ہے اور ایسے خوفناک طریقے سے گھیرا ہے
 کہ میری روح کانپ اٹھی ہے۔ علاوہ ازیں صرف میں ہی اس مصیبت عظمیٰ میں مبتلا نہیں ہوں۔ ملک
 کی سب سے شاندار ہستی بھی اس گرداب بلا میں پھنس جائے گی۔ تا وقتیکہ اس خوفناک مصیبت
 کا کوئی خاطر خواہ حل نہ ہو سکے گا۔

ہومز نے کہا "براؤ کرم ایلینان فرمائیے اور مجھے جملہ واقعات سنا دیجئے۔"
 "میرا نام غالباً آپ نے پہلے سنا ہوگا۔ میں ایک مشہور بینک کا مشترکہ مالک لگز بندز
 ہولڈ رہوں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہر ایک لمحہ قیمتی ہے اس لیے میں بسرعت ممکنہ آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوا ہوں۔"

"غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ بینک اور ساہوکارے کے کام میں قابل اعتبار ضمانت کے اوپر
 روپیہ قرض پر دیا جاتا ہے۔ ہم نے گزشتہ چند برسوں میں، اس قسم کا بہت سا کام کیا ہے۔
 ملک کے سربراہ اور وہ خاندان ہم سے قرض لیتے ہیں اور اپنے زیورات، کتب خانے اور دیگر
 اثاثہ البیت ہمارے پاس بطور ضمانت رکھتے ہیں۔"

"کل صبح میں بینک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دفتری میرے پاس ایک ملاقاتی کارڈ لایا جب
 میں نے اسے پڑھا تو میں چونکا اٹھا کیونکہ سپر وہ مشہور نام تھا جس سے بچہ بچہ آگاہ ہے اور جو بھگت
 کے سب سے اعلیٰ معزز اور ممتاز ناموں میں سے ایک ہے میں نے ایک ایسے جلیل القدر آدمی کی تشریف
 آوری کو اپنے لیے اور اپنے بینک کے لیے غیر مترقبہ عزت سمجھا اور جب وہ اندر تشریف لائے
 تو اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہا لیکن انہوں نے جلدی سے کاروباری گفتگو شروع کر دی۔
 انہوں نے فرمایا "سپر ہولڈار مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ روپیہ قرض بھی دیا کرتے

"ہیں"

میرے پاس دیا، جب ضمانت قابل اعتبار ہوتی ہے تو بنک اس کو دے گا۔
 انہوں نے فرمایا مجھے پچاس ہزار پونڈ کی اسٹاد اور فوری ضرورت ہے میں اپنے
 احباب سے ایسی حقیر سی رقم باسانی مانگ سکتا تھا لیکن میں اس طرح سمجھتا ہوں کہ اس کام کو
 کاروباری انداز سے کروں اور خود اس داد و ستد کو مکمل کروں۔ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں
 کہ مجھے خواہ مخواہ کسی کامنوں میں ہونا چاہیے یہ میری شان اور میرے عہدہ کے لیے مہر
 ہو سکتا ہے!

”میں نے دریافت کیا، آپ کو روپیہ کتنے عرصہ کے لیے درکار ہے؟
 ”دو شہینہ کب مجھے بہت سا روپیہ نقد واپس ملے گا اور میں اس روز نہایت خوشی کے ساتھ
 آپ کا زر اصل مع مناسب سود ادا کر دوں گا۔ لیکن مجھے روپیہ کی اسی وقت ضرورت ہے۔
 ”میں نے جواب دیا میں بخوشی یہ رقم اپنے پاس سے دیتا بشرطیکہ یہ میری استطاعت سے زیادہ
 نہ ہوتی۔ لیکن اگر میں اسے بنک سے قرض دوں تو قاعدہ کے مطابق مجھے آپ سے بھی ضمانت طلب
 کرنی چاہیے۔“

”میں بنک سے قرض لینے کو ترجیح دیتا ہوں انہوں نے ایک چھوٹی سی خوشنما صندوقچی
 کو کھول کر کہا، آپ غالباً اس چیز کو پہچانتے ہیں؟
 ”کیوں نہیں یہ تو مشہور شاہی تلخ ہے جو اس ملک کے سب سے قیمتی ہلک چیز ہے،
 ”صندوقچی میں تلخ نکال کر انہوں نے فرمایا یہ دیکھئے اس میں ۲۹ قیمتی لعل کندہ کے ہوئے
 ہیں ان میں سے ہر ایک کی قیمت کئی لاکھ روپیہ ہے۔ سونے کی قیمت اس سے زائد ہے۔
 بحیثیت مجموعی اس کی قیمت اس رقم سے جو میں قرض لینا چاہتا ہوں کئی گنے زیادہ ہے۔ میں
 اس کو بطور ضمانت آپ کے پاس چھوڑ جانے کے لیے تیار ہوں،“

”میں اس قیمتی صندوقچی کو اپنے ہاتھ میں اٹھا کر حیرانگی سے اپنے معزز موکل کی طرف دیکھنے لگا۔
 ”انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کو اس کی قیمت کی بابت شبہ ہے؟“

ہے یا نہیں؟ میں صرف اس بات کو سوچ رہا ہوں کہ اس کا میرے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں؟

”آپ اس معاملے کے متعلق مطمئن ہو جائیں۔ میں یہ تلج آپ کے قبضہ میں صرف اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ میں چار روز کے بعد قرض ادا کر کے اسے واپس لے سکوں گا۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہ کارروائی صرف اسی لیے کر رہا ہوں کہ مجھے آپ کے بینک پر اعتماد کامل ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ آپ کسی سے اس کے متعلق ذکر نہ کریں گے نیز میں اس امر کی بھی تاکید کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس تلج کو ہر ایک قسم کی ممکن احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھیں۔ اگر اس کو کسی قسم کا نقصان پہنچا تو وہ ایسا ہی بدتر ہو گا جیسا کہ اس کا ضائع جانا کیونکہ ایسے نعل دنیا کے کسی نخلہ میں دستیاب نہیں ہو سکتے۔ مجھے آپ پر کامل اعتماد ہے اور میں خود دو شنبہ کی صبح کو دوبارہ آؤں گا۔“

”چونکہ میرے موکل کو جلدی تھی اس لیے میں نے خزاچی کو بلا کر چار ہزار پونڈ کے نوٹ گنتے کے لیے کہہ دیا۔ لیکن جب میں اکیلا رہ گیا تو مجھے رہ رہ کر اپنی ذمہ داری کا خیال ستاتا تھا۔ شام کے وقت میں تلج کو اپنے ہمراہ مکان پر لے گیا تاکہ یہ ایک لمحہ کے لیے بھی میری دسترس سے باہر نہ رہے۔ جب تک میں نے اسے اپنے مکان واقع سٹریم میں اپنی خواہ گاہ کے اندر محفوظ طور پر مقفل نہ کر دیا مجھے چین نہ آیا۔“

”اب میں آپ کو اپنے خانگی حالات سنانا چاہتا ہوں تاکہ آپ معاملہ کو بخوبی سمجھ لیں۔ میرا سائیس اور میرا ملازم گھر سے باہر فاصلہ پر سوتے ہیں۔ میرے ہاں تین خادمہ ہیں جو عرصہ سے ملازم ہیں اور ہر ایک کا طے سے قابل اعتبار ہیں۔ حال ہی میں، میں نے ایک چوتھی ماما بوی نوکر رکھی جو ہر ایک حیثیت سے تسلی بخش ہے سوائے اس کے کہ وہ بلا کی حسین ہے اور اس کے دوست احباب اکثر اس سے ملنے آتے رہتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ایک نیک لڑکی ہے۔“

”میری بیوی عرصہ ہوا مر گئی تھی۔ میرا صرف ایک بیٹا آرتھر ہے اس کی طرف سے مجھے بہت زیادہ مایوسی ہوئی ہے۔ غالباً اس میں میں خود بھی قصور وار ہوں۔ جب میری پیاری بیوی مر گئی تو میں نے اس کو حد سے زیادہ آزادی دی۔ میری نرمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہ کاروبار میں میری مدد کرنے کے ناقابل ہے۔ اس کی نشست برخواست اُمراسکے لڑکوں کے ساتھ ہے اور آٹے دن اُس کو روپیہ کی ضرورت رہتی ہے۔ اس کا ایک خاص دوست سر جارج برن ویل ہے جس کی شیریں زبانی اور شستہ اطوار کے ہم سب مداح ہیں لیکن میرا بھی یہی خیال ہے اور میری بھتیجی میری کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ آدمی قابل اعتبار نہیں ہے۔ میری بھتیجی تنیم ہے۔ اس کی پرورش پنشن سے میں نے ہی کی ہے۔ وہ میرے گھر کا نور ہے۔ میرے گھر کا تمام انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ میرا دست راست ہے اور میں کہہ نہیں سکتا کہ اس کے بغیر میرا گزارا کیسے ہو سکتا ہے اس نے صرف ایک بات میں میری خواہشات کی خلاف ورزی کی ہے۔ آرتھر نے دو دفعہ اس سے شادی کی درخواست کی ہے لیکن اس نے دونوں مرتبہ صاف انکار کر دیا ہے۔ آرتھر کو اس کے ساتھ بے اندازہ محبت ہے اور اگر کوئی طریقہ اس کو راہِ راست پر لانے کا ہو سکتا تھا تو وہ میری ہی کے ساتھ شادی کرنے کا تھا لیکن افسوس اب کچھ نہیں ہو سکتا۔“

”اب مسٹر ہومز آپ کو میرے گھر کے حالات معلوم ہو گئے ہیں۔ اس لیے میں اپنی مصیبت بھری داستان عرض کرتا ہوں۔“

”جب ہم شب کو قہوہ پی رہے تھے تو میں نے آرتھر اور میری کو شاہی تاج کا قصہ سنایا۔ تو اسی جو کہ قہوہ لے کر آئی تھی وہاں چلی گئی تھی لیکن میں دعوے سے نہیں کہہ سکتا کہ اس نے یہ گفتگو نہیں سنی۔ میری اور آرتھر دونوں اس کو دیکھنا چاہتے تھے لیکن میں نے ان کی خواہش پوری نہ کی۔“

”آرتھر نے مجھ سے پوچھا 'آپ نے تاج کہاں رکھا ہے؟'“

”پتے آہنی صندوق ہیں“

”میں امید کرتا ہوں کہ ایشب ہمارے ہاں چوری نہ ہوگی؛

”لیکن میرا آہنی صندوق مقفل ہے۔“

”اؤ نہ اودھ ہر ایک پر اتنی چابی سے کھولا جاسکتا ہے۔ جب میں بچہ تھا تو میں نے خود اس کو

اپنی الماری کی چابی سے کئی مرتبہ کھولا تھا۔“

”وہ اکثر اوقات ایسی واہی تباہی باتیں کر دیا کرتا تھا اس لئے میں نے اس کے

الفاظ کی چنداں پرواہ نہ کی۔ جب میں سونے کے لئے اپنی خوابگاہ میں گیا تو پتہ سجدہ منہ بنا کر میرے پیچھے آیا“

”ابا جان کیا آپ مجھے دو سو پونڈ عنایت کریں گے؟“

”ہرگز نہیں۔ میں نے قدرے ترشش رو ہو کر کہا میں نے تمہیں فضول روپیہ

دے دے کر فضول خرچ بنا دیا ہے“

”آپ واقعی میرے مال پر بہت مہربانی کرتے رہے ہیں لیکن مجھے اس دفعہ روپیہ

کی شد ضرورت ہے وگرنہ میں اپنی کلب میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا“

”بہت خوب“ میں نے جواب دیا میری تو عین خواہش ہے کہ تم اس منجوس

کلب سے قطع تعلق کر لو،

”تو کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں معزتی کے ساتھ کلب سے علیحدہ ہو جاؤں؟“

میں معزتی برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے روپیہ کی ضرورت ہے اور اگر آپ نے

مجھے روپیہ نہ دیا تو میں اور ذرا ٹع سے روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کرونگا؛

”میں بہت خفا تھا کیونکہ اس عینہ میں اس کا یہ تیسرا تقاضا تھا تم مجھ سے ایک

پانی بھی نہیں لے سکتے، میں نے ناراض ہو کر کہا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کمرے

میں سے چپ چاپ ہٹا ہٹ گیا۔

”جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا آہنی صندوق کھولا اور اپنا ایلٹران کر لیا کہ میرا خزانہ وہاں محفوظ ہے۔ پھر میں سونے سے قبل گھر میں گشت لگانے کے لیے نکلنا باعموم یہ کام میری کرتی ہے لیکن اس رات میں نے مناسب خیال کیا کہ خود تمام دروازے اور قفل دیکھ لوں۔ جب میں سٹیڑیوں پر سے نیچے آ رہا تھا تو میری بڑے کمرہ کی کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے کھڑکی بند کر دی اور قد سے گھبراہٹ کے ساتھ کہا ابا جان کیا آپ نے خادمہ لوسی کو آج رات باہر جانے کی اجازت دیدی تھی؟“

”بالکل نہیں“

”اوہ ابھی باہر سے واپس آئی تھی میرا خیال ہے کہ وہ اپنے کسی دوست سے ملنے کے لیے اعلاہ کے دروازہ تک گئی ہوگی لیکن یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے“

”میں نے کہا میری تم سچ کہتی ہو۔ صبح تم اس کو تنبیہ کروینا وگرنہ میں خود اس کو منع کر دوں گا کیا تم نے سب دروازے دیکھ لیے ہیں“

”جی ہاں“

”تو خدا حافظ! میں نے اس کا منہ چوما اور تو اب گاہ میں جا کر جلدی سو گیا۔“

”سٹر ہومز میں آپ کو حتی الامکان ہر ایک بات بتانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اگر آپ کسی جگہ میرے بیان کو واضح نہ پائیں تو مجھے روک دیں“

ہومز نے جواب دیا ”بمخلاف اس کے آپ کا بیان بالکل واضح ہے“

”اب میں اپنے قصہ کے نہایت ضروری حصہ پر پہنچا ہوں اور میں کوشش کروں گا

کہ میرا بیان بالکل صاف اور واضح ہو۔ میں گراں خواب نہیں ہوں۔ اور اس رات کو تو فکر کے باعث میری نیند ادبھی ہلکی تھی۔ صبح کے ہیجے مجھے گھر میں کچھ شور سنائی دیا اور میری آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ میں اپنے پلنگ پر چوکتا ہو کر بیٹھا۔ شور بند ہو گیا تھا۔ تاہم مجھے یقین تھا کہ کوئی کھڑکی آہستہ سے بند کی گئی ہے۔ میں ہمہ تن گوش بن گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے پاس کے

کرہ میں قدموں کی آسٹ سٹینل دی۔ میں ڈر کے ماتے کانپ رہا تھا۔ جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو میں نے جو کچھ دیکھا اس سے میرا دل پاش پاش ہو گیا اور میں نے چلا کر کہا:-

”تم آر تھر بد معاشر! چوہا تم! اس تاج کو کیوں پکڑے ہوئے ہو؟“
 ”لمپ جل رہا تھا اور آر تھر خواب کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ تاج کو پکڑنے ہوئے کھڑا تھا۔ وہ زور کے ساتھ اس کے ایک کونہ کو موڈ رہا تھا۔ میری آواز سن کر تاج نکلے ہاتھ سے گرتا اور اس کے چہرہ پر موت کی سی زردی چھا گئی۔ میں نے تاج کو جلدی سے اٹھالیا اور دیکھا تو اس کا ایک کونہ جس میں تین نعل جڑے ہوئے تھے باگم تھا۔“

”میں نے غصہ سے بے تاب ہو کر کہا بد معاشر! باجی کہیں کے! تم نے اس کو توڑ دیا ہے! تم نے مجھے ہمیشہ کے لیے بے آبرو کر دیا ہے۔ جو نعل تم نے چرٹے ہیں وہ کہاں ہیں؟“
 اس نے چلا کر کہا چرٹے ہیں؟

”میں نے اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا اور کہا تم چور ہو،“
 ”کوئی نعل گم نہیں ہوا۔ کوئی نعل گم نہیں ہو سکتا اس نے کہا۔“
 ”تین نعل گم ہیں اور تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہیں۔ کیا میں تمہیں چور کہنے کے علاوہ کاذب بھی کہوں؟ کیا میں نے تمہیں کچھ خود دوسرا کونہ توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟“

”آپ نے میرے ساتھ حد سے زیادہ بدزبانی کی ہے۔ مجھے چور یا جی بد معاشر اور کاذب کہا ہے۔ میں یہ سلوک برداشت نہیں کر سکتا۔ چونکہ آپ نے میری بے عزتی کی ہے اس لیے میں اس معاملہ کے متعلق اب کچھ نہیں کہوں گا۔ میں صبح آپ کے گھر سے نکل جاؤں گا اور جہاں میرے سینک سمائیں گے چلا جاؤں گا۔“

”میں نے دیوانہ وار چلا کر کہا تم کہیں نہیں جاسکو گے۔ میں تمہیں پولیس کے حوالہ کر دوں گا اور اس معاملہ کی پوری تحقیقات کراؤں گا۔“

’آپ کو مجھ سے کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا‘ اس نے اپنے جوش سے کہا کہ میں یہ کیا
 اگر آپ پولیس کو بلانا چاہتے ہیں تو پھر پولیس ہی آپ کو بتا دے گی
 ”اس وقت تک گھر کے تمام آدمی بیدار ہو گئے تھے سب سے پہلے میری آئی اور تاج
 اور آپ تھر کو دیکھ کر وہ تمام واقعہ بھانپ گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ میں نے پولیس کو بلوایا اور
 معاملہ ان کے سپرد کر دیا۔ جب پولیس کے سپاہی گھر میں داخل ہوئے تو آہ تھرنے مجھ سے
 کہا ’کیا آپ کی نیت میرے اوپر چوری کا الزام لگانے کی ہے؟‘ میں نے جواب دیا معاملہ اب
 پولیس کے حوالہ کر دیا گیا ہے اور چونکہ یہ تاج ایک پبلک چیر ہے اس لیے اب کوئی بات
 پوشیدہ نہیں رکھی جاسکتی۔

”مگر ازم اتنا تو کیجئے کہ مجھے فوراً نہ گرفتار کروائیے۔ اگر آپ مجھے پانچ منٹ کے لیے
 گھر سے باہر جانے کی اجازت دیں تو یہ میرے لیے اور آپ کے لیے بھی مفید ہوگا،
 ”میں نے جواب دیا میں تمہیں باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیا جب ہے کہ تم
 بھاگ جاؤ یا اپنی چوری کو چھپا لو۔ اگر تم مجھے بے آبروئی سے بچانا چاہو اور قوم کو ایک ملی معیبت
 سے نجات دلوانا چاہو تو صاف بتا دو کہ گم شدہ تین لعل تم نے کہاں چھپائے
 ہیں؟ اگر تم یہ بتا دو گے تو میں تمہیں معاف کر دوں گا اور اس معاملہ کو بالکل بھلا دوں گا،
 ”اس نے میری طرف سے حقارت کے ساتھ منہ موڑ لیا اور کہا ’آپ اپنی معافی ان کے
 کے لیے محفوظ رکھیں جو آپ سے معافی کے طالب ہوں۔

’کوئی چارہ کار نہ دیکھو کر میں نے اسے انسپکٹر پولیس کے حوالہ کر دیا۔ نہ صرف اس کے
 گم کی تلاشی کی گئی بلکہ اس کی جائیداد تلاشی بھی کی گئی لیکن گم شدہ لعل کہیں نہ ملے صبح سے
 میرا لڑکا حوالات میں قید ہے اور پولیس سردست گم شدہ لعلوں کی دریافت سے عاجز ہے
 انسپکٹر پولیس کے مشورہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ لہذا آپ میری مدد فرمائیے
 میری طرف سے آپ کو اختیار ہے کہ آپ جو چاہیں خرچ کریں۔ میں نے ایک ہزار پونڈ کا انعام

میرا ہے۔ یا میرے ایشیا میں کیا کروں؟ ایک ہی بات میں امیری عزت آبرو میرا ہے
میرے اہل میرے ہاتھ سے نکل گئے ہیں!

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھاموئے تھا اور بچوں کی طرح بلبلا کر رہا تھا۔ شریک جو
تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے کہا: "کیا آپ کے پاس بہت سے ملاقاتی
آتے ہیں؟"

"نہیں تو۔ صرف میرا شریک بعض اوقات اپنے اہل و عیال کے ساتھ آتا ہے۔
اور جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا تھا آرتھر کا دوست سرجان برن ویل گزشتہ چند ماہ میں
کئی دفعہ آچکا ہے۔"

"کیا آپ بہت سے لوگوں سے ملنے کے لئے جاتے ہیں؟"
"مطلقاً نہیں۔ آرتھر باہر جاتا ہے۔ میں اور میری گھر پرستے ہیں۔ ہمیں ملاقاتوں کا
چکا نہیں پڑا۔"

"ایک نوجوان لڑکی کے لئے یہ ایک غیر معمولی بات ہے۔"
"وہ بالطبع متین واقع ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی عمر ابھی کچھ زیادہ نہیں ہوئی۔
وہ صرف چوبیس برس کی ہے۔"

"آپ کے بیان کے مطابق اس معاملہ سے اس کو بھی صدمہ پہنچا ہے۔"
"بہت زیادہ۔ اس کی حالت تو مجھ سے بھی زیادہ رونی ہو رہی ہے۔"
"تم دونوں کو آرتھر کے ارتکاب جرم کی بابت کوئی شبہ نہیں ہے؟"

"مجھے شبہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں نے خود اس کو تاج پکڑے ہوئے دیکھا ہے؟"
"میں اس کو قطعی دلیل نہیں سمجھتا۔ کیا تاج کا بقیہ حصہ بگڑا ہوا نہیں تھا؟"
"ہاں وہ مڑا ہوا تھا۔"

"تو کیا آپ یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اس کو سیدھا کر رہا تھا؟"

”خدا آپ کا بھلا کرے! آپ اپنی بے باک بھرپور کوشش مجھے اور اسے بچانے کے لیے کرتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر وہ بے گناہ تھا تو اس نے کیوں نہ ایسا کہا؟“

”بائیکل ٹھیک۔ اس پر بھی تو غور فرمائیں کہ اگر وہ مجرم تھا تو اس نے اپنی بریت کے لیے کوئی جھوٹ کیوں نہ تراش دیا۔ اس کی خاموشی ذمہ داری ہے۔ اس واردات کے متعلق بعض اہم لوگ ہیں۔ پولیس نے اس فور کے متعلق جس سے آپ کی آنکھ کھلی تھی کیا نتیجہ نکالا ہے؟“

”وہ خیال کرتے ہیں کہ اپنی خواہ گاہ کا دروازہ بند کرنے سے آرتھر نے وہ شور کیا ہوگا۔“

”چھ خوب! گویا کہ ایک آدمی جو چوری پر آمادہ ہوا اپنا دروازہ ایسی زور سے بند کرے گا۔“

”کہ کھر کے تمام آدمی بیدار ہو جائیں۔ اچھا تو پولیس نے نعلوں کی گم شدگی کے متعلق کیا سوچا ہے؟“

”وہ فرسش کو اُلکھڑے ہیں اور اسباب کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں۔“

”کیا انہوں نے گھر سے باہر نکل کر بھی تلاش کی ہے؟“

”ہاں۔ انہوں نے غیر معمولی جستجو کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے تمام باغ کو چھان مارا،“

”شرک ہومز نے کہا ”جواب بندہ۔ یہ معاملہ گہرے پانیوں میں ہے۔ آپ نے اور پولیس نے اس کو سادہ سمجھ رکھا ہے لیکن مجھے یہ بہت ہی پیچیدہ نظر آتا ہے۔ آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے اپنی خواہ گاہ سے نکل کر آپ کے آہنی صندوق کو کھولا، لیکن کون کال کر اس کا ایک ٹکڑا توڑ لیا کسی دوسری جگہ جا کر اس کو ایسی چالاک سے چھپا دیا کہ کوئی آدمی اس کو پانہیں سکتا اور پھر وہ باقی ۲۳ نعل واپس لے کر آیا تاکہ آپ اسے گرفتار کر لیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ قیاس صحیح ہو سکتا ہے؟“

”ساہوکار نے یا یو سائے انداز سے کہا ”تو پھر اور کیا بات ہے؟ اگر اس کی نیت نیک تھی تو اس نے سارا حال کیوں نہ سُنا دیا؟“

”انشاء اللہ میں اس عقدہ کو حل کروں گا اور اس وقت ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ خاموش کیوں رہا ہے؟ مسٹر ہولڈر اب میں آپ کے مکان پر جا کر چند جزئیات کا مطالعہ

کرنا چاہتا ہوں۔“

شریک ہومز کے اصرار پر میں بھی ہمراہ گیا۔

حصہ دوم

دستہ بھر شریک ہومز خاموش رہا۔ وہ ایک گہرے سوچ میں مستغرق تھا جب ہم سڑک کے مکان پہنچے تو شریک ہومز ہمیں چھوڑ کر گھر کے چاروں طرف گھومتا رہا۔ ہم دونوں اندر جا کر آگ کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابھی ہم وہاں بیٹھے ہی تھے کہ ایک نوجوان عورت اندر آئی۔ وہ خوش انداز اور حسین تھی لیکن اس کے چہرہ پر بلا کی زردی چھائی ہوئی تھی۔ میری موجودگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ سیدھی اپنے چچا کے پاس آئی اور کہنے لگی ”ابا جان آپ نے آر تھر کی رہائی کا حکم دیا ہے یا نہیں؟“

”نہیں میری بیٹی۔ جب تک معاملہ صاف نہ ہو جائے وہ کیسے رہا ہو سکتا ہے؟“

”لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بے گناہ ہے۔ آپ کو میری بات پر اعتبار کرنا چاہیے۔ ورنہ آپ بھتیا میں گئے کہ آپ نے اس سے ایسی سختی روا رکھی؟“

”اگر وہ بے گناہ ہے تو پھر وہ ہمیں حقیقت حال سے آگاہ کیوں نہیں کر دیتا؟“

”میرا خیال ہے کہ چونکہ آپ نے اس پر فی الفور چوری کا شبہ ظاہر کر دیا تھا اس لئے وہ ناراض ہو کر چپ ہو گیا۔“

”میں شبہ کیسے نہ کرتا جب کہ میں نے خود اس کو تاج ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا تھا۔“

”ممکن ہے اس نے اس کو دیکھنے کے لئے اٹھا لیا ہو۔ آپ یقین جانیں کہ وہ بے گناہ ہے۔ معاملہ کو رفت گزشت کرو اور آر تھر کو جیل خانہ سے رہا کر دو۔“

”میری۔ میں اس معاملہ کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ تمہاری محبت تمہیں آر تھر کے جرم سے اغراض کرنے کے لئے کہتی ہے لیکن میں نے اپنی محبت کو قومی عزت اور آبرو کے مقابلہ میں قربان کر دیا ہے۔“

معاذ کو رفت گزشت کرنے کی بجائے میں لندن سے ایک ماہر سلف فرسان کو تفتیش کرنے کے لئے اپنے ہمراہ لایا ہوں۔

”یہ صاحب؟ اس نے میری طرف مڑ کر کہا۔“

”نہیں۔ ان کے دوست۔ وہ اکیلے رہنا چاہتے تھے۔ اور اب وہ اصرطیل میں گئے ہیں۔“

”اصرطیل میں؟“ اس نے اپنے سیاہ ابرو اٹھا کر حیرت سے کہا ”اصرطیل میں وہ کیا ڈھونڈنا چاہتے ہیں؟ غالباً آپ ہی وہ صاحب ہیں۔ جناب عالی میں امید کرتی ہوں کہ آپ آر تھر کو بے گناہ ثابت کر سکیں گے۔ میں یقین کرتی ہوں کہ وہ بے گناہ ہے۔“

”میں آپ کا ہم خیال ہوں اور مجھے بھی یقین ہے کہ ہم اس کو بے گناہ ثابت کر سکیں گے۔“

شرک ہومز نے اپنے بوٹ پر سے برف جھاڑتے ہوئے کہا ”میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے مس میری ہو لڈر سے اعزاز تکلم حاصل ہے۔ کیا میں آپ سے ایک دو سوال پوچھ سکتا ہوں؟“

”شوق سے پوچھے بشرطیکہ میرے جوابات سے آر تھر بری الذمہ ثابت ہو سکے۔“

”آپ نے گزشتہ شب کسی قسم کا شور مٹانا تھا؟“

”نہیں۔ میں اپنے چچا جان کی بلند آواز سن کر بیدار ہوئی تھی اور ان کے پاس آگئی تھی۔“

”گزشتہ شب آپ نے تمام دروازے اور کھڑکیاں خود بند کی تھیں؟“

”جی ہاں۔ خود۔“

”آپ کے ہاں ایک ماما ہے جس کا ایک عاشق بنے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے گزشتہ رات اپنے چچا سے کہا تھا کہ وہ اپنے عاشق سے ملنے کے لیے باہر گئی تھی۔“

”ہاں۔ وہی لڑکی چچا جان کے لیے تمہوہ لائی تھی اور ممکن ہے کہ اس نے چچا جان کی باتیں سن لی ہوں۔“

”میں سمجھا۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے عاشق کو بتانے کے لیے باہر گئی ہوگی اور

وہ نون نے فل کر چوری کی ہے۔“

ساہوکار نے چلا کر کہا ”لیکن اب ان دہی باتوں کا کیا فائدہ ہے، جب کہ میں نے پختیم نو

آر تھر کو تاج پکڑے ہوئے دیکھا ہے؟“

”ذرا توقف فرمائیے۔ ہم ابھی اس مسئلہ کو بھی منتخ کر لیں گے۔ بس ہولڈر کیا آپ نے

اس نوکرانی کو باہر سے آتے ہوئے دیکھا تھا؟“

”ہاں۔ جب میں دروازہ بند کرنے گئی تھی تو میں نے اسے دبے پاؤں باہر سے آتے

ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے اس کے عاشق کو بھی دیکھا تھا۔“

”کیا آپ اس کو جانتی ہیں؟“

”کیوں نہیں۔ وہ ہمارا ترکاری فروش ہے۔ اس کا نام پراسپر ہے

ہومز نے کہا ”وہ دروازہ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تھا۔“

”ہاں“

”اور اس کی ایک ٹانگ لکڑی کی ہے؟“

نوجوان عورت کے چہرہ پر اضطراب اور خطرہ کی علامات نمودار ہو گئیں۔ ”آپ تو جادو

ہیں۔ اس نے کہا ”آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا ہے؟“ اس نے مسکرنے کی کوشش کی لیکن

ہومز کے پتلے اور متین چہرہ پر مسکراہٹ کا نام و نشان نہ تھا۔

”میں اوپر جانا چاہتا ہوں۔ غالباً بیازاں میں گھر کے باہر دوبارہ جاؤں گا۔ بہتر ہے

کہ میں پیچھے کی منزل کی کھڑکیوں کو پہلے دیکھ لوں۔“

وہ سب کھڑکیوں کے سامنے سے تیز قدمی کے ساتھ گزر گیا اس نے صرف اس کھڑکی

کو کھولا جو اصل کے محاذ میں تھی۔ اس کی چوکھٹ کی دہلیز کو اس نے اپنے محبوب سٹیشہ کی

مدد سے بنظر اسماں دیکھا اور پھر اوپر چڑھ گیا۔ ہم سب اس کے ہمراہ تھے۔

اس نے ساہوکار کے کمرہ کو غور سے دیکھا اور آہنی صندوق کو کھول کر کہا ”اس کا تالا

بہت خاموشی کے ساتھ کھلتا ہے اس لیے یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ آپ کیوں اس کے کھلنے سے بیدار نہ ہو گئے پھر ہونے تاج کو ہاتھ میں لے کر دیکھا اور کہا "سٹر ہولڈر یہ کونہ کم شدہ کونے کے بالمقابل ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسے توڑنے کی کوشش کریں" ساہوکار خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ "میں کبھی خواب میں بھی ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا"

"تو پھر میں کرتا ہوں" شرک ہونے لگا اور تمام زور سے اس کو نہ توڑنا چاہا لیکن نہ توڑ سکا۔ گو میں غیر معمولی طاقت رکھتا ہوں تاہم اس کو نہیں توڑ سکا۔ کوئی معمولی آدمی اس کو نہیں توڑ سکتا۔ سٹر ہولڈر یہ سوچئے کہ اگر میں اس کے توڑنے میں کامیاب ہو گیا تو نتیجہ کیا ہو گا؟ ایسا شور ہو گا جیسے کہ ایک پستول چلنے کی آواز آئی ہو۔ کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ کے پلنگ سے چند گزوں کے فاصلہ پر ہوا اور آپ کی آنکھ نہ کھلی؟

"میں کچھ نہیں سوچ سکتا۔ تمام معاملہ میری سمجھ سے باہر ہے"

"شاید یہ بتدیج آپ کی سمجھ میں آسکے۔ جس ہولڈر آپ کیا خیال کرتی ہیں؟"

"میں مقرر ہوں کہ میں اپنے چچا جان کی طرح سوچنے سے قاصر ہوں"

"جب آپ نے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا تو کیا وہ برہنہ پاتا تھا؟"

"ہاں وہ ننگے پاؤں تھا۔ اس کے بدن پر صرف ایک پتلون اور قمیص تھی"

"میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ہر ایک قسم کی معلومات نہایت عمدگی سے بہم پہنچائی ہیں اگر میں اب بھی اس عقدہ کو حل نہ کر سکا تو یہ تمام سزا تصور ہو گا۔ سٹر ہولڈر آپ کی اجازت سے اب میں پھر مکان کے بیرونی احاطہ کا معائنہ کروں گا"

وہ اکیلا باہر گیا اور میں سمجھا گیا کہ غیر ضروری قدموں کے نشانات سے کوچ نکلنے میں مشکلات بڑھ جائیں گی۔ ایک گھنٹہ کے بعد وہ واپس آیا۔ اس کے چہرہ سے کسی بات کا پتہ نہ چلتا تھا۔

”مستر ہو لڑ بچو کو مجھے دیکھا تھا۔ میں نے دیکھ لیا ہے اب میں واپس جاؤنگا“
 ”لیکن مستر ہومز کم شدہ لعل؟ کہاں ہیں؟“
 ”میں نہیں جانتا“

”ماہوکار نے اپنے کفنِ افسوس سے کہا میں انہیں پھر کبھی نہیں دیکھ سکوں گا؟ اور
 میرا بیٹا؟ کیا آپ مجھے امید دلاتے ہیں؟“

”میری راتے وہی ہے جو میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔ اگر آپ کل صبح میرے پاس
 اور اسکے ماہین آئیں گے تو میں آپ کو تحقیقات کے نتیجے سے مطلع کر دوں گا۔ میں
 سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے جس قدر وہیہ کی ضرورت ہو خرچ کرنے کا اختیار بخشتے ہیں بشرطیکہ میں
 لعل پالوں“

”میں اپنی تمام جائیداد ان کی بحالی کے لئے خرچ کر دینے کو تیار ہوں“
 ”بہت اچھا۔ میں اپنی طرف سے بہترین کوشش کروں گا السعی منی واکا تمام من اللہ
 ممکن۔ ہم کہ میں آج شام کو آپ کے ہاں دوبارہ آؤں“
 میں تازگیاتھا کہ میرے دوست نے اپنی راتے قائم کر لی ہے لیکن نہ تو میں خود سمجھ سکتا تھا
 کہ اس کے دل میں کیا ہے اور نہ مجھے اس سے پوچھنے کی جرأت تھی۔ جب ہم اپنے
 کمرہ پر پہنچے تو اس نے جلدی سے ایک دارہ کر وغذائے کا سالباں پہن لیا اور آئینہ کے
 سامنے کھڑا ہو کر کئے لگا۔

”میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بھر پور تسلی بخش ہے۔ میں چند ساعت کے بعد انشاء اللہ
 بامراد واپس آؤں گا“ اس نے چند بکٹ اور کیک کے ٹکڑے اپنی جیبوں میں بھر لیے اور چل دیا
 سہ پہر کو میں چائے پی رہا تھا کہ وہ خوش باش واپس آیا۔ ایک پُرانا بوتل اس کے
 ہاتھ میں تھا۔ اس کو ایک کونے میں پھینک کر وہ چائے پینے کے لئے بیٹھ گیا
 ”میں راستہ میں چائے کی ایک پیالی پینے کے لئے ٹھیر گیا تھا وگرنہ ابھی میرا لکھنؤ ختم

نہیں ہوا۔ اگر مجھے دیر ہو جائے تو کھانا کھا لینا۔ میرا راستہ نہ دیکھنا۔“

”کیا کوئی نئی بات آپ کو معلوم ہوئی ہے؟“

”میں خاطر خواہ کام کر رہا ہوں۔ ابھی کوئی قطعی رابطے قائم کرنا قبل از وقت ہے میں ساہوکار کے گھر بھی ہو آیا ہوں گو ان کو میرے آنے کی خبر نہیں ہوئی۔ لیکن اب مجھے جلدی کرنی چاہیے اور منڈیا لباس پہن کر ایک معزز آدمی بن جانا چاہیے۔“

اس کے چہرہ بشرہ سے عیاں تھا کہ وہ کامیاب ہو رہا ہے۔ میں نے آدمی رات تک اس کا انتظار کیا لیکن وہ واپس نہ آیا۔ پھر میں سو گیا اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس وقت آیا۔ جب میں صبح ناشتہ کے لئے خواب گاہ میں سے باہر آیا تو وہ اطمینان سے ناشتہ کر رہا تھا۔

”معاف کیجئے میں نے آپ کا انتظار کیے بغیر ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔ ”آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارا موکل ہم سے ملنے کے لئے وہجے آنے والا ہے۔“ میں نے جواب دیا ”اوہ تو تو دیر ہوئی کنج چلے ہیں! وہ دیکھے ہمارا دوست آ رہا ہے۔“ اس کی حالت زار کل سے کئی درجہ بدتر تھی۔ وہ دھم سے ایک کرسی پر گر پڑا اور کہنے لگا۔

”خدا معلوم میں نے کونسا ایسا کبیر و گناہ کیا ہے جس کی یہ سزا مجھے مل رہی ہے۔ آج سے دو زور پہلے میں بالکل خوش و خرم تھا۔ اب میں اکیلا اور بے آبرو رہ گیا ہوں۔ صدے پے در پے آ رہے ہیں۔ میری بیٹی فرار ہو گئی ہے۔“

”فرار ہو گئی ہے؟“

ہاں۔ وہ رات کو اپنے بستر پر سوئی نہ معلوم ہمیں ہوتی۔ اس کی میز پر میرے نام ایک خط رکھا ہوا تھا۔ گزشتہ شب میں نے غصہ سے نہیں بلکہ مایوسی سے کہا تھا کہ اگر وہ آرتھر سے شادی کر لیتی تو یہ روز سیاہ ہیں دیکھو اکیوں نصیب ہوتا۔ اپنے خط میں وہ اس امر

کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کا خط قبیل ہے :-

میرے پیارے چچا جان۔ تسلیم
میں محسوس کرتی ہوں کہ میں آپ کی مصیبت کا باعث ہوئی ہوں۔ اگر میں ایسا نہ کرتی
تو شاید یہ مصیبت آپ کے سر پر نازل نہ ہوتی۔ اس ستانے والے خیال کے ہوتے ہوئے میں
آپ کی صحت کے نیچے کبھی خوش نہیں رہ سکتی۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ مجھے یہاں سے
میشہ کے لیے چلا جانا چاہیے۔ میرے مستقبل کے متعلق آپ فکر نہ کریں کیونکہ اس کا بندوبست
ہو چکا ہے۔ سب سے زیادہ میری یہ الٹا ہے کہ میری تلاش نہ کریں کیونکہ یہ لا طائل
ہوگی اور میرے لیے مضر ثابت ہوگی۔ حیات و عمارت میں آپ کی رہنمائی منت آپ کی پیار
بھی میری۔

مستر مومراں خط سے کہا مطلب کیا ہو سکتا ہے کیا وہ خود کشی کی طرف اشارہ کرتی ہے؟ میری
"نہیں نہیں۔ ایسا خیال نہ کیجئے۔ غالباً اسی میں آپ کی بہبودی ہے۔ میں خیال
کرتا ہوں کہ آپ کو مصائب کا فائدہ ہونے والا ہے۔"

"سچ سچ! آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیا آپ کو کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہے؟

کہاں ہیں؟"

"کیا آپ ایک ہزار پونڈ فی لعل زیادہ قیمت تو نہیں سمجھتے؟"

"میں ہر ایک کے لیے دس ہزار پونڈ دینے کے لیے تیار ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تین ہزار کافی ہیں۔ اور شاید آپ نے کچھ انعام بھی مقدر

کیا ہے۔ کیا آپ کے پاس آپ کے حکموں کی کتاب ہے؟ یہ لیجے مرقلم حاضر ہے۔ چار ہزار

پونڈ کا ایک چک کاٹ دیجئے۔"

ماہوکار نے بلا چون و چرا مبہوت ہو کر چک کاٹ دیا۔ ہومز اپنے پیٹرن کی طرف بڑھ

اور اس نے میرے خانہ میں سے ہونے کا ایک ٹکڑا نکال کر جس میں تین لعل جڑے ہوئے

تھے ساہوکار کے سامنے رکھ دیا۔

تیسرا حصہ

ساہوکار نے ایک نعرہ شادمانی مار کر کہا "کیا آپ نے واقعی میرے عمل پائے ہیں؟

میں نچ گیا ہوں!۔ میں نچ گیا ہوں!"

خوشی کی تحریک منعکس دہی ہی زبردست تھی جیسے کہ اس سے پہلے اس کا غم تھا۔ اس نے

لعلوں کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور اس کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔

شرک ہونے کے ذرا تلخی کے ساتھ کہا "سٹر پولڈر ابھی آپ کو ایک قرض ادا کرنا ہے؟"

اس نے قلم اٹھالی اور کہا "میں بخوشی ادا کرنے کو تیار ہوں۔ بتائیے کتنی رقم دیکار ہے؟"

"نہیں۔ آپ کو میرا قرض ادا نہیں کرنا۔ آپ کو اپنے شریف اور عالی ہمت فرزند کے سامنے

معذرت کرنا ہے۔ اس جوان ہمت نوجوان نے ایسی شرافت سے اپنا قرض چورا کیا ہے کہ

اگر میرا بیٹا ہوتا اور وہ اس طرح کرتا تو میں اس پر ناز کرتا!"

"تو کیا آرتھر نے لعل نہیں چرائے تھے؟"

"میں نے کل بھی آپ کو بتایا تھا اور آج پھر کہتا ہوں کہ وہ چور نہیں ہے!"

"آپ کو یقین ہے! تو آئیے جلدی سے اس کے پاس چلیں اور اس کو حقیقت حال

سے آگاہ کر دیں"

"وہ آگاہ ہے۔ جب میں نے اس عقدہ کو حل کر لیا تھا تو میں سیدھا اس کے پاس گیا تھا

جب اس نے مجھے اپنی داستان سنانے سے انکار کیا تو میں نے اسے تمام قصہ سنا دیا۔

دور آخر کار اس نے اقبال کیا کہ میری تحقیقات صحیح ہے جو خبر کہ آپ نے ابھی مجھے سنائی ہے

اس کی لب کشائی کے لیے کافی ثابت ہوگی"

"خدا اس کے پیٹے مجھے سمجھاؤ کہ یہ کیا اسرار ہے؟"

"نہیں آپ کو ابھی بتاتا ہوں کہ میں نے کس طرح اس معمرہ کو حل کیا ہے لیکن یہ سب پہلے

میں ایک ایسی بات منہ پر لانا چاہتا ہوں جسے میں نہیں کہنا چاہتا اور جو بہتر ہوتا کہ آپ نہ سنتے۔ آپ کی بھتیجی سر جان برن ویل کے ساتھ بھاگ گئی ہے اور غالباً ان دونوں کی شادی ہو گئی ہے۔

”میری میری اور ایسا کرے! انا ممکن! ایا!“

”بد قسمتی سی یہ صرف مکن ہی نہیں بلکہ یقینی ہے۔ نہ آپ کو اور نہ آپ کے بیٹے کو اس خبیثت کے صحیح حالات معلوم تھے۔ وہ ایک کہنہ مشوق جواری اور تباہ شدہ بد معاش ہے۔ اس کے سینہ میں نہ دل ہے نہ ضمیر۔ آپ کی بھتیجی ایسے آدمیوں سے بے خبر تھی۔ جب اس نے اس کے سامنے اقرار محبت کیا جیسا کہ وہ سنیکڑوں کے ساتھ پہلے کر چکا ہے تو وہ اس کے دام محبت میں گرفتار ہو گئی۔ اور ہر روز رات کے وقت اس سے ملتی رہی۔“

”میں کبھی اس کو نہ مانوں گا۔ میں ہرگز اسے مان نہیں سکتا“ ساہوکار نے چلا کر کہا۔

”میں آپ کو بتاؤں گا کہ پوسوں رات آپ کے مکان میں کیا واردات ہوئی تھی۔ جب آپ اوپر چلے گئے تھے تو آپ کی بھتیجی کھڑکی میں سے سر نکال کر اسی بد معاش کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ اس کے پاؤں کے نشان برف میں بہت گہرے لگے ہوئے تھے کیونکہ وہ وہاں بہت دیر تک کھڑا رہا تھا۔ میری نے اس سے تاج کا تذکرہ کیا۔ یہ خبر سن کر اس پر طبع غالب ہوئی اور اس نے میری کو چوری پر آمادہ کر لیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میری کو آپ کے ساتھ ضرور محبت تھی لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بعض عورتوں میں اپنے عاشق کی محبت سب تعلقات پر غالب آجاتی ہے۔ اور وہ غالباً ایسی ہی عورت تھی۔ وہ ابھی اپنے عاشق کی ہدایات چوری کے بارہ میں مشکل سے سننے پائی تھی کہ آپ نیچے آگئے اور اس نے کھڑکی جلدی سے بند کر کے ماما کی شکایت کی جو کہ بالکل سچ تھی۔“

”آپ سے ملاقات کرنے کے بعد آرتھر اپنی خواہنگاہ میں گیا لیکن کلب کے قریب کے فکر سے اس کو قیظ نہ آسکی۔ آدھی رات کو اس نے اپنے کمرہ کے باہر قدموں کی آہٹ سنی اور اسے میری کو دبے پاؤں پلٹے ہوئے دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔ پھر اس نے اس کے

آپ کے کمرہ میں جاتے دیکھا۔ اس نے جلدی سے چلون اور قمیص پہن لی اور منظر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آپ کے کمرہ سے برآمد ہوئی اور آپ کے لڑکے نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تاج تھا۔ وہ نیچے اتر گئی اور آرتھر پردہ کے پیچھے چھپ کر اس کی حرکات دیکھتا رہا۔ اس نے اس کو بڑے کمرہ کی کھڑکی کھولتے ہوئے اور اندھیرے میں کسی کو تاج پکڑتے ہوئے دیکھا پھر وہ اپنے کمرہ میں لوٹ آئی۔

”جب تک میری تاج کی چوری میں حصہ لے رہی تھی اور اس پر چوری کا الزام لگ سکتا تھا وہ اس کی محبت سے مجبور ہو کر خاموش کھڑا رہا۔ لیکن جو سنی کہ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اس نے محسوس کیا کہ اس چوری کے نتائج کیسے برے ہونگے۔ اس لیے وہ فوراً برتنیا نیچے اتر گیا اور کھڑکی میں سے کود کر باہر اس طرف دوڑا گیا جہاں چاندنی میں کھڑا نظر آ رہا تھا۔ سر آرتھر برن ویل نے بھاگ جانے کی کوشش کی لیکن آرتھر نے اسے پکڑ لیا۔ وہ نوں میں کھینچا کھینچا ہوا ہوا۔ آپ کا میٹا تاج کو پکڑ کر ایک طرف سے اور سر آرتھر دوسری طرف سے کھینچتا رہا۔ اس کشمکش میں آپ کے لڑکے نے سر آرتھر کی آنکھ زخمی کر دی۔ پھر ایک نکتہ کچھ شور ہوا اور آرتھر یہ دیکھ کر کہ تاج اس کے ہاتھوں میں آ گیا ہے پک کر وہیں آ گیا اس نے کھڑکی بند کر دی آپ کے کمرہ میں آیا اور یہ دیکھ کر کہ تاج اس کشمکش میں ٹیڑھا ہو گیا ہے وہ اسے سیدھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آپ وہاں آ گئے۔“

”ساہوکار نے اپنا سر تمام کر کہا ”اسے کیا یہ ممکن ہے؟“

”پھر آپ نے اس کا غصہ مشتعل کر دیا۔ ایسے وقت میں جب کہ وہ یہ خیال کر رہا تھا کہ اس نے آپ کی عزت بچائی ہے اور آپ اس کا شکریہ ادا کریں گے، آپ نے اس کو سخت سہرتا لفاظی کہے اور چوری کا الزام لگایا چونکہ اسے اپنی محبوبہ کا خیال تھا اس لئے اس نے خاموشی اختیار کر لی اور آپ کے الزام کا جواب نہ دیا۔“

”معاذ اللہ ساہوکار نے کہا تو کیا یہی سبب تھا کہ جب اس نے تاج کو پکڑ لیا تو وہاں سے

بیوقوف ہوئی تھی۔ یا میرے اللہ! میں کیا حق بنا رہا ہوں! اسی لئے وہ پانچ منٹ کے لئے باہر جانے کی اجازت مانگتا تھا۔ وہ غالباً گمشدہ ٹکڑے کو اس جگہ جا کر تلاش کرنا چاہتا تھا۔ جہاں اس کی مٹ بھٹ چور کے ساتھ ہوتی تھی۔ میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ کیسی نا انصافی کی ہے!

ہو مرنے سا ہو کار کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر اپنا بیان شروع رکھا اور کہا "جب میں آپ کے مکان پر پہنچا تو میں اس کے چاروں طرف آنکھیں کھول کر نہایت احتیاط سے پھرا تاکہ برف پر سے قدموں کے نشانوں کا مطالعہ کر سکوں۔ گزشتہ شب کے بعد برفباری بند ہو گئی تھی اور گہر کے باعث نشان جوں کے توں قائم تھے۔ میں نے برف کے اوپر آپ کی نوکرنی اور اس کے چوہی ٹانگ وٹے عاشق کی ملاقات کے واقعہ کی تصدیق کر لی لیکن یہ میرے لئے چنداں سود مند نہ تھی۔ آخر کار جب میں اصطبل کے قریب پہنچا تو میں نے برف کے اوپر ایک لمبی اور پتھردہ کہانی لکھی ہوئی دیکھی۔

"وہاں ایک بوٹ پوش آدمی کے پاؤں کے نشانوں کی ڈھیری قطار تھی اور اس ساتھ ہی نشانوں کی ایک وردھری قطار تھی۔ میں نے خوشی سے دیکھا کہ دوسری قطار برہنہ پا آدمی کے قدموں کی تھی۔ جو حالات میں نے آپ سے سنے تھے ان کی بناء پر مجھے یقین ہو گیا کہ برہنہ پا آدمی آپ ہی کا بیٹا تھا۔ پہلا آدمی دونوں دفعہ معمولی رفتار سے چلتا ہوا گیا تھا لیکن برہنہ پاؤں دوڑتے ہوئے گئے تھے۔ اور چونکہ بعض مقامات پر ننگے پاؤں کے نشان بوٹ کے گہرے نشانوں کے اوپر پڑے ہوئے تھے اس لئے صاف ظاہر تھا کہ برہنہ پا آدمی دوسرے شخص کے پیچھے وہاں سے گزرا تھا۔ ان نشانات کے کھوج پر چل کر میں نے دیکھا کہ بوٹ پوش کھڑکی کے نیچے بہت عرصہ تک کھڑا رہا تھا۔ پھر میں نے لوٹا اور جہاں قدموں کے نشان ختم ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ بوٹ پوش دوبارہ پیچھے گزرا تھا۔ وہاں برف کے اوپر نشانات ایسی بے ترتیبی سے لگے ہوئے تھے کہ دونوں

آدمیوں کے درمیان کشمکش کا شہدہ ہوتا تھا۔ بالآخر میرے مشیر کی تصدیق ہون کے بعد چورنگی سے چورنگی کے اوپر گئے ہوئے تھے ہو گئی۔

جب میں آپ کے مکان پر واپس آیا تو آپ کو یاد ہو گا کہ میں خٹے ہال کمرہ کی کھڑکی کی دہلیز کا معائنہ کیا تھا۔ میں نے وہاں اپنے محدب شیشی کے برسے ایک ننگے پاؤں کا نشان دیکھا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کا بیٹا بھگے پاؤں کے ساتھ وہاں سے داخل ہوا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں واقعات کا صحیح نقشہ آ گیا۔ کوئی آدمی کھڑکی کے باہر کھڑا رہا تھا اور اسے کسی نے اس کو تاج پکڑا دیا تھا۔ اس کو آپ کے بیٹے نے کسی طرح دیکھ لیا تھا، اس نے چوکا اتفاق کر کے اس کو پکڑ لیا۔۔۔ دونوں نے تاج کو پکڑ کر کھینچا۔ اور دونوں کی متفقہ طاقت سے اس کو وہ نقصان پہنچا۔ جو ایک آدمی کی طاقت سے بالکل باہر تھا۔ آپ کا بیٹا تاج کو چھین کر داخل ہو گیا تھا لیکن ایک ٹکڑا چورنگی کے پاس رہ گیا تھا۔ یہاں تک سب معاملہ میسر ہی سمجھ میں آ گیا۔ اب صرف یہ سوال باقی رہ گیا تھا کہ وہ آدمی جو کھڑکی کے پاس باہر کھڑا رہا تھا کون تھا اور اندر سے اس کو کس نے تاج پکڑا دیا تھا؟

یہ میرا ایک قدیم دستور العمل ہے کہ ناممکن الوقوع تشریحات کو خارج کرنے کے بعد جو کچھ باقی رہ جاتا ہے خواہ کتنا ہی زیادہ غیر اغلب کیوں نہ ہو اسے سچ سمجھتا ہوں جو وہ حالت میں ہے، یقین تھا کہ آپ خود تاج نیچے نہیں لائے تھے۔ پس اب صرف آپ کی بیٹی اور مائیں باقی رہ گئی تھیں۔ لیکن اگر یہ کام کسی ماما کا ہوتا تو آپ کا بیٹا کیوں اس کی جگہ الزام اپنے سر پر لیتا؟ چونکہ اس کو میری سے محبت تھی اس لئے اس کے راز کا احترام کرنا لازم تھا، اس لئے اس حالت میں جب کہ اس کے راز کو ظاہر کرنے سے اس پر ایک شرمناک الزام آتا تھا اس کے ساتھ جب میں نے یاد کیا کہ آپ نے اس کو کھڑکی کے پاس دیکھا تھا اور نیز وہ تاج کو دیکھ کر ہوش ہو گئی تھی تو میرا شبہہ درجہ یقین تک پہنچ گیا۔

”تو پھر اس کا راز میں میری کامعادن کون ہو سکتا تھا؟ یقیناً اس کا عاشق میری تو اس کی

محبت، آپ کی محبت اور احسان مندی کے اوپر غالب آگئی۔ میں جانتا تھا کہ آپ بہت کم باہر جاتے ہیں اور آپ کا طبع احباب بہت وسیع نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ کہ سر جارج برنول آپ کے بیٹے آر تھر کا دوست تھا اور اکثر آپ کے ہاں آیا کرتا تھا۔ مجھے دیگر ذرائع سے معلوم تھا کہ ایک بدتماش امیر زادہ ہے۔ اس لئے غالباً وہی پیری کا عاشق ہو گا اور وہی پوٹا ہے جو کھڑکی کے باہر کھڑا رہا ہو گا۔ گو اس کو آپ کے بیٹے نے دیکھ لیا تھا تاہم اس کے دل میں اپنی حفاظت کے متعلق اطمینان ہو گا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ آپ کا بیٹا، اپنے خاندان کو بدنام کرنے بغیر اس جرم کا اعلان نہیں کر سکتا تھا۔

”اس کے بعد آپ جو خیال فرما سکتے ہیں کہ میں نے تکمیل تحقیقات کے لئے کیا کارروائی کی ہو گی۔ میں نے ایک مزدور کا بھیس بدلا اور سر جان برن ویل کے مکان پر گیا۔ وہاں میں نے اس کے بائرم سے یارانہ گانتھا اور معلوم کیا کہ گزشتہ شب اس کے آقا کی آنکھ پر چوٹ لگی تھی۔ ثبوت کو اور زیادہ مضبوط بنانے کی خاطر میں نے ۴ روپیہ خرچ کر کے اس کا ایک پرانا بوٹا خرید لیا۔ اس کہنے باپوش کو لے کر میں آپ کے مکان پر دوبارہ گیا اور اسے بوٹے کے نشاںوں کے ساتھ ملا کر اپنا یقین کامل کر لیا کہ ”سر جارج برن ویل“

ہی اصلی مجرم ہے۔

”ہاں میں نے کل شام ایک خستہ حال مزدور کو اپنے اہل خانہ کے پاس دیکھا تھا“

”بالکل ٹھیک۔ وہ میں ہی تھا۔ جب میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا تو میں نے اپنے کمرہ پر واپس آ کر باکس تبدیل کیا اور اس کے پاس گیا۔ معاملہ بہت نازک تھا کیوں کہ پولیس کی مدد بغیر مجھے اس سے گم شدہ لعل حاصل کرنے تھے اور اس بدتماش کو ہماری مجبوری کا علم تھا کہ ہم کوئی مقدمہ دائر کرنا نہیں چاہتے۔ شروع میں اس نے صاف انکار کر دیا۔ لیکن جب میں نے اس کو تمام واقعہ من و عن سنایا تو اس نے ایک پینچ دیوار پر سے

اتنا رونا چاہا۔ میں اس امر کے لئے پہلے ہی تیار تھا اس لئے میں نے فوراً ایک لاکھ روپے کی کنٹری کے پاس لگا دیا۔ پھر وہ کچھ نرم ہو گیا۔ میں نے اسے بتایا کہ ہم اے ہر ایک عمل کی قیمت بحساب ۱۵ ہزار روپیہ فی لاکھ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس اس نے پہلی مرتبہ اٹھ افسوس کیا۔ ”لا حول ولا“ اس نے غصہ سے کہا ”میں نے بیٹوں کی قیمت صرف ۹ ہزار روپیہ وصول کی ہے“ بتدریج میں نے اس سے خریدار کا نام و پتہ دریافت کر لیا اور اس کو اس امر کا یقین دلادیا کہ اس کے خلاف کسی قسم کی قانونی چارہ جوئی نہیں کی جائیگی بہت سی روکد کے بعد میں نے ۵۴ ہزار روپیہ پر بیٹوں لعل خرید لئے۔ پھر میں آپ کے بیٹے کے پاس گیا اور اس کو اطمینان دلایا کہ تم شدہ لعل مل گئے ہیں۔ اس کے بعد اپنا دن بھر کا کام ختم کر کے میں دس بجے شب کو اپنی خواب گاہ میں گیا۔

ساہوکار نے کھڑے ہو کر کہا ”آپ نے اپنی خداداد ذہانت کے صحیح استعمال سے انگلستان کی عزت بچالی ہے جناب عالی مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کافی الفاظ نہیں ملتے لیکن آپ مجھے ہاشکر گزار نہ پائیں گے۔ جتنی تعریف میں نے آپ کی سنی تھی آپ نے اس سے بڑھ کر دکھایا ہے۔ اور اب مجھے بسرعت ممکنہ اپنے سعادت مند بیٹے کے پاس پہنچنا چاہئے تاکہ میں جلد سے جلد اس سے معذرت خواہی کر سکوں۔ مجھے صرف ایک امر کا افسوس ہے کہ میری پیاری بیٹی کس خوشی کے وقت، میرے پاس نہیں ہے اور نہ آپ ہی مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے“

شریک ہو مرنے جواب دیا ”مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے نابکار عاشق کے ساتھ ہے۔ نیز مجھے اس امر کا بھی یقین ہے کہ اس کو غصہ پاپے گناہوں کی کافی سے زیادہ شرامل جائیگی“

پچھی کہانی

بحری معاہدہ

حصہ اول

میری شادی کے بعد فوراً ماہ جولائی میں مجھے شریک ہومز کے ساتھ مل کر تین مواقع پر نہایت دلچسپ کام کرنے کا فخر حاصل ہوا تھا۔ میرے روزنامچہ میں ان کا ذکر مفصلہ ذیل عنوان کے ساتھ درج ہے "دوسرے دھبہ کا کارنامہ" بحری معاہدہ کا کارنامہ "اور تھکے ہوئے کتان کا کارنامہ" ان میں سے پہلے کارنامہ میں ایسے اہم معاملات اور انگلستان کے لئے سربراہ اور وہ خاندانوں کا ضمناً ذکر آ گیا ہے کہ کئی برس تک اسے شائع کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اس لیے میں سر دست دوسرے کارنامہ کو بیان کرتا ہوں۔

میرے زبانہ تعلیم میں میری نشست و برخاست زیادہ تر ایک ہم عمر لڑکے پر سی فیلپ کے ساتھ تھی۔ فیلپ ایک ذہین طالب علم تھا۔ رس میں تقریباً تمام انعامات وہی لے جاتا تھا۔ اس کے رشتہ دار بہت امیر تھے چنانچہ میں اُس وقت بھی جبکہ ہم مدرسہ میں چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے یہ معلوم تھا کہ لارڈ ڈہولڈرسٹ اس کا ماموں ہے۔ مدرسہ میں اسے اس امیر ماموں کی بدولت کوئی خاص امتیاز حاصل نہ تھا بلکہ برخلاف اس کے ہمیں اس بات میں خاص لطف آتا تھا کہ اسے کھیل کود میں زیادہ سستا میں اور فٹ بال کھیلے تو گراویں۔ لیکن زندگی میں داخل ہونے کے بعد اسے کچھ تو اپنی خداداد ذہانت اور قابلیت کی بدولت اور کچھ اس کے باقتدار ماموں کے رسوخ سے محکمہ خارجہ میں ایک اچھی سا مل گئی۔ اس کے بعد اس کی یاد میرے دل سے بالکل محو ہو چکی تھی یہاں تک کہ مفصلہ ذیل

خط نے اسکو تازہ کیا:

ازبیر میری - ڈکنگ - مورخہ جولائی ۱۹۷۰ء

دماغی ڈیروائشن میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے ویرینہ رفیق پرسی فیلپ کو بال
فرا موشن نہ کر دیا ہوگا۔

غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ مجھے اپنے ماموں کے اثر سے محکمہ خارجہ میں ایک معزز
عہدہ حاصل ہو گیا تھا۔ میں عزت اور اعتماد کے ساتھ زندگی بسر کر رہا تھا لیکن اب ایک
غیر متوقع حادثہ نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا ہے۔

اس خط میں اس خوفناک واقعہ کی جزئیات کا ذکر کرنا فضول ہے۔ اگر آپ میری
درخواست مان گئے تو مجھے آپ کو کل واقعات بالمشافہ بیان کرنے کا موقع حاصل ہوگا
مجھے نو ہفتہ کے بعد دماغی بخار سے ابھی آفاقہ ہوا ہے اور میں تاحال بہت کمزور ہوں۔

کیا آپ اپنے دوست مسٹر شرلک ہو مگر گو میرے پاس لاسکتے ہیں؟ میں اس معاملہ میں
ان کی رائے سے مستفیہ ہونا چاہتا ہوں گو میرے سرکاری سربراہ رساں اجاب مجھے
یقین دلاتے ہیں کہ اب اس معاملہ میں مزید کارروائی کرنا تحصیل حاصل ہے براہ کرم نہیں
بسرعت ممکنہ یہاں لاسنے کی کوشش کریں۔ اس بیم رجا کی حالت میں ہر ایک لمحہ مجھے ایک ساعت

معلوم ہوتا ہے۔ آپ انہیں یقین دلائیں کہ ان کی رائے جلد تر حاصل کرنے کی وجہ یہ نہیں

ہے کہ میں ان کی غیر معمولی قابلیتوں کا معترف اور مداح نہیں ہوں بلکہ میرے حواس اس

بد بخت حادثہ کے بعد سے آج تک نکل سبے ہیں۔ اب میرا سر صبح ہے لیکن اس موڈی

مرض کے دوبارہ عود کرنے کا خطرہ باقی ہے۔ میں ابھی تک اتنا کمزور ہوں جیسا کہ آپ

نے تازہ کیا ہوگا، میں نے یہ خط اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا ہے۔ ضرور کوشش کریں اور

انہیں اپنے ساتھ لائیں۔

آپ کا پرانا رفیق پرسی فیلپ

اس خط کے مطالعے سے میرا دل کھل گیا اور پوچھنا کہ بلا کرنے کی پراسرار درخواستوں سے مجھے فیلپ کی حالت پر اتنا زیادہ ترس آیا کہ خواہ یہ ایک مشکل امر ہوتا میں سعی بلیغ کرتا لیکن بحالت موجودہ مجھے معلوم تھا کہ شرکاء ہومز کا شغف ایسے پراسرار واقعات کی تہ تک پہنچنے کے متعلق ایسا ہے کہ مجھے کچھ کوشش نہ کرنی پڑے گی۔ میری ہومی میرے ساتھ متفق تھی کہ شرکاء ہومز کا اس معاملہ کی اطلاع فوراً کرنی چاہیے چنانچہ میں خط کھولنے کے چند لمحے بعد بیکوسٹریٹ کے پرانے کمروں میں حاضر ہو گیا۔

ہومز ایک کیمیائی تجربہ میں مہمک تھا اس لیے میں یہ سمجھ کر کہ وہ کسی ضروری اکتشاف کے درپے ہے ایک آرام کرسی میں بیٹھ گیا اور انتظار کرتے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میرے پاس ایک آزمائشی ٹی میں تھوڑا سا محلول لے کر آیا اس کے دائیں ہاتھ میں نیلے ٹرس کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا۔

”جناب واٹسن صاحب آپ ایک نازک وقت پر تشریف لائے ہیں۔“ اس نے کہا۔
اگر یہ کاغذ نیلا رہا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر یہ مسخ ہو گیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ایک آدمی کی جان جائے گی۔“

اس نے اس کاغذ کو آزمائشی ٹی میں ڈبوایا اور وہ مسخ ہو گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔
”ٹھیک میں بھی یہ خیال کرتا تھا۔ میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔ تمہا کو آپ کے پاس ہی رکھا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ اپنی نیر برچلا گیا اور جلدی سے تار کے چند فارم لگے اور نوکر کو دیدیئے۔ پھر وہ ایک آرام کرسی میں لیٹ گیا اور کہنے لگا۔

”ایک معمولی روزمرہ کا قتل۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کوئی بہتر خبر لائے ہیں۔ دوست واٹسن آپ اسرار و جو اٹم کا دہینہ ہیں۔ فرمائیے اس وقت کیا ہم درپیش ہے؟“ میں نے اسے فیلپ کا خط دیکھا اس نے گہری توجہ کے ساتھ پڑھا۔
”اس سے ہمیں کوئی خاص معلومات حاصل نہیں ہوتیں“ اس نے مجھے خط واپس

دیتے ہوئے کہا۔

”تاہم اس کا طرزِ تحریر دلچسپ ہے“

”لیکن یہ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے“

”بے شک۔ یہ ایک عورت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے“

میں نے چلا کر کہا ”نہیں تو۔ اس کے کسی مرد دوست کا لکھا ہوگا“

”نہیں یقیناً یہ ایک عورت کی تحریر ہے اور عورت بھی ایک زبردست سیرت کی

عورت ہے۔ تحقیقات کے ابتداء میں یہ معلوم کرنا تسلی بخش ہے کہ ہمارا موکل ایک

خاص سیرت کی عورت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس معاملہ میں مجھے ابھی سے دلچسپی

پیدا ہو گئی ہے۔ اگر آپ تیار ہیں تو ہم فوراً وکنگ روانہ ہو سکتے ہیں اور اس مصیبت

زدہ آدمی اور اس خاتون سے جو اس کی کاتب ہے، ملاقات کر سکتے ہیں“

خوش قسمتی سے ہمیں واٹر لو سٹیشن پر ایک گاڑی تیار مل گئی اور ایک گھنٹہ کے اندر

ہم وکنگ پہنچ گئے۔ بریبری ایک وسیع علیحدہ مکان تھا جو ریل کے سٹیشن سے چند

لمحوں کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اپنے ملاقاتی کارڈ اندر بھیجنے کے بعد ہمیں ایک خوش وضع نشست

گاہ میں بٹھایا گیا۔ ہمارے تھوڑی دیر کے بعد ایک بھاری بھر کم آدمی نے تپاک کے ساتھ

ہمارا استقبال کیا۔ اس کی عمر تیس سال کی نسبت چالیس سال کے زیادہ قریب ہوگی

لیکن اس کے رخسار سے اتنے سُرخ تھے اور اس کی آنکھیں ایسی شوخ تھیں کہ وہ دیکھنے میں

ایک فریب شری لڑکا معلوم ہوتا تھا۔

اس نے ہمارے ساتھ گرجوشتی سے مصافحہ کیا ”میں بہت خوش ہوں کہ آپ آگئے

ہیں۔ پرسی آج صبح سے آپ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ بیچارہ ابھی تک امید کے سہارے

پرزندہ ہے۔ اس کے والدین نے مجھے آپ سے ملنے کے لئے کہا ہے کیونکہ ان کے

لئے اس بات کا تذکرہ بھی تکلیف دہ ہے“

نومز نے کہا: "میری تک کچھ بھی معلوم نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس خاندان کے فرد ہیں۔"

ہمارا ملاقاتی حیران ہو گیا لیکن تموڑی دیر کے بعد وہ نیچے دیکھ کر ہنسنے لگا۔
 "بے شک آپ نے میری گھڑی کی زنجیر کے ساتھ میرا طغرا تاج - لکھا ہوا دیکھ لیا ہے۔" اس نے کہا "ایک لمحہ کے لئے میں نے خیال کیا تھا کہ آپ نے بہت چالاکی کا کام کیا ہے۔ میرا نام جوزف میرسن ہے۔ اور چونکہ پرسی کی شادی میری بہن ادینی سے ہوئے والی ہے۔ اس لئے میں ایک طرح سے اس کا رشتہ دار ہوں۔ آپ میری ہمیشہ کو اس کے کمرہ میں پائیں گے۔ اس نے گزشتہ دو ماہ مسلسل اس کی تیمارداری کی ہے آئیے ہمیں فوراً اندر جانا چاہیے کیونکہ وہ بہت بے صبر ہو رہا ہے۔"

جس کمرہ میں ہم آ گئے۔ وہ نشست گاہ سے ملتی تھا۔ ایک نوجوان آدمی، بہت زرد رو اور شکستہ حال، کھلی کھڑکی کے قریب ایک کچج پر لیٹا ہوا تھا۔ کھڑکی میں سے باغ کی جھک اور تازہ فرحت بخش ہوا آ رہی تھی۔ ایک عورت اس کے پاس بیٹھی تھی جب ہم داخل ہوئے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پرسی کیا میں چلی جاؤں؟" اس نے پوچھا۔
 اس نے اس کو رد کرنے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "مزاج شریف واٹسن اس نے تپا سے کہا۔"

"میں خیال کرتا ہوں آپ کے ہمراہ آپ کے مشہور و معروف دوست مسٹر شرکب متویح میں نے چند لفاظ میں تعارف کر دیا اور پھر ہم دونوں بیٹھ گئے۔ مضبوط جوان آدمی چلا گیا تھا لیکن اس کی بہن مریض کے ہاتھ میں ہاتھ دئیے وہاں موجود تھی۔ مریض نے کوچ پر بیٹھ کر کہا: میں آپ کا قیمتی وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں فوراً آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ مسٹر نومز میں ایک مسرور اور کامیاب آدمی تھا اور میری شادی ہونیوالی

مٹی کہ اچانک ایک خوفناک بدبختی نے میری زندگی کو تباہ کر دیا۔
 ”جیسا کہ وائٹن نے آپ کو بتایا ہوگا میں اپنے ماموں کی عنایت سے محکمہ عمارت میں ایک
 ذمہ دار عہدہ پر مامور تھا اور چونکہ میں اپنے فرائض منصبی ہمیشہ تندرہی اور کامیابی کے ساتھ سر
 انجام دیتا تھا اس لیے میرے ماموں کو میری قابلیت اور ہوشیاری پر کافی اعتماد ہو گیا تھا
 ”دس ہفتے گزرے۔ یا اگر زیادہ صحت منظر ہو تو ۳ مئی کو انہوں نے مجھے اپنے بیج کے کمرہ
 میں بلا لیا۔ میری سن کارگزار سی پر مجھے مبارکباد دیکر انہوں نے مجھے مطلع کیا کہ وہ میری
 رازداری پر بھروسہ کر کے مجھے ایک تازہ کام سپرد کرنا چاہتے ہیں۔“

”انہوں نے اپنی جیب سے ایک نیلے رنگ کا لفافہ نکال کر کہا۔ یہ انگلستان اور
 اٹلی کے درمیان وہ اصلی خفیہ بھری معاہدہ ہے جس کے متعلق اخبارات میں کچھ لکھے گئے ہوتے ہو
 رہے ہیں۔ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اس کے متعلق سر دست کوئی خبر نہ لکھی جائے۔
 چاہئے۔ فرانسسی اور روسی سفیر اس معاہدہ سے مطلع ہونے کے لیے پیش بہار شو میں سینے کو تیار
 ہیں۔ اگر اسکی نقل کرنی مقصود نہ ہوتی تو یہ معاہدہ میرے پاس سے الگ نہ ہوتا۔ آپ اسے
 اپنے دفتر کی میز میں مقفل کر دیں۔ میں حکم دے دوں گا کہ باقی کمرے بند ہونے کے بعد آپ کا
 کمرہ کھلا ہے تاکہ جب سب لوگ چلے جائیں آپ اطمینان سے اسے نقل کر سکیں۔ جب آپ
 نقل ختم کریں تو اصل اور نقل دونوں کو اپنے دفتر میں مقفل کر دیں اور کل صبح خود انہیں
 میرے حوالہ کر دیں۔“

”میں نے کاغذات لے لیے اور۔“

شرک ہو مرنے کہا ”معاف فرمائیے گا کیا آپ دوران گفتگو میں لکھتے تھے؟“
 ”بالکل۔“

”ایک بڑے کمرے میں؟“

”جی ہاں۔ تیس فٹ مربع کمرے میں۔“

”دوسطیں؟“

”جی ہاں۔ تخمیناً دوسطیں“

”گنگو آہستہ ہو رہی تھی یا بااواز بلند؟“

”میرے ماموں کی آواز خاص طور پر مدہم ہے اور میں بہت کم بولا تھا۔“

شرک ہو مرنے اپنی آنکھیں بند کر کے کہا ”شکر یہ پھر کیا ہوا؟“

”میں نے ہدایات پر مبنی و عن نقل کیا اور تمام محرووں کے رخصت ہونے کا انتظار

کیا۔ مجھے اپنا کام ختم کرنے کی جلدی تھی کیونکہ مسٹر جوزف پیرسن جن سے آپ بھی ملے تھے لندن گئے ہوئے تھے مجھے معلوم تھا کہ وہ لندن سے ونگنگ گیا رہ بکے والی گاڑی سے

آئیں گے۔ میں چاہتا تھا کہ انہیں سٹیشن پر ملوں۔“

”جب میں نے معاہدہ کو پڑھا تو اس کی اہمیت مجھ پر عیاں ہو گئی اور مجھے یقین آ گیا

کہ میرے ماموں نے اسے خفیہ رکھنے کے متعلق مبالغہ آمیز تاکید نہیں کی۔ شہرٹن کی تفصیل

کے بعد اعلیٰ افسروں کے دستخط تھے۔ جلدی سے ان کے نام پڑھ کر میں نقل کرنے بیٹھ گیا

”یہ ایک طویل تحریر تھی جس میں ۲۶ فصلیں تھیں۔ میں حتی الامکان تیزی کے ساتھ نقل

کرتا رہا لیکن ۹ بجے تک میں نے صرف ۹ فصلیں ختم کی تھیں اور میں گاڑی کے وقت تک فارغ

ہونے سے مایوس ہو چکا تھا۔ کھانے کے خمار اور دن بھر کام کرنے کی تھکان سے مجھے کچھ

تھنودگی سی آئی اور میں نے سوچا کہ چاء کی ایک پیالی میرے دماغ کو تازہ کرنے کے لئے

امفید ہوگی۔ ایک جمعدار، زینہ کے پاس ایک چھپوٹے سے کمرہ میں تمام رات رہتا ہے۔

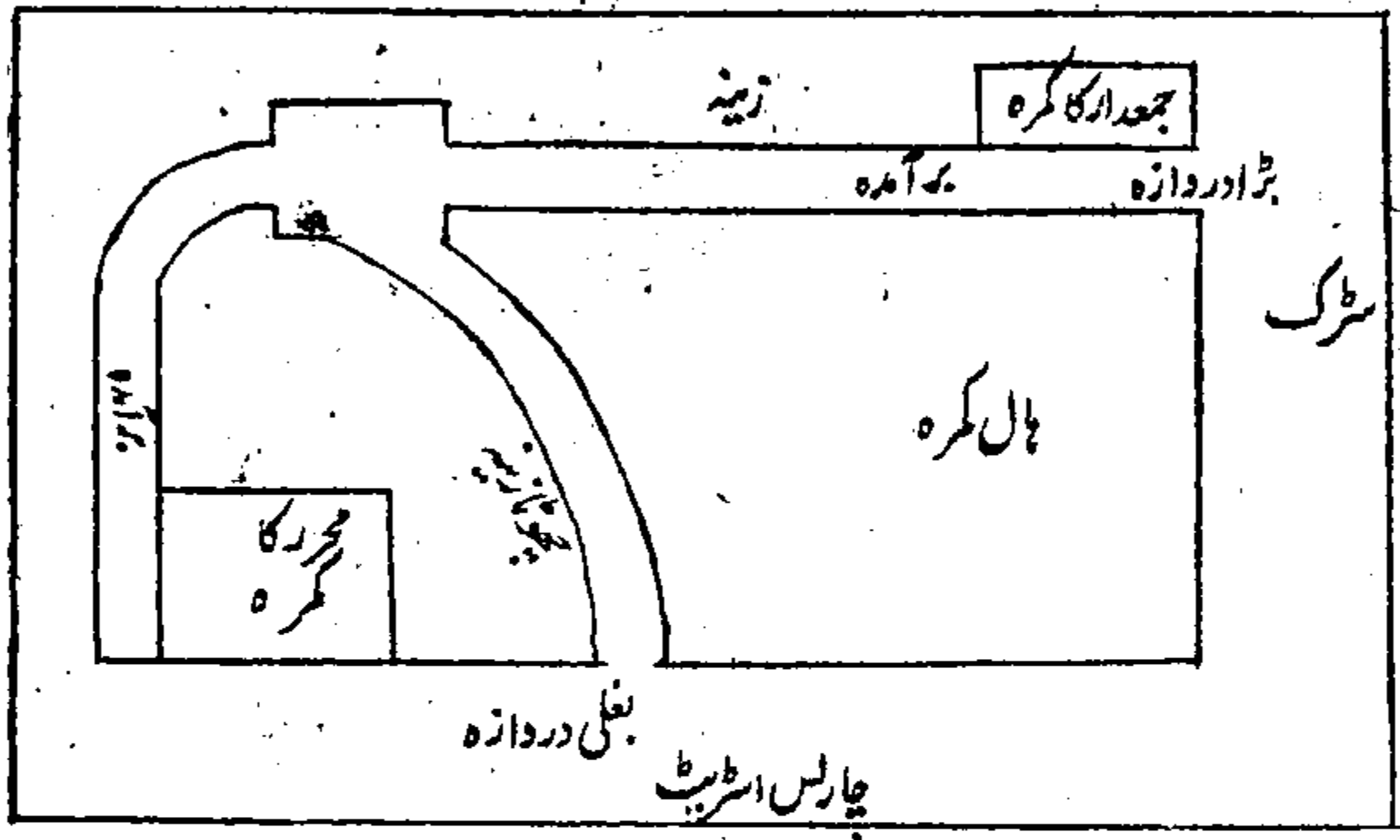
اور جو افسر رات کو کام کرتے ہوں انہیں اپنے لمبے کے اوپر چاء تیار کروا کر دیا کرتا ہے۔ اس

لئے میں نے اسے بلائے کے لئے گھنٹی بجائی۔ لیکن جمعدار کی بجائے ایک عورت میرے

پاس آئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ جمعدار کی بیوی ہے۔ چنانچہ میں نے اسے چاء تیار کرنے

کھیلے حکم دیا۔

”میں نے دو فصلیں اور نقل کیں چونکہ مکان اور خمار سے میرا حال برا ہو رہا تھا میں کمرہ میں اپنی ٹانگیں سیدھی کرنے کے لئے ادھر ادھر چلنے لگا۔ میری چادر ابھی تک نہ آئی تھی اور میں تیراں تھا کہ دیر کس وجہ سے ہوئی۔ دروازہ کھول کر میں برآمدہ میں داخل ہوا اور زینہ سے اتر کر برآمدہ کی ایک جانب جمعدار کی کوٹھری میں گیا۔“



”میرے دفتر کا خاکہ حاضر ہے“

میں یہ امر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سرہ سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اور علاوہ بڑے زینہ کے ایک چھوٹا زینہ بھی ہے جو ایک نعلی دروازہ میں سے چارلس اسٹریٹ میں کھلتا ہے۔ میرے دفتر کا خاکہ حاضر ہے“

”تسلیم۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں آپ کا مطلب بخوبی سمجھ رہا ہوں“

”جب میں جمعدار کی کوٹھری میں گیا تو وہ گہری نیند میں خولٹے لے رہا تھا اور کتلی میں پانی ابل رہا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ لے کر جگانے کے لئے لیا کیا ہی تھا کہ اس کے سر پر گھنٹی زور سے بجی اور وہ یک لخت بیدار ہو گیا۔“

”جناب عالی! سرفیلڈ! اس نے میری طرف حیرانگی سے دیکھ کر کہا۔

”میں یہاں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ میری چاء تیار ہوئی ہے یا نہیں“

”میں پانی کو اڈٹا رہا تھا کہ مجھے نیند آگئی۔ اس نے میری طرف خوشے دیکھا اور

پھر ملتی ہوئی گھنٹی کی طرف دیکھا۔

”لحظہ بہ لحظہ اس کی سراسیمگی بڑھتی جاتی تھی۔ آخر الامر اس نے مجھ سے کہا جناب عالی

اگر آپ یہاں ہیں تو یہ گھنٹی کس نے بجائی ہے؟“

”گھنٹی! یہ کونسی گھنٹی ہے؟“

”وہ یہ اس کمرہ کی گھنٹی ہے جس میں آپ کام کر رہے تھے“

”یہ سن کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے دل کی حرکت بند ہو گئی ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر

تھا کہ میرے کمرہ میں جہاں میرا قیمتی معاہدہ رکھا تھا۔ کوئی اجنبی موجود تھا۔ میں دیوانہ وار

زینہ پر چڑھا اور برآمدہ میں سے دوڑا گیا۔ مگر ہومز میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ برآمدہ

میں کوئی نہ تھا۔ کمرے میں بھی کوئی نہ تھا۔ سب اشیاء بدستور ایسی حالت میں تھیں۔

جیسے میں انھیں چھوڑ گیا تھا۔ لیکن معاہدہ کے اصلی کاغذات وہاں نہ تھے۔

نقل موجود تھی لیکن اصلی معاہدہ کم تھا“

ہومز کرسی پر چوکتا ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ ملنے لگا۔ میں تاڑ گیا کہ اس واردات

میں اس کو ابھی سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس نے پوچھا ”براہ کرم بتائیے پھر آپ نے کیا کیا؟“

”میں فوراً سمجھ گیا کہ چور نفلی دروازہ میں سے چھوٹے زینہ کے راستے سے میرے کمرہ میں

آیا ہوگا۔ اگر وہ دوسرے راستے سے آتا تو میری اس کی مٹ بھڑ ضرور ہوتی۔“

”اب مطمئن تھے کہ وہ شروع سے ہی کمرہ میں یا برآمدہ میں چھپا ہوا نہ تھا؟“

”دید بالکل ناممکن ہے۔ ایک چوہا بھی کمرہ میں یا برآمدہ میں نہیں چھپ سکتا۔ وہاں بچے

کی کوئی جگہ نہیں ہے۔“

”شکریہ۔ پھر گیا ہوا؟“

”جمعدار میرے زرد چہرے کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور میرے پیچھے پیچھے لڑکھڑکی میں آ گیا۔ ہم دونوں برآمدہ اور چھوٹے زینہ میں سے بھاگتے ہوئے چارلس سٹریٹ پر گئے۔ بعلی دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ لیکن زنجیر نہیں لگی تھی۔ ہم اسے کھول کر باہر دوڑے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب ہم باہر نکلے تو پاس کے گرجا سے تین دفعہ ٹن ٹن کی آواز آئی اس وقت پوسٹے دس بجے تھے۔“

شریک ہومز نے اپنی قمیص کی کٹ پر یادداشت لکھ کر کہا: ”یہ بہت ضروری ہے۔“ رات بہت تاریک تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ گلی میں کوئی متعین نہ تھا۔ ہم ننگے سر بھاگے اور بہت دور جا کر نکلے۔ ایک سیاہی ملا۔ میں نے اس سے ہانپتے ہوئے کہا۔ پوری ہو گئی ہے۔ محکمہ خارجہ سے ایک نہایت قیمتی سرکاری کاغذ چرایا گیا ہے۔ کیا کوئی آدمی اس راستہ سے گزر رہے؟“

”سیاہی نے جواب دیا۔ جناب۔ میں یہاں پاؤ گھنٹہ سے کھڑا ہوں۔ اس عرصہ میں صرف ایک آدمی یہاں سے گزرا ہے۔ ایک عورت لمبی اور عمر رسیدہ چادر اوٹھے ہوئے۔“

”جمعدار نے کہا جی ہاں۔ وہ میری بیوی ہوگی کیا اور کوئی آدمی نہیں گزرا؟“

”کوئی نہیں۔“

”جمعدار نے میری آستین کھینچ کر کہا تو پھر چور دو سکر راستہ سے گیا ہوگا۔“

”لیکن میری تسلی نہیں ہوئی تھی بلکہ جتنی زیادہ کوشش وہ مجھے واپس لے جانے کی کرتا تھا اتنا ہی زیادہ میرا شبہ اس کی بیوی کے خلاف قوی ہوتا جاتا تھا۔“

”میں نے چلا کر پوچھا عورت کس طرف گئی تھی؟“

”جناب میں نہیں کہہ سکتا۔ میں نے اسے جانے ہوئے دیکھا تھا لیکن میرے

پاس اس کو خاص طور پر تاڑنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو بہت جلدی ہے،
”کتنی دیر ہوئی؟“

”بہت عرصہ نہیں ہوا“

”تقریباً پانچ منٹ؟“

”جی ہاں اس عورت کو گئے ہوئے پانچ منٹ سے زیادہ وقت یقیناً نہیں گذرا“

”جمعہ دار نے چلا کر کہا ”جناب آپ صرف اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ یقین

کریں میری بڑھیا کو ایسی باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئیے دوسری طرف لےئے۔ اور اگر
آپ ادھر نہیں آتے تو میں جاتا ہوں، یہ کہہ کر وہ دوسری جانب بھاگ گیا۔

”لیکن میں نے اسے پک کر آستین سے پکڑ لیا اور پوچھا تمہارا مکان کہاں ہے؟“

”نسبہ آگوی لین۔ برکسٹن روڈ۔ لیکن میں آپ کو پھر متنبہ کرتا ہوں کہ آپ غلط کھوج

پر نہ چلیں۔ آئیے ادھر آئیے،“

”اس کی نصیحت پر عمل کرنے سے میرا کچھ نقصان نہ ہوتا تھا۔ ہم دوسری جانب گئے

لیکن بے سود۔ بارش کے ڈر سے سب لوگ تیزی کے ساتھ جا رہے تھے اور کوئی آدمی

ہمیں یہ نہ بتا سکتا تھا کہ ادھر سے کون کون آدمی گذرا ہے؟“

”پھر ہم دفتر میں واپس آئے اور برآمدہ اور زینہ کو تلاش کیا۔ برآمدہ میں ایک قسم کا چمکدار

سفید فرش بچھا ہوا ہے جس پر پاؤں کے گیلے نشان فوراً نظر آسکتے ہیں۔ ہم نے اسے بامعان

نظر دیکھا لیکن ہمیں اس پر پاؤں کا کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔“

”کیا بارش شام سے ہو رہی تھی؟“

”جی ہاں بے جگہ سے۔“

”تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عورت وہ بجے کے قریب آپ کے پاس آئی تھی اس کے

کچھ آلودہ پوٹ کا کوئی نشان وہاں نہ تھا؟“

”میں خوش ہوں کہ آپ نے یہ سوال خود بخود پوچھا ہے۔ مجھے بھی اس وقت اس بات کا خیال آیا تھا۔ ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ ملازم اپنے بوٹ جمعہ کی کوٹھری میں اتار کر نئے سیلپر پہن لیتے ہیں“

”بہت خوب۔ سلسلہ واقعات بہت ہی دلچسپ ہے۔ پھر آپ نے کیا کیا؟“

”ہم نے کمرہ کی بھی تلاشی لی۔ کسی خفیہ دروازہ کا نام و نشان نہ تھا اور کھڑکیاں گلی سے تیس فٹ بلند ہیں۔ مزید برآں دونوں کھڑکیاں اندر کی طرف سے بند تھیں۔ چھت میں بھی کسی قسم کا سوراخ نہ تھا جہاں سے چور کے باہر گزر جانے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بھی میرے کاغذات چرائے تھے وہ دروازہ میں سے آیا تھا“

”کیا آپ نے اینگٹھی اور دو دکش کو بھی دیکھا تھا؟“

”ہمارے ہاں اینگٹھی اور دو دکش نہیں ہوتے۔ گھنٹی کی رسی میری میز کی دائیں جانب لٹکی ہوئی تھی جس کسی نے بھی گھنٹی بجائی تھی وہ ضرور میری میز تک آیا ہوگا۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ ملازم کو گھنٹی بجانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ ایک پیچیدہ معاملہ ہے“

”بے شک واقعات غیر معمولی ہیں۔ پھر آپ نے کیا کیا؟“

”چونکہ سترنجی یعنی جمعہ کی بیوی کے علاوہ اور کوئی سوراخ اس وقت تک ہمیں نہیں ملا تھا۔ میں نے اور سپاہی نے یہی مناسب خیال کیا کہ اسے فوراً گرفتار کرنا بہتر ہوگا۔ چنانچہ ہم نے ایک کرایہ گاڑی لی اور جمعہ کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ نصف گھنٹہ میں ہم وہاں پہنچ گئے۔ ایک جوان لڑکی نے جو جمعہ کی سب سے بڑی بیٹی ہے دروازہ کھولا۔ چونکہ اس کی ماں ابھی تک گھر نہیں پہنچی تھی اس لیے ہمیں بیرونی کمرہ میں بیٹھنے کے لیے جگہ دی گئی۔“

”تقریباً دس منٹ کے بعد کسی نے دروازہ کھٹکٹایا۔ اور یہاں ہم نے ایک غلطی کی جس کے نتیجے میں اپنے تئیں ابھی تک ملامت کرتا ہوں۔ خود دروازہ کھولنے کی بجائے

ہم نے لڑکی کو دروازہ کھولنے دیا۔ ہم نے اسے کہتے ہوئے سنا اماں جان گھر میں دو آدمی آپ سے ملنے کے لئے منتظر بیٹھے ہیں، ایک لمحہ بعد ہم نے کمرہ کے باہر کسی کے تیز چلتے ہوئے پاؤں کی آہٹ سنی۔ سپاہی نے جلدی سے دروازہ کھولا یا اور ہم دونوں باورچی خانہ میں بھاگے ہوئے گئے لیکن وہ عورت وہاں ہم سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس نے ہماری طرف غصہ سے دیکھا اور پھر ہمیں اچانک پہچان کر اس کے چہرہ پر حیرت نمودار ہوئی اور اس نے چلا کر کہا 'خدا کی پناہ! آپ تو دفتر کے مسٹر فلپ ہیں۔'

”میرے ساتھی نے غصہ سے کہا اور جب آپ ہم سے بھاگ آئی تھیں تو آپ نے

ہمیں کیا سمجھا تھا؟

”اس نے جواب دیا میں سمجھی آپ دلال تھے۔ میرے ذمہ دوکانداروں کے کچھ

دام باقی ہیں،

”ہم یہ نہیں مان سکتے کہ ہمیں شبہ ہے کہ آپ نے دفتر سے ایک قیمتی کاغذ چرایا ہے اور اس کو چھپانے کے لئے آپ ہمارا نام سنکر بھاگی تھیں۔ آپ کو ہمارے ساتھ تھام میں جامہ تلاشی کروانے کے لئے آنا ہوگا،

”اس کی جدوجہد اور انکار فضول تھے۔ ایک چوبیس گھنٹے کی لگائی اور ہم سب اس میں بیٹھے گئے روانگی سے قبل ہم نے اس کے گھر کی تلاشی لے لی، باورچی خانہ میں کسی قسم کے جلے ہوئے کاغذوں کی راکھ کا نشان نہ تھا۔ تھانہ میں ایک عورت نے اس کی تلاشی لی۔ لیکن اس کے بدن پر کوئی کاغذ نہ پایا گیا۔

”تب پہلی مرتبہ میری روح کا پنی اور مجھے اپنی حالت زار پر غور کرنے کا موقع ملا۔ اس وقت تک میں سرگرم کار تھا اور مشغولیت کے باعث سوچنے کی فرصت نہ ملی تھی۔ مجھے معاہدہ کے مل جانے کی اتنی امید تھی کہ میں نے اس کے کھوئے جانے کے بدستابج پر غور نہ کیا تھا۔ لیکن اب میرے لئے کوئی کام باقی نہ تھا اور مجھے اپنی

بے بسی پر غور کرنے کی ہمت حاصل تھی۔ میرے اللہ اب میرا شریک بنا دیا گیا! سیاست میں اس قسم کے نقصان کی سزا زندگی بھر کی تباہی ہوتی ہے۔ چوری و غیرہ کے بیان کو کوئی نہیں سننا۔ ان خیالات کے آنے کے بعد مجھے ٹھیک یاد نہیں کہ میں نے کیا کیا۔ میرے حواس باطل ہو گئے۔ اور میں پاگل ہو گیا۔ پولیس کے چند افسر مجھے سٹیشن تک لائے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے مجھے ڈاکٹر فیروز کے سپرد کر دیا جو خود اس گاڑی سے ونگ جا رہے تھے۔

”جب میں اس حالت میں گھر پہنچا ہونگا تو اہل خانہ کی سراسیمگی کا اندازہ آپ خود بہتر لگا سکتے ہیں۔ میری ماں اور اپنی کا دل ٹوٹ گیا۔ ڈاکٹر فیروز کو چوری کی بات سپاہی سے اطلاع مل چکی تھی لیکن اس کے بیان سے ان کی تسلی نہ ہوئی اور یہ دیکھ کر کہ میری بیماری لمبی نظر آتی ہے۔ جوزف کو اس کی اس ہوادار خواہ گاہ سے نکال دیا گیا اور میری خاطر سے بیماری کا کرہ بنایا گیا۔ یہاں میں ۹ ہفتے بیہوش یا نکلوں کی طرح بکتا ہوا لیٹا رہا ہوں۔ مئی ہیرسین دن کے وقت اور ایک لیڈی ڈاکٹر اس کے وقت میری تیمارداری کرتی رہی ہیں۔ گزشتہ تین روز سے مجھے کچھ ہوش ہی۔ حکام پولیس کو ابھی تک کوئی سرخ نہیں ملا۔ مگر ہومز آپ میری آخری جانے امید ہیں۔ اگر آپ ناکام رہے تو میری عزت اور شہرت کو ہمیشہ کے لیے بٹھانک جائیگا۔ شریک ہومز نے انہیں بند کر کے محویت کے عالم میں کہا ”آپ کا بیان بہت ہی صاف اور سلجھا ہوا ہے۔ مجھے آپ سے صرف ایک بات دریافت کرنی ہے۔ کیا آپ نے کسی سے ذکر کیا تھا کہ آپ کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے؟“

”کسی سے نہیں“

”مئی ہیرسین سے بھی نہیں“

”نہیں کام سپرد ہونے کے بعد اور نقل کرنے سے پہلے میں یہاں واپس نہیں آیا تھا“

اور آپ سے کہیں میں سے کوئی آپ سے وہاں ملے تو نہیں گیا تھا؟

”کوئی نہیں“

”کیا ان میں سے کوئی آپ کے دفتر کا پتہ جانتا ہے؟“

”جی ہاں میرے دفتر کا راستہ سب جانتے ہیں“

”جیکہ آپ نے کسی سے معاہدہ کا ذکر نہیں کیا تھا میرے یہ سوالات بے محل ہیں۔ کیا

آپ جمعدار کو جانتے ہیں؟“

”ہاں صرف اس قدر کہ وہ ایک بوڑھا سپاہی ہے“

”میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ مجھے اب آپ سے کچھ نہیں پوچھنا ہے، انفران

پولیس سے بقیہ معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ انہیں معلومات جمع کرنے میں یہ طویل حاصل

ہے گو وہ ان سے ہمیشہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ نگاہ کیا ہی خوبصورت چیز ہے!“

وہ کوچ کے پاس سے گذر کر کھڑکی تک گیا اور وہاں سے ایک سٹرن گلاب کو اٹھا

لا یا میرے لیے یہ ایک نئی بات تھی۔ میں نے آج تک شریک ہو کر کوئی قدرتی اشیاء میں دیکھی

لیتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

”خالق کے نیک ہونے کا بہترین ثبوت یہ خوشنما پھول ہے۔ باقی تمام اشیاء ہمارے

قوی، ہماری خواہشات، ہماری غذا وغیرہ ہماری ہستی کے لیے ضروری ہیں لیکن یہ پھول

ایک زائد چیز ہے۔ یہ ایک خاص عطیہ الہی ہے۔ اس کی جہک اور اس کی خوش وضع،

ہماری زندگی کو آراستہ کرتی ہیں لیکن اس کے لیے ضروری نہیں ہیں۔ صرف نیکی زائد

عطیہ بخشی ہے۔ اس لیے میں دوبارہ کہتا ہوں کہ پھولوں سے ہمیں بہت کچھ توقع رکھنی چاہیے“

مرض اور اس کی تیماردار، ہومز کی طرف اس اثناء میں تعجب اور یاس کی نگاہوں سے

نکتے رہے۔ وہ کچھ ہوج رہا تھا۔ آخر الامرضید منٹوں کے بعد میں ہیرسین نے دریافت کیا۔

”کیوں جناب کیا آپ کو اس پر اسراکتی کے سلجانے کی کچھ امید ہے؟“

ہو مرنے بیدار ہو کر کہا یہ معذہ واقعی عیدہ نظر آتا ہے۔ لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں کمال توجہ کے ساتھ اس پر غور کروں گا اور اگر کوئی بات ہے مجھے سوچی تو آپ کو ضرور مطلع کروں گا۔
 ”کیا آپ کو اس کا کوئی حل نظر آتا ہے؟“
 ”ابھی تک مجھے اس کے ساتھ حل سوچے ہیں۔ لیکن مجھے ان کے تذکرہ سے پیشتر انہیں جانچنا اور پرکھنا چاہیے۔“

”کیا آپ کسی پر شبہ کرتے ہیں؟“
 ”مجھے خود اپنی ذات پر شبہ ہے۔“
 ”ایں! یہ کیا؟“

”جلد بازی سے غلط نتیجہ پر پہنچنے کا۔“

”تو پھر آپ لندن تشریف لے جائیں اور اپنے نتائج کو وہاں پر رکھیں۔“

ہو مرنے اٹھ کر کہا ”مس صاحبہ آپ کی نصیحت بہت موزوں ہے۔ وائٹن میں فوراً چلے نیا چاہیے۔ سٹریٹ میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو موہوم امیدیں نہیں باندھنی چاہیں۔ معاملہ بہت ہی پیچیدہ ہے۔“

”جب تک میں آپ سے دوبارہ نہ ملوں گا مجھے ایک قسم کا بخار چڑھا رہے گا۔“

بہت خوب۔ میں آپ کی تسلی کے لیے کل اسی وقت آؤں گا گو میں ڈرتا ہوں کہ میرا بیان اس معاملہ پر کچھ زیادہ روشنی نہ ڈال سکے گا۔“

”خدا آپ کا جھلا کرے۔ آپ کے وعدے سے مجھے کل تک ایک نئی زندگی عطا ہو گئی ہے۔“

دوسرا حصہ

جب ہم لندن واپس آگئے تو میں نے شرک ہو مرنے سے پوچھا ”میں ہیرسین کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟“

وہ ایک سائیکل کی ہے۔ وہ اور اس کا بھائی ٹامبر لینڈ کے ایک سوواگراہن کے اکلوتے بچے ہیں۔ گزشتہ موسم سرما میں فلیپ کی نسبت اپنی کے ساتھ دوران سفر میں ہو گئی تھی اور اب وہ فلیپ کے گھرتے آدمیوں سے تعارف کرنے آئی تھی اور اس کا بھائی ہمراہ آیا تھا۔ ازاں بعد یہ حادثہ ہو گیا اور وہ اپنے عاشق کی تیمارداری کے لیے رکی رہی۔ چونکہ جوزف کو یہاں ہر طرح کی آسائش میا ہے وہ بھی یہیں ٹھہرا ہوا ہے۔ آپ جہاں نہ ہوں۔ میں بیکار نہیں رہا بلکہ بالابالا میں نے چند امور کی تحقیقات کر لی ہے اور آج بعینہ اور کی تحقیقات بھی ختم ہو جائیں گی۔ اور اس اشتہار کے جواب میں ضرور کوئی نہ کوئی کو جوان ہمارے پاس آئے گا۔“

یہ کہہ کر اس نے مجھے کاغذ کا ایک صفحہ دیا جو اس نے اپنی ڈائری میں سے نکالا تھا۔ اسپر یہ الفاظ لکھے تھے۔

”ایک روسیہ کا انعام اس شخص کو دیا جائیگا جو اس گاڑی کا نمبر بتائیگا جس میں ایک سواری ۲۲ مئی کی شام کو پونے دس بجے چارلس سٹریٹ میں محکمہ خارجہ تک گئی تھی۔ ۲۲۱ بیکر سٹریٹ“

”میں نے ونگ اسٹیشن سے اس مضمون کے تار لندن میں شام کو شائع ہونے والے تمام اخبارات کے نام روانہ کر دیئے تھے اور یہ اشتہار آج ان سب میں شائع ہو گا۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا ”تو کیا آپ کو یقین ہے کہ جو رگاڑی میں آیا تھا؟“

”کیوں نہیں۔ اگر فلیپ کا بیاں سچ ہے کہ دفتر میں یا برآمدہ میں چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ تو جو ضرور باہر سے آیا ہو گا اور اگر وہ ایسی تیز رفتاری میں باہر سے پیدل آتا تو اس کے پاؤں کے نشان فرش پر ضرور ہوتے۔“

”یہ استدلال بظاہر تو صحیح معلوم ہوتا ہے“

”میں نے میں ہیرسن کو بتایا تھا کہ میرے ذہن میں اس واقعہ کے متعلق سات حل ہیں

حکایات شرک و کفر

ان میں سے یہ ایک ہے اور شاید اس سے ہمیں صحیح کھون کا پتہ مل جائے۔ علیہذا ان میں سے ہمیں گھنٹی کے بجنے کی تشبیح کرنا ہے۔ گھنٹی کیوں بجی؟ کیا چور نے اسے غلطی سے بجایا تھا، یا یہ اسکی غیر معمولی جبارت ہے؟ یا شاید چور کے ہمراہ کوئی دوسرا آدمی ہوگا جس نے اسے چوری سے منع کرنے کی خاطر گھنٹی بجائی ہوگی؟ یا یہ محض ایک حادثہ تھا؟ یا کوئی ملاقاتی وہ غور و فکر میں غرق، ایک محویت کے عالم میں چپ چاپ بیٹھ گیا اور میں جو کہ اس کی عادات و اطوار سے بخوبی واقف تھا سمجھ گیا کہ کوئی نئی بات اس کو سوچھی ہے۔

سہ پہر کو ہم سرکاری محکمہ سرانگ رسانی کے افسر اعلیٰ مسٹر فوربس سے ملنے گئے۔ وہ ہم سے سرد مہری سے ملا اور جب اسے معلوم ہوا کہ ہم معاہدہ بھری کی تلاش کے ورپے ہیں تو اس نے کہا "مسٹر ہومز میں نے آپ کے طرز عمل کی بابت بہت کچھ سنا ہے۔ آپ پوچھ لیس کی جملہ معلومات سے استفادہ کرنے کے بعد واردات کا سرانگ خود غلطی نہ لگانے میں خوش ہوتے ہیں جس سے ہم لوگوں کی بہت بدنامی ہوتی ہے۔"

شرک ہومز نے جواب دیا "اس کے برعکس گذشتہ ۵۳ وارداتوں میں سے جو میں نے حل کی ہیں صرف ہم کے متعلق عوام الناس کو میری مساعی کا علم ہے اور باقی ۵۴ کا ثمرہ شہرت پوس کو ملا ہے۔ میں آپ کو اس سے بے خبر ہونے کے لئے ملامت نہیں کرتا کیونکہ آپ ابھی نوجوان اور تاجر بہ کار ہیں۔ لیکن اگر آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو بہتر یہ ہوگا کہ میرے ساتھ مل کر کام کریں نہ کہ میرے مخالف ہو کر۔"

سرانگ رساں نے لجاجت کے ساتھ کہا "میں چند مفید اشارات گئے لیے آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ تا حال مجھے اس مقدمہ میں مطلقاً کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔"

"آپ نے ابھی تک کیا کیا ہے؟"

"جمعہ رات ہی گذشتہ نومبر میں ہمارے زیر نگاہ رہا ہے۔ وہ ایک بھلا مانس آدمی ہے اس کی بیوی شراب نوش ہے۔ ہماری طرف سے ایک جاسوس عورت اس کے ساتھ

”جی ہاں۔ وہ کہتی ہے کہ اس کا خاوند بہت تھکا ہوا تھا اور وہ اسے آرام دینے کی خاطر اس کی پچائے کام کر رہی تھی۔“

”جب مسٹر فیلپ نے گھنٹی بجائی تھی تو اس نے اس کا جواب دیا تھا۔ اس کے متعلق اس کا بیان کیا ہے؟“

”وہ کہتی ہے کہ اس کا خاوند بہت تھکا ہوا تھا اور وہ اسے آرام دینے کی خاطر اس کی پچائے کام کر رہی تھی۔“

”ابھی آپ نے اس سے پوچھا کہ وہ اس شب کو صلیبی کیوں کر رہی تھی۔ اس کی تیز روی سے سپاہی کی توجہ اس کی طرف ہوئی تھی۔“

”اسے معمول سے زیادہ دیر ہو گئی تھی اور وہ گھر صلیبی پہنچا چاہتی تھی۔“

”کیا آپ نے اس کو یہ بات بھی سمجھائی تھی کہ مسٹر فیلپ اور سپاہی جو کہ اس کی دائیں سے بیس منٹ بعد چلے گئے، اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ گئے تھے؟“

”جی ہاں۔ وہ کہتی ہے کہ وہ پیدل تھی اور مسٹر فیلپ گاڑی میں بیٹھ کر آئے تھے۔“

”کیا وہ اس امر کو صاف کر سکتی ہے کہ گھر پہنچ کر وہ کیوں سیٹی باورچی خانہ کی طرف بھاگ گئی تھی؟“

”بھی ہوا میں۔“

ہماری خوشی بخئی تھی کہ لارڈ ہولڈرسٹون نے ہمارا کارڈ انڈر ہیٹے ہی میں توڑا ہے پاس بلا لیا وہ ہم سے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے ساتھ جیسا کہ مالی پاپیہ شرف کا دستور ہے ملا۔ اس نے مسکرا کر کہا "مسٹر ہونز" میں نے آپ کا نام پارہا سنا ہے اور میں آپ کی تشریف آوری کی غرض و غایت سے ناواقف ہونے کا بہانہ نہیں کر سکتا ہمارے دفتر میں صرف ایک واقعہ ہائٹلہ ایسا ہوا ہے جو آپ کی توجہ کا مستحق ہو سکتا ہے۔ آپ کس کے حق میں کوشش کر رہے ہیں؟"

"مسٹر فیلپ کے حق میں"

"میرا بد قسمت بھانجا! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ رشتہ داری کے باعث اس کو سچا نامیرے لئے اور زیادہ مشکل ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس حادثہ سے اس کی زندگی تباہ ہو جائے گی۔"

"لیکن اگر معاہدہ دستیاب ہو گیا؟"

"تو معاہدہ کی صورت اور ہوگی"

"لارڈ ہولڈرسٹون مجھے آپ سے ایک دو سوالات پوچھنے ہیں"

"میں خوشی کے ساتھ ان کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں"

"کیا آپ نے نقل کرنے کے متعلق ہدایات اسی طرز میں دی تھیں؟"

"ہاں"

"تو پھر کسی غیر کے چپ کر سننے کا امکان بہت ہی کم معلوم ہوتا ہے"

"کیا آپ نے کسی کو بتایا تھا کہ آپ کا ارادہ معاہدہ کی نقل کرانے کا ہے؟"

"قطعاً نہیں"

"اچھا تو چونکہ آپ نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور مسٹر فیلپ نے بھی کسی سے ذکر نہیں کیا اور آپ دونوں کے سوا کسی آدمی کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی تو چور کا دفتر میں آنا ایک اتفاقی امر تھا۔ اس نے موقع پا کر چوری کر لی"

لارڈ ہولڈرسٹ نے شکر اکر کہا "یہ میرے محدود علم سے متجاوز ہے۔"
 ہونز نے ایک لمحہ بھر خاموش رہ کر کہا "اس کے علاوہ میں ایک اور ضروری امر کے
 متعلق آپ سے تباہ کن خیالات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اندیشہ تھا کہ اگر اس معاہدہ کا آغاز ہو گیا
 تو بہت برے نتائج مترتب ہونگے؟"

وزیر کے چہرہ پر طلال کے آثار ہوئے تھے "یقیناً بہت برے"
 "لیکن کیا وہ دھور پذیر ہونے میں؟"

"ابھی تک نہیں"

"اگر معاہدہ فرانسسی یا روسی محکمہ خارجہ میں پہنچ جاتا تو آپ کو یقیناً اس کا علم ہو جاتا"
 "یقیناً"

"چونکہ تقریباً دس ہفتے گزر گئے ہیں اور اس کے متعلق کچھ نہیں سنا گیا، یہ گمان کرنا
 اوجہ نہیں ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے معاہدہ ابھی تک وہاں نہیں پہنچا"
 لارڈ ہولڈرسٹ نے قدرے تلخ لہجہ میں جواب دیا "مسٹر ہونز یہ بات بہت ہی
 از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ چور نے معاہدہ کو چوٹے میں لگا کر اپنے کمرہ میں لٹکانے کے لئے
 چرایا ہو۔"

"غالباً وہ زیادہ قیمت کے ملنے کا منتظر ہوگا"

"اگر وہ تھوڑی دیر اور انتظار کرے گا تو اس کو کچھ قیمت نہ ملے گی۔ چند ماہ میں معاہدہ
 صیغہ راز سے باہر نکل جائیگا"

ہونز نے کہا "یہ ایک بہت ضروری بات ہے۔ لیکن ہے کہ چوری نکتہ بہت ہی ہونگی ہو
 لارڈ ہولڈرسٹ نے شراک ہونز کی طرف ایک عیبارانہ نگاہ ڈال کر کہا "مثلاً اسکو دہلی
 بخار لاحق ہو گیا ہو۔"

ہونز نے متانت سے سنا کر کہا "میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔ اور اب لارڈ ہولڈرسٹ

ہم آپ کے قیمتی وقت کا بہت زیادہ حصے بچے ہیں تخفیف نقدیہ خرمن کرنا ہوں
جب ہم باہر نکل آئے تو شرک ہو مرنے مجھے کل دن گنگ جانے کی دعوت دی۔
چنانچہ ہم آئندہ صبح کو مسٹر فلیپ کے ہاں گئے۔ اس کی حالت نسبتاً اچھی تھی۔ اس کی وفادار
منگیترا اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس نے علیک سلیک کے بعد اشتیاق کے ساتھ پوچھا
کوئی تازہ خبر؟

جیسا کہ میں نے کل احتیاطاً کہا تھا۔ میری تحقیقات کا نتیجہ منورج ہے۔ لیکن مجھے
بہتری کی امید ہے۔ قلب اس اتنا میں کوچ پڑا کھڑے بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ بہر کیف
میرے پاس آپ کو بتانے کے لیے آپ سے زیادہ خبریں ہیں۔
جو مرنے مگر اگر کیا مجھے بھی ایسی ہی امید تھی۔

”صبح پنج بجے گزشتہ شب یہاں ایک وقوعہ ہو گیا تھا جس میں خیر گزری مگر نہ میری جان
کے لالے پڑ گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں کسی گہری سازش کا شکار ہوں اور میری
عزت کے علاوہ میرے دشمن میری جان کے بھی خواہاں ہیں۔“
واقعی؟

”کیوں نہیں۔ گزشتہ شب کے تجربے سے صرف ایک ہی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔
آپ کو شاید معلوم نہیں ہو کہ گزشتہ شب میں اکیلا سویا تھا۔ اور میری بیماری کے دوران میں
پہلی رات تھی جب کہ میں اکیلا سویا تھا۔ چونکہ میری حالت رو بہ اصلاح تھی میں نے دایا کو
چھٹی دیدی تھی۔ میرے کمرہ میں ایک شمع جل رہی تھی صبح کے دو بجے میری آنکھ لگی ہی
تھی کہ اچانک ایک خفیف شور سے میں بیدار ہو گیا۔ آواز ایسی تھی جیسی چوہوں کے لکڑی
کا تختہ کترنے سے پیدا ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر تک میں ہی خیال کر کے چب لپٹا رہا۔
پھر آواز بند ہوتی گئی اور آخر الامر کھڑکی کی طرف سے ایک تیز آواز آئی جسے کہ کسی
لوہے کی چیز کے گرنے سے پیدا ہوتی ہے میں سمجھ گیا کہ بلور سے کوئی آدمی کھڑکی کھولنے

کی کوشش کر رہا ہے۔

دو اس کے بعد کوئی دس لمحہ تک شور بند رہا۔ چوریہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ میں اس شور سے بیدار ہوا ہوں یا نہیں پھر کھڑکی کھلی اور میں اپنے پٹنگ سے کود پڑا۔ کھڑکی کے پاس ایک آدمی ہاتھ میں لمبا چاقو لیے بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اس لیے میں اسے پہچان نہیں سکا۔ جو نہی کہ میں پٹنگ پر سے کودا۔ وہ کھڑکی سے نیچے باغ میں کود گیا۔ اگر مجھ میں قوت اتنی ہوتی تو میں ضرور اس کا تعاقب کرتا۔ میں نے گھنٹی زور سے بجائی اور پھر زور سے چلا یا تو کر ہاں سے دوڑ سوتے تھے میں اس لیے مسٹر جوزف میرین سب سے پہلے میرے پاس آیا اس نے تمام گھر کو بیدار کیا پھر اس نے لال میں لیکر سب جگہ تلاش کیا لیکن چور کا کچھ سراغ نہ ملا زمین خشک ہونے کے باعث چور کے پاؤں کا بھی کوئی نشان نہیں پایا گیا۔ میں نے مقامی پولیس کو ابھی تک اطلاع نہیں کی کیونکہ میں آپ کی رائے سب سے پہلے حاصل کرنی چاہتا تھا۔“

ہمارے موکل کے بیان سے شرک ہو کر مزید غیر معمولی اثر ہوا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور کمرہ میں ایک نہ ضبط ہونے والے جوش کے ساتھ ادھر ادھر ٹھٹھکتا رہا۔ پھر اس نے فیلپ سے پوچھا کیا آپ میرے ساتھ مکان کے ارد گرد پھر سکتے ہیں؟

”کیوں نہیں۔ مجھے سوچ کی روشنی بھاتی ہے۔ جوزف صاحب بھی ہمارے ساتھ چلیں گے۔“

”اور میں بھی؟“ ہنس میرین نے کہا۔

شرک ہو کر نے سر ہلا کر کہا ”ہرگز نہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے آپ سے اس جگہ بیٹھے رہنے کے لیے اصرار کے ساتھ درخواست کرنی پڑے گی۔“

نوجوان عورت اپنی جگہ پر ناخوش ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا بیان ہمارے ساتھ تھا اور ہم چاروں اکٹھے باہر نکلے۔ ہو مرنے مکان کے چاروں طرف چکر لگا کر کہا ”مجھے اندیشہ ہے کہ چور اپنا کون پیچھے نہیں چھوڑے گا۔ اور ہم یہاں کچھ نہیں کر سکتے۔“

سٹریٹ اپنے ساتھ کے بازو پر سارا لیکو آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ ہومز اور میں تیزی کے ساتھ آگے بڑھے اور خواہنگاہ میں ان کے گننے سے پہلے پہنچ گئے۔ ہومز نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ میں ہیریسن کو مخاطب کر کے کہا "یکم صاحبہ آپ ٹھام روز میں ٹھہریں۔ یہاں سے ہرگز کسی کام کے لیے بھی رات کے دس بجے تک باہر نہ جائیں۔ یہ امر نہایت ہی ضروری ہے۔ ازاں بعد آپ کمرہ میں باہر سے تالا لگا کر اپنی خواہنگاہ میں چلی جائیں اور کبھی اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ کیا آپ مجھ سے ایسا کرنے کا وعدہ کرتی ہیں؟" بیچارہ سی لڑکی حیران و سرسیمہ ہو گئی لیکن اس نے اپنے نہیں سنبھال کر کہا۔

"ضرور۔ لیکن۔ پرسی؟"

"وہ ہمارے ساتھ لندن جائیگا۔"

"اور میں یہاں اکیلی رہوں گی۔"

"ہاں۔ پرسی کی خاطر۔ اس طور سے آپ اس کے لیے بہت مفید ہو سکتی ہیں جلدی کیجئے۔ کیا آپ وعدہ کرتی ہیں؟"

اس نے اپنے سر کی جنبش سے اپنا منشا ظاہر کیا اور اسی وقت پرسی فلیپ اور جوزف کیرین کمرہ میں داخل ہوئے جو زف نے اپنی بہن کی طرف دیکھ کر کہا "اپنی آپ یہاں کیوں قید ہو کر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آؤ باہر تازہ ہوا کھاؤ۔"

اس نے بھائی کا شکریہ ادا کیا اور سردرد کا بہانہ کر کے اسے ٹال دیا۔

ہمارے موکل نے پوچھا "سٹریٹ شریک ہومز اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ کی جان کی حفاظت اور اپنے اصلی کام کے فائدہ کی خاطر میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ

آپ میرے ساتھ لندن چلیں اور آج رات وہیں سوئیں۔"

"ابھی؟"

"ہاں۔ جتنی جلد آپ بسہولت روانہ ہو سکیں۔"

میں نے کہا کہ اگر تم میری ضرورت کو اپنی ضرورت سمجھتے ہو تو مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ۔
 کیا میں ضرورت کو اپنی ضرورت سمجھتی ہوں؟

میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ انہیں کیوں تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ ہمارا دوست وائسن بحیثیت
 ایک ڈاکٹر کے سب سے زیادہ آپ کی تیمارداری کر سکتا ہے۔ آپ کی اجازت سے اب ہم یہاں دو
 پہر کھانا کھا رہے ہیں اور پھر لندن روانہ ہو جائیں گے۔

ہم سب نے کمرہ طعام میں کھانا کھایا، لیکن میں سیرین شراک ہو مرنے کی خواہش کے مطابق
 خواہ گاہ سے نہ ہلی۔ میں حیران تھا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ فیلپ کو اس کی محبوبہ سے کیوں
 جدا رکھنا چاہتا ہے؟ لیکن میرے تعجب کی کوئی حد نہ تھی جب شراک ہو مرنے سے سیرین پر
 گاڑی میں بٹھا کر اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ونگ ہی میں رہے گا اس نے کہا مجھے ابھی ہوائی اڈے
 طے کرنے ہیں اور فیلپ کی عدم موجودگی سے مجھے تحقیقات میں مدد ملے گی۔ وائسن
 صاحب آپ ان کا خیال رکھیں اور میں امید کرتا ہوں کہ کل صبح آٹھ بجے میں بھی آپ سے
 آملو گا۔

فیلپ نے قدرے کبیدہ خاطر ہو کر کہا "لیکن آپ لندن میں جس کام کے کرنے کا ذکر
 کرتے تھے وہ کیسے ہو گا؟"

"ہم وہ کل کر سکتے ہیں۔ میری ضرورت یہاں ہے۔"

جب گاڑی پلیٹ فارم سے ملنے لگی تو فیلپ نے جہاں کہا "براہ کرم میرے مکان پر
 کھدیے گا کہ میں انشا اللہ کل شب کو لوٹوں گا۔"

مجھے وہاں جانے کی کوئی امید نہیں ہے۔

راستہ میں، فیلپ اور میں باتیں کرتے رہے لیکن میں شراک ہو مرنے کے موجودہ طرز
 عمل کے متعلق کوئی تسلی بخش توجیہ نہ سوچتی تھی۔ فیلپ کا خیال تھا کہ وہ گزشتہ شب
 والے چورنگی گرفتاری کے لیے گیا ہے۔ لیکن پھر وہ بیچارہ یہ سوچ کر حیران رہ جاتا تھا کہ

شریک ہو مرنے کے لئے اس مکان پر چلنے سے انکار کیا ہے۔ میں نے اس کی تسلی کی ہے
 کہا "مجھے کچھ عرصہ سے شریک ہو مرنے یا زحمتی ہے اور میں اس کی چالوں سے قدامت
 آگاہ ہوں۔ آپ یقین فرمائیں کہ شریک ہو مرنے کا کوئی کام، بلاوجہ نہیں ہوتا۔" اس کے
 بعد ہماری گفتگو متفرق مباحث پر ہوتی رہی

تیسرا حصہ

فیلپ تمام دن اور رات بچھین رہا۔ جب انکی صبح کو اٹھ بچنے کا وقت ہوا تو اس
 نے بہت مضطرب ہو کر مجھے پوچھا "کیا آپ کو شریک ہو مرنے کی کامیابی کا یقین ہے؟"
 "میں نے اسے عجیب و غریب اسرار حل کرتے ہوئے دیکھا ہے"
 "کیا اس نے آپ کو اس معاملہ کے متعلق کوئی امید افزا بات بتائی ہے؟"
 "بالکل نہیں"

"تو یہی علامت ہے"

میں نے تو بلکہ میرا تجربہ اس کے برعکس ہے۔ جب کبھی اسے سڑاغ نہیں ملتا وہ اپنی
 ناکامی اور ہزیمت کا ذکر مجھ سے کر دیتا ہے لیکن جب وہ صحیح سڑاغ پالیتا ہے اور اسے
 کامیابی کی قوی امید ہوتی ہے تو وہ بالکل خاموش رہتا ہے اس لئے مجھے امید غائب
 ہے کہ وہ ضرور آپ کو کوئی خوشخبری سنائیگا۔ لیکن بندہ نواز یہ تو فرمائیے اس وقت
 ہمارے گھبرانے سے کیا حاصل؟ آپ تھوڑی دیر آرام فرمائیں۔ میرا دوست ابھی آتا ہوگا
 وہ صادق القول ہے اٹھ بچے سے ایک منٹ آگے پیچھے نہیں آئیگا۔"

میرے لفظ بالکل صحیح نکلے۔ ٹھیک اٹھ بچے ایک گاڑی ہمارے دروازہ پر آ کر
 رکی اور شریک ہو مرنے اس میں سے باہر نکلا۔ کھڑکی میں سے ہم نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ
 ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور اس کا چہرہ اڑا ہوا ہے۔

فلپ نے افسردہ خاطر ہو کر کہا "اس کے چہرہ سے عیاں ہے کہ وہ ہار کر آیا ہے"
 بادل ناخواسدہ مجھے فلپ کی تصدیق کرنی پڑی لیکن میں نے اس کی ہمت بڑھانے
 کی خاطر کہا "مکن ہے کہ لندن میں تفتیش کرنے سے اسے کامیابی حاصل ہو"
 فلپ نے ایک آہ سرد بھر کر کہا "میری خود غلطی ہے۔ میں نے اس کی وہابی کے
 ساتھ بڑی بڑی امیدیں باندھیں تھیں۔ لیکن اس کا زخمی ہاتھ اور اترتا ہوا چہرہ دیکھ کر
 وہ سب خاک میں مل گئی ہیں۔"

تھوڑی دیر کے بعد موٹر ہمارے پاس آیا میں نے پوچھا "آپ تو زخمی ہوئے ہیں؟"
 "اوتہ۔ میری حماقت سے میرے بائیں ہاتھ پر خفیت سا زخم آ گیا ہے۔ مسٹر
 فلپ، واقعی یہ واردات پر اسرار اور عجیبہ ہے"

"مجھے ڈرتا تھا کہ یہ آپ سے حل نہ ہو سکے گی"

"یقیناً اس نے مجھے بہت کچھ سکھا یا ہے"

میں نے پوچھا "اس پٹی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ کیا آپ

ہمیں اس سے آگاہ نہیں کریں گے؟"

"عزیز من۔ پہلے ناشتہ تو کر لیں۔ کیا میرے اشتہار کے جواب میں کوئی کوچوان

یہاں آیا تھا؟ خیر۔ کوئی مصائقہ نہیں۔ ہر دفعہ انسان کامیاب ہونے کا ٹھیکہ نہیں لکھتا۔"

تھوڑی دیر کے بعد میری دسترخوان چنا گیا۔ ہومز نے اپنے سامنے سے سرپوش

اٹھایا اور ایک بھنے ہوئے چوزے کو دیکھ کر کہا "واقعی مسٹر ہٹسن نے آج کمال کر دکھایا

ہے۔ واٹسن آپ کے سامنے کیا ہے؟"

"کباب اور انڈے"

"بہت خوب مسٹر فلپ آپ کیا کھا ئیں گے؟ چوزہ کباب انڈے یا جو کچھ آپ کے سامنے

رکھا گیا ہے؟" فلپ بیحد غمگین ہو رہا تھا۔ اس نے افسردگی کے ساتھ کہا "شکریہ" میں

کچھ نہیں کہاؤنگا۔

”اجی حضرت کچھ ٹوکھائیے“

بہت اصرار کے بعد فیلپ نے اپنے سامنے سے سر پوش اٹھایا اور ایک بیچ مار کر اپنی کرسی میں مہیوت بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ اتنا سفید تھا جتنی کہ سفید چینی کی ٹشتری جکے وسط میں ایک بڑا سا نیلا لقاؤ رکھا تھا۔ اس نے وہ لقاؤ اٹھایا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لٹے دیکھا اور پھر وہ دیوانہ وار کمرے میں ناپھنے لگا۔ خوشی سے اس کی چھین بھل رہی تھی اس کے بعد وہ اپنے جذبات کے اس تلاطم سے تھک کر آرام کرسی میں بے سکت لیٹ گیا۔ اس کی یہ روی حالت دیکھ کر شرک ہو مرنے کہا ہے مجھے اب کو اس طرح سے جیرا نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن واٹسن آپ کو بتائیگا کہ میری طبیعت میں بعض اوقات سسنی خیز امور کی اشتہا پیدا ہو جاتی ہے۔

فیلپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور کہا خدا آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے میری عزت بچالی ہے ہو مرنے جواب دیا ”میری اپنی عزت معروض خطر میں تھی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی واردات میں ناکام رہنا میرے لئے دیا ہی تلخ ہے جیسا کہ آپ کے لئے کسی فرض کی ادائیگی میں قاصر رہنا۔“

فیلپ نے اس قیمتی تحریر کو اپنے کوٹ کے اندرونی جیب میں بحفاظت رکھ لیا۔ میں آپ کے ناشتہ کھانے میں محفل ہونے کی جرات نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ سننے کے لیے جیتا رہ ہورہا ہوں کہ آپ نے لسنے کہاں سے پایا اور کیسے پایا؟

شرک ہو مرنے چاء کی ایک پیالی پی اور پھر جلدی سے کچھ ناشتہ کر کے یوں گوا ہوا میں آپ کو شروع سے اخیر تک تمام واقعہ بتاؤنگا۔ سٹیشن پر آپ سے جدا ہونے کے بعد میں نے شام تک اپنا وقت ایک گاؤں میں گزارا۔ سوچ بچھنے کے بعد اپنی پیوں میں کچھ بسکٹ ڈال کر میں ایک پکڈنڈی کے راستے سے آپ کے مکان تک پہنچا اور بیرونی

حصیل پھانڈ کر اندر داخل ہوا۔

فلپ نے متعجب ہو کر کہا ”تو کیا پھاٹک سرِ شام ہی بند ہو گیا تھا؟“

”ہیں میں پھاٹک میں سے گزرنا نہیں چاہتا تھا۔ میں درختوں کی اوٹ میں کھڑا رہا۔ جہاں مجھے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا اور پھر آپ کی کھڑکی کے قریب چھاڑی میں چھپ گیا۔ کھڑکی کھلی تھی اور میں ہیرین مطالعہ میں مصروف نظر آتی تھی۔ پوسٹے دس بجے اس نے اپنی کتاب بند کی اور تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے بیرونی دروازہ میں قفل لگا کر باہر چلی گئی۔“

”قفل؟“

”ہاں۔ میں نے مس ہیرین کو ہدایت کی تھی کہ وہ دروازہ کو باہر سے مقفل کر کے چابی اپنے ساتھ لیتی جائے۔ اس نے میری ہدایات پر من و عن عمل کیا اور یقیناً اس کی امداد کے بغیر یہ معاہدہ اس وقت آپ کے قبضہ میں نہ ہوتا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میں منتظر بیٹھا رہا یہاں تک کہ ۲ بجے اور مسٹر جوزف ہیرین نہایت احتیاط کے ساتھ نوکروں والے دروازہ میں سے باہر نکلے۔“

”جوزف!“

”وہ ننگے سر تھا لیکن اس کے کندھوں پر ایک سیاہ لبادہ پڑا ہوا تھا تاکہ وہ اس سے اپنا چہرہ بوقت ضرورت چھپا سکے۔ وہ انگلیوں کے سہارے دیوار کے سایہ میں چل رہا تھا۔ جب وہ کھڑکی کے پاس پہنچا تو اس نے ایک لمبے چاقو سے اس کو کھولا اور آپ کی خواہگاہ میں داخل ہو گیا۔“

”جس جگہ میں چھپا ہوا تھا، وہاں سے مجھے اس کی حرکات بخوبی نظر آتی تھیں۔ اس نے شمع روشن کی اور قالین کا کونہ اٹھا کر فرش ننگا کیا۔ پھر وہ نیچے جھکا اور فرش کو اکھیرتا شروع کیا۔ جب ایک تختہ اپنی جگہ سے ہل گیا تو اس نے نیچے سے یہ نیلا لفافہ نکالا۔“

پھر اس نے وہ تختہ ٹھیک طور سے جڑا فالین کو درست کیا اور پی جھاڑ حیدر حامیر سے بازوں میں چلا آیا کیونکہ میں کھڑکی کے باہر اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ میرے اندازہ سے زیادہ شریر ثابت ہوا۔ اس نے میرے اوپر اپنے چاقو سے حملہ کیا اور مجھے اسے دو دفعہ زمین پر چت کرانا پڑا۔ اس کشمکش میں میرا ہاتھ بھی زخمی ہو گیا۔ پشیر اس کے کہ وہ میرے قابو میں آیا۔ اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی لیکن جو آنکھ باقی رہ گئی تھی۔ اس سے وہ میری جانب نہایت غصہ سے دیکھ رہا تھا۔ اگر اس کا بس چلتا تو وہ مجھے ضرور قتل کر ڈالتا۔ خیر آخر کار اس نے بچ ہو کر کاغذات میرے حوالہ کر دیئے، انہیں لے کر میں نے اسے چھوڑ دیا لیکن آج صبح میں نے بذریعہ تار فورسبس کو اس کا پورا حلیہ بھیج دیا تھا۔ اگر وہ جلدی کریگا تو مجرم کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس کا فرار ہو جانا اس سرکار کے لئے لارڈ ہولڈرسٹ کے لئے اور پرسی فیلپ کے لئے مفید ہو گا!

ہمارا موکل نہایت اندوہناک حالت میں تھا۔ اس نے بمشکل سانس لیتے ہوئے کہا "یا میرے اللہ! کیا میرے جو اس مختل تو نہیں ہو گئے۔ میں کیا سن رہا ہوں! جوزف ایک بدمعاش چور! اور کاغذات تمام عرصہ میرے پلنگ کے پاس لگے ہوئے تھے!!" "یہ سب سچ ہے۔ جوزف صاحب بہت گہرے پانیوں میں ہیں۔ وہ ایک خطرناک مجرم ہے۔ جو حالات مجھے اس کی زبانی آج صبح معلوم ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے مشترک سرمایہ دار کمپنیوں کے حصوں کی خرید میں بہت زیادہ نقصان ہوا ہے اور وہ خود غرضی کے ساتھ اپنی بہن کی خوشی کو قربان کرنے اور اپنی شہرت اور عزت کو بٹہ لگانے کے لئے تیار تھا"

پرسی فیلپ تھک کر گری میں بیٹھ گیا "آپ کے بیان سے میرے اوسان خطا ہو گئے ہیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ آپ نے کیونکر ایسی نمایاں کامیابی حاصل کر لی"

شہادت بہت زیادہ جمع تھی۔ اس فضول اور غیر مربوط طومار میں سے ضروری اجزاء کا علیحدہ کرنا ایک دشوار کام تھا۔

در شروع سے ہی میرے دل میں جوزف کے خلاف شبہ پیدا ہو گیا تھا کیونکہ آپ نے بتایا تھا کہ اُس رات کو آپ کا ارادہ اس کے ساتھ لندن سے گھر واپس آنے کا تھا۔ اس لیے یہ امر قرین قیاس تھا کہ وہ سٹیشن پر جانے سے پہلے آپ کو بلانے جا تا کیونکہ اسے آپ کے دفتر کا راستہ معلوم تھا۔ جب میں نے یہ سنا کہ کوئی آدمی آپ کے کمرہ میں گھسنے کا خواہشمند ہے تو جوزف کے خلاف میرا مشبہ قوی ہو گیا کیونکہ جوزف کے سوا اور کسی کو وہاں کچھ چھپانے کا موقع نہ تھا۔ آپ نے اپنے بیان میں بتایا تھا کہ جب آپ بیمار ہو کر گھر آئے تھے تو جوزف کو اس کمرہ میں سے نکال دیا گیا تھا۔ پھر چونکہ یہ کوشش دانا کے جانے کے بعد فوراً پہلی شب کو کی گئی تھی اس لیے میں متیقن تھا کہ چور گھر کے حالات سے بخوبی آگاہ ہے۔

”واقعی میری عقل پر پردہ پڑا رہا ہے“

”اس چوری کے واقعات کی ذہنی تصویر میں نے یوں مرتب کی ہے :-

جوزف بیرسین آپ کے دفتر میں چارلس سٹریٹ والے بغلی دروازہ سے داخل ہوا تھا چونکہ وہ راستہ سے آگاہ تھا وہ سیدھا آپ کے کمرہ میں آ گیا جب کہ آپ چائے کے لیے باہر نکلے تھے۔ وہاں کسی کو نہ پا کر اس نے زور سے گھنٹی بجائی اور اس کے فوراً بعد اس کی نگاہ منیر بریٹری - طبع نے اس کے دل پر غلبہ پایا اور وہ اس قیمتی معاہدہ کو جیب میں ڈال کر باہر نکل گیا۔ وہاں سے وہ سیدھا وکننگ آیا اور معاہدہ کو فرش کے نیچے چھپا دیا۔ غالباً اس نے سوچا ہو گا کہ ایک دو دن کے بعد اسے وہاں سے نکال کر روسی یا فرانسیسی سفارت خانہ میں لے جایا گا۔ لیکن اس کی تمام تجاویز پر پانی پھر گیا کیونکہ ڈاکٹر آپ کو لے کر وہاں پہنچا

اور اسے فوراً کمرہ خالی کرنا پڑا اس کے بعد مولے اس شب کے وہاں کوئی نہ کوئی آدمی آپ کے پاس جاگتا رہا ہے۔ اس کی حالت ان دس ہفتوں میں نہایت روی ہوئی۔ اس کا خزانہ اس کے سامنے تھا لیکن اس کی دسترس سے باہر تھا۔ آخر کار اس کو موقع ملا اور وہ رات کو آپ کے کمرہ میں آیا لیکن آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے اس رات کو اپنی دوائی کی معمولی خوراک نہ پی تھی۔

”مجھے یاد ہے“

”میں خیال کرتا ہوں کہ اس نے اس دوائی کو خواب آور بنانے کی پوری کوشش کی ہوگی بسے یقین تھا کہ آپ بے خبر سوتے ہو گئے۔ میں تاڑ گیا تھا کہ وہ جلد سے جلد دوبارہ کوشش کرے گا۔ اس لیے میں نے آپ کو وہاں سے لندن بھیجا اور میں ہیرسین کو تمام روز میں بیٹھے رہنے کی درخواست کی تاکہ وہ دن کو اپنا کام نہ کر سکے۔ اس طور سے میں نے اس کو یقین دلایا کہ اب کوئی امر دوبارہ کوشش کرنے میں مانع نہیں ہے۔ مجھے یقین تھا کہ معاہدہ کرے میں پوشیدہ رکھا ہے لیکن میں فرسٹ کھیٹرنے اور ادھر ادھر تلاش کرنے کی زحمت سے بچنا چاہتا تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرا بیان بالکل صاف اور واضح ہے۔ اور آپ میں آپ کی صحت یابی کی خوشی میں آپ کی اجازت سے تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں کیونکہ رات بھر جاگ رہا ہوں“



ساتویں کہانی

آخری مسئلہ

یعنی

شرک ہو مزی موت

حصہ اول

میں وہی قلق و اندوہ کے ساتھ اپنے دوست کے حسرت ناک انجام کے متعلق یہ آخری الفاظ لکھنے کے لئے قلم اٹھاتا ہوں۔ میں شرک ہو مزی کی بے نظیر و داعی قابلیت اور اعلیٰ قوت استدلال کے صرف چند نمونے عوام الناس کے سامنے اوصیٰ سے طور پر پیش کر سکا ہوں۔ میں معترف ہوں کہ میں اس کے کارناموں کو مکافعتہ اعطاء تحریر میں نہیں لاسکا۔ اس کے سب سے پہلے کارنامہ موسومہ "خونناہ عشق" سے لیکر "بحری معاہدہ" تک میں نے اپنے مشاہدات اور تجربہ کو پبلک کھامے میں پیش کر دیا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ یہاں بس کر دوں اور اس حادثہء جانگاہ کے متعلق جس نے میری زندگی تلخ کر دی ہے کچھ نہ کہوں بس حادثہ کو دو سال گذر گئے ہیں تاہم میرا غم بدستور باقی ہے اور میری زندگی کی تلخی کم نہیں ہوئی۔ لیکن جو خطوط حال میں پروفیسر بورٹی کے نبھائی نے شائع کیے ہیں ان کی غلط بیانی سے مجبور ہو کر مجھے صحیح واقعات بیان کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔ صرف میں حقیقت حال سے آگاہ ہوں اور مجھے اطمینان ہے کہ اب واقعات کے ظاہر کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس لئے میں اب شرک ہو مزی اور پروفیسر بورٹی کے انجام کے متعلق اپنے چشم دید

صحیح حالات بیان کرنا ہوں۔

کچھ عرصہ سے میں شریک ہونے سے ملاقات نہیں کر سکا تھا۔ ۱۹۸۹ء کے موسم بہار میں میں نے پڑھا کہ اس کی خدمات وراثی حکومت نے چند نہایت ضروری معاملات کے متعلق حاصل کی ہیں۔ چنانچہ مجھے ماربوں سے اس کا خیال جان سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ ابھی ایک عرصہ تک انگلستان واپس نہیں آسکے گا۔ اس لیے جب وہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء کو میرے کمرے میں اچانک داخل ہوا تو میں بہت حیران ہوا۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ وہ معمول سے زیادہ زرد اور لاغر نظر آتا ہے۔

”ہاں، گزشتہ ایام میں میں کثرت مشاغل کے باعث اپنی صحت کا خیال نہیں رکھ سکا“ اس نے میرا ولی خیال تازہ کر کہا ”میرے پیش نظر بہت سے مسائل تھے۔ اگر میں آپ کے روشنہ ان بند کردوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟“

میرے کمرے میں صرف ایک لپ جل رہا تھا۔ ہومز دیوار کے ساتھ ساتھ گیا اور اس نے مضبوطی کے ساتھ روشنہ ان بند کر دیے۔

میں نے اس سے پوچھا ”کیا آپ کسی چیز سے خائف ہیں؟“

”ہاں۔ ہوں۔“

”کس چیز سے؟“

”ہوائی بندو قوں سے“

”میرے پیارے ہومز۔ خیریت تو ہے؟ اس سے آپ کا مطلب کیا ہے؟“

”وائٹن“ آپ مجھے بخوبی جانتے ہیں، میں ڈرپوک آدمی نہیں ہوں۔ لیکن جب خطہ

پیش نظر ہو تو اس سے نڈرہنا، جزا کی بجائے حماقت کھاتا ہوں۔ میں اس طرح بے وقت

بلا اطلاع آنے کے لیے معذرت پیش کرتا ہوں۔ مزید برآں میں مشکور ہوں گا اگر آپ

مجھے ہتھوڑی دیر کے بعد بے تکلفانہ طور پر اپنے باغ کی کھلی دیوار چاند کر باہر نکلنے کی

نے اجازت دیں۔“

میں نے حیران ہو کر دوبارہ پوچھا ”لیکن ان سب باتوں کا مطلب کیا ہے؟“
اس نے اپنا ہاتھ مجھے دکھایا۔ میں نے لمب کی روشنی میں دیکھا کہ اس کی دو انگلیاں
زخمی ہو رہی تھیں۔ اور ان میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ دیکھتے ہیں۔ جو خطرہ میرے پیش نظر
ہے وہ کوئی موہوم بات نہیں ہے۔ بلکہ میرے ہاتھ کے زخمی کرنے کے لیے کافی ہے۔
کیا مسز وائٹسن گھر پر ہیں؟“

”وہ چند روز کے لیے باہر گئی ہوئی ہیں۔“

”واقعی! تو پھر آپ اکیلے ہیں؟“

”بالکل۔“

”اس حالت میں میرے لیے یہ تجویز پیش کرنا زیادہ آسان ہو گیا ہے کہ آپ میرے
ہمراہ چند دنوں کے لیے بوا اعظم کی سیر کو چلیں۔“
”کہاں؟“

”جس جگہ آپ کا جی چاہے۔ میرے لیے سب شہر یکساں ہیں۔“

میں اس کی گفتگو سے اور زیادہ حیران ہوا۔ ہومز خواہ مخواہ ادھر ادھر سفر کرنے کا عادی
نہ تھا میرے استعجاب کو دیکھ کر اس نے معاملہ پیچھے یوں سمجھنا شروع کیا۔
”آپ نے غالباً پروفیسر مورٹی کا نام نہیں سنا؟“
”بالکل نہیں۔“

اس نے جوش سے کہا ”تعب ہے وہ ایک طرح سے لندن کا حاکم ہے لیکن
لطف یہ ہے کہ کوئی فرد بشر اس سے آگاہ نہیں ہے۔ تاریخ جرم میں وہ اس لحاظ سے
بے مثل ہے۔ وائٹسن میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ اگر میں اس آدمی کو نیچا دکھاسکوں
تو میں اپنی زندگی کے ہمعراں پر پہنچ جاؤنگا۔ جو بد میں نے حال میں یورپ کے شاہی

خاندانوں کو دی ہے اس کے صلہ میں مجھے استدر مال و دولت ملا ہے کہ اگر میں چاہوں تو یقیناً عمر نہایت لطف اور بے کاری کے ساتھ ایک نواب کی طرح گزار سکتا ہوں۔ لیکن جب تک یہ آدمی لندن کی گلیوں میں بے دھڑک پھر رہا ہے میرے لیے آرام کرنا حرام ہے۔“

”لیکن اس نے کیا کیا ہے؟“

”اس کی زندگی کا افسانہ حیرت انگیز ہے۔ وہ ایک اعلیٰ خاندان کا سپوت و فرزند

ہے اس نے عمدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ حساب میں اس کا دماغ خاص طور پر لڑتا ہے۔

اکیس برس کی نازک عمر میں اسے غیر معمولی شہرت حاصل تھی۔ اس نے انجرا میں نئے

مسائل دریافت کئے تھے اس لیے اس کو اس چھوٹی سی عمر میں ایک یونیورسٹی میں پروفیسر

مل گئی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خون میں جرم کی تاثیر درآٹھا موجود ہے۔ اپنی

اعلیٰ دماغی اور حسابی استعداد کے باوجود اس کا فطری بوجھان جرائم کی طرف ہے۔

گو اس کے خلاف کوئی خاص حد قائم نہ کی گئی تھی تاہم اسے یونیورسٹی سے مستعفی ہونا پڑا

اور پھر وہ لندن میں آگیا جہاں کہ وہ اب فوجی افسروں کا پرائیویٹ اتالیق ہے۔

یہ حالات دنیا کو معلوم ہیں لیکن مزید حالات جو میں اب آپ کو سناؤں گا صرف مجھ کو معلوم ہیں۔

”واٹن ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ مجھ سے بہتر کوئی آدمی لندن کے اعلیٰ جرم مشہور

حلقوں سے واقف نہیں ہے۔ کئی برسوں سے میں محسوس کر رہا تھا کہ مجرموں کی طاقت

کے لیے کوئی خفیہ مرکز ہے جو انہیں قانون کے نیچے سے بچا لیتا ہے۔ بارہا میں نے

مختلف جرائم جیل سازی، قتل، چوری وغیرہ کی تفتیش میں محسوس کیا تھا کہ ان کے پس

پردہ کوئی خفیہ طاقت کام کرتی ہے۔ کئی برسوں سے میں مسلسل کوشش کر رہا ہوں کہ

اس حجاب کو جس کے اندر یہ طاقت مستور ہے اٹھاسکوں۔ آخر کار اب وہ وقت آگیا ہے۔

میں نے متعدد ناما کامیوں کے بعد اس طاقت کا صحیح کھونچ پالیا ہے اور یہ دیکھا ہے

نام لبرگائزیشن اور جرائم کی تہ پر یہ مشہور حسابدان پروفیسر مورٹی موجود ہوتا ہے
 والین یہ آدمی کلکتہ جرائم میں یولین ثانی ہے۔ وہ اس ٹیسے شہر کی آدمی
 برائوں کا منبع ہے۔ اور تقریباً تمام وہ جرائم جن کا سرچہ ہمیں ملتا اس افلاطون جرم
 کی تدبیر کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس کا دماغ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ یورپ میں اس وقت شاید
 ہی کوئی آدمی اس سے بہتر دماغ رکھتا ہو۔ وہ مگر ہی کی طرح اپنے جائے کے مرکز
 میں خاموش اور ساکن بیٹھا رہتا ہے لیکن اس جگہ کی ہزار ہا شاخیں ہیں اور وہ ان
 میں سے ہر ایک کی خفیہ جنبش سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ خود ارتکاب جرم میں کوئی
 عملی حصہ نہیں لیتا۔ اس کا کام منصوبے سوچنا ہے۔ اس کا زبردست دماغ سب کچھ
 سوچ لیتا ہے۔ اس کی ہدایت کے مطابق سینکڑوں جرم سرزد ہوتے ہیں۔ اگر جرم
 سرزد کرنے والا کارندہ پکڑا جاتا ہے تو اس کی ضمانت یا اس کے حق میں مقدمہ کی پیروی
 کے لئے روپیہ فوراً بہم پہنچایا جاتا ہے لیکن مرکزی طاقت جو مجرم سے کام لیتی ہے۔
 کبھی نہیں پکڑی جاتی بلکہ اس کے متعلق کسی کو کسی قسم کا شبہ تک بھی پیدا نہیں ہوتا اس
 منظم جماعت کا میں نے اپنے استدلال سے پتہ لگایا ہے اور اس کے توڑنے اور گرفتار
 کرانے میں میرے تمام قویٰ نہایت سرگرمی کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔
 لیکن پروفیسر مورٹی اپنی مکاری کے جال میں ایسے محفوظ طریقہ سے بیٹھا ہے کہ
 شروع میں مجھے اس کو مجرم ثابت کرنے کے لیے شہادت فراہم کرنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا
 تھا۔ پیارے دانش مند میرے قوائے عمل و فکر سے بخوبی آگاہ ہوا تاہم مجھے اعتراض کرنا
 پڑتا ہے۔ کہ تین ماہ کی ان تھک کوششوں کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ میرا مقابلہ
 ایک ایسے حریف کے ساتھ ہے جو دماغی لحاظ سے میرا ہم پلہ ہے۔ اس کے جرموں سے
 جو نفرت میرے دل میں پیدا ہوئی تھی وہ اس کی شطارت اور دانشوری کی تعریف سے
 دب گئی تھی۔

آخر کار وہ ایک سفر کے لئے لندن سے باہر نکلا۔ اس کی عدم موجودگی میں میرے منصوبے پختہ و پز کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اب میں نے اس کے گرد ایک ایسا جال کھینچ دیا ہے کہ اس میں سے نکلنا مشکل ہے تین دن کے بعد یعنی آئندہ دو شنبہ کو میری تجاویز پبل لائینگی اور پروفیسر مع اپنی جماعت کے سرفتوں کے قانون کے آہنی پنجے میں گرفتار ہوگا۔ اس وقت دنیا اس صدی کے سب سے بڑے مجرم اور سب سے نادر مقدمہ سے چونک اٹھ گی کیونکہ چالیس سے زیادہ سرسبزہ راز افشاء ہونگے اور اتنی ہی پر اسرار قتل و غارت کی وارداتوں کا صحیح کھوج مل جائیگا۔ اس وقت ان سب کے گتے میں رسی ہوگی لیکن اگر ہم سے اس وقت بھی ذرہ برابر غرضش ہوئی تو وہ ہمارے ہاتھ سے صاف نکل جائیں گے۔

”اگر میں یہ سب کچھ پروفیسر مورٹی کے علم کے بغیر کر سکتا تو کیا ہی اچھی بات ہوتی۔ لیکن وہ حد سے زیادہ مگن اور ہشیار ہے۔ وہ میری ہر ایک چال سے باخبر ہے اور اُسے میرے ہر ایک منصوبے کی اطلاع ہے ہر ایک موقع پر وہ میری گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ لیکن میں بھی چوکتا تھا۔ میں نہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہماری اس خاموشی و مقامت کا مفصل بیان شائع کیا جائے تو وہ سرسبزہ رسانی کی تاریخ میں سب سے اعلیٰ افسانہ تصور ہوگا۔ آج تک میں کبھی اتنا بلند نہیں ہوا تھا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ آج تک مجھے کسی حریف نے اس قدر زیادہ زح بھی نہیں کیا تھا۔ آج صبح میری تجاویز پختہ ہو گئی تھیں اور میں اپنے کمرہ میں مطمئن بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ تین دن بعد دنیا کو سب سے بڑے مجرم سے نجات مل جائے گی کہ ناگاہ میرا دروازہ کھلا اور پروفیسر مورٹی میرے سامنے کھڑا تھا۔

”واٹن تمہیں معلوم ہے کہ میرے اعصاب کافی مضبوط ہیں لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں نے اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو میں چونک اٹھا۔ وہ گلاشستہ چند دنوں سے

جس کی جگہ بنا ہوا تھا اس لیے اس کے مجسم موجود ہونے سے ایک
 لڑکے کے لیے بچے۔ واہجہ ہوا کہ میں میرے خیالات کو مجسم بن کر میرے سامنے نہیں
 آئیے لیکن میں جلدی سنبھل گیا۔ اس کی شکل و شبہت سے میں بخوبی واقف ہوں۔
 وہ بہت ڈبلا پتلا اور طویل قامت ہے۔ اس کی پیشانی گیند کی طرح باہر ابھری ہوئی ہے
 اور اس کی دونوں آنکھیں اس کے سر میں اندھسی ہوئی ہیں۔ کثرت مطالعہ سے اس کے
 کندھے گول ہو گئے ہیں۔ وہ میری طرف گھور کر دیکھتا رہا۔ آخر کار اس نے کہا تہا
 پیشانی میری توقع سے کم ابھری ہوئی ہے۔ بھرا ہوا۔ - طینچہ کوٹ کی جیب میں
 رکھنا اور چھونا خطرناک ہے۔

”امر واقعہ یہ ہے کہ اس کے داخلہ کے وقت میں نے اپنی جان کے بچاؤ کے
 لیے میرے خانہ میں سے اپنا طینچہ نکال کر جیب میں ڈال لیا تھا اور اب کپڑے کے
 نیچے سے اس کی طرف نشانہ ٹیک کر رہا تھا۔ اس کا یہ چہیتا ہوا فقرہ سُنکر میں نے طینچہ
 جیب میں سے نکال کر میرے پر رکھ دیا۔

”تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مجھے سنسین

پہچانا۔

”میں نے جواب دیا۔ ”برعکس اس کے میں آپ کو بخوبی پہچانتا ہوں۔ تشریف

رکھیے۔ اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو میں آپ کو پانچ منٹ دے سکتا ہوں۔“

”اس نے کہا جو کچھ مجھے کہنا ہے آپ کو، سو وقت تک معلوم ہو چکا ہے،

”میں نے جواب دیا ”تو غالباً آپ کو میرا جواب بھی معلوم ہو گیا ہے۔“

”وہ آپ باز نہیں آئیں گے؟“

”قطعاً نہیں۔“

”اس نے اپنا ہاتھ اپنی جیب میں ڈالا اور میں نے میرے پر سے پستول اٹھایا۔

لیکن اس نے جیب سے صرف ایک روزنامہ نکالا جس میں چند تاریخیں جلد ہی سے مٹ گئی
ہوئی تھیں۔

”آپ پہلی دفعہ ۲ جنوری کو میرے مزاحم ہوئے تھے۔ ۲۳ کو آپ نے مجھے پہلی
دفعہ تکلیف پہنچائی تھی۔ وسط فروری تک میں آپ کے ہاتھوں کا کافی تنگ آ گیا تھا۔ تاریخ
کے اخیر تک میں اپنے منصبوں میں ناکام ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور اب اپریل کے
اخیر میں آپ کی مسلسل جدوجہد سے مجھے اندیشہ ہے کہ میری آزادی بالکل سلب ہو جائے گی
حالت اب بالکل نازک ہے۔“

”کیا آپ کو کچھ اور کہنا ہے؟“

”مستر ہو مز آپ مجھے ستانے سے باز آجائیں آپ کو اس کام سے دست بردار
ہو جانا چاہیے۔ آپ کو ابھی طرح سے معلوم ہے کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے،
میں نے جواب دیا دوشنبہ کے بعد دست بردار ہو جاؤں گا،“

”اس نے بے صبری کے ساتھ کہا بالکل فضول۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بیباک ذہین
آدمی اس معاملہ کے انجام کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اس امر کا خاتمہ صرف ایک ہی طریقہ سے
ہو سکتا ہے۔ آپ کو ابھی سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ آپ نے معاملات کو اس طرز
سے تنگ کر دیا ہے کہ اب ہمارے لئے صرف ایک ہی چارہ کار باقی رہ گیا ہے جس
خوش اسلوبی سے آپ نے ہماری پیروی کی ہے اس سے مجھے دماغی لذت حاصل ہوئی
ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ہمیں آپ کے خلاف کوئی سخت کارروائی مجبوراً کرنی پڑی
تو مجھے افسوس ہوگا۔ آپ مسکراتے ہیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے ضرور سچ
ہوگا۔“

”میں نے جواب دیا میں خطرات سے نہیں ڈرتا۔ وہ پیر کے پیشہ کا ایک ضروری

جزو ہیں،“

اپنے لئے جواب دیا یہ کوئی معمولی خطرہ نہیں ہے۔ یہ یقینی موت اور تباہی ہے۔
 آپ صرف ایک آدمی کے خلاف تہذیبی آزماہیں ہیں بلکہ آپ کی مخالفت ایک زبردست
 جماعت تکمیل ہوئی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اپنی غیر معمولی چالاکی کے باوجود
 آپ اس جماعت کی صحیح اہمیت معلوم کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ مسٹر ہومز یا تو آپ الگ رہینگے
 ورنہ پاؤں کے نیچے کھل دیئے جائینگے

میں نے کھڑے ہو کر کہا میں ڈرتا ہوں کہ اس گفتگو کی خوشی میں، میرے چند
 ضروری کاموں کا حرج ہو رہا ہے۔

”یہ سن کر وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور افسوس کے ساتھ سر ہلا کر میری طرف دیکھتا رہا۔
 ”آخر کار اس نے رخصت ہوتے وقت کہا مجھے افسوس ہے لیکن میں نے اپنی
 طرف سے آپ کو ہلاکت سے بچانے کی پوری کوشش کر دی ہے۔ آپ دو شنبہ
 سے پہلے کچھ نہیں کر سکتے۔ اس روز آپ مجھے مقید دیکھنا چاہتے ہیں لیکن یقین جائیے
 کہ ایسا ہرگز بھی نہیں ہوگا بلکہ اُس سے پہلے آپ دنیا سے رخصت ہو چکے ہونگے
 میں نے کہا مسٹر ہورٹی آپ نے میرے منہ پر میری بہت تعریف کی ہے۔ میں
 صرف ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے آپ کی تباہی کا یقین ہو جائے
 تو میں عوام الناس کی بہتری کے خیال سے خوشی کے ساتھ اپنی زندگی کھو کر اس کی قیمت ادا
 کر سکتا ہوں۔“

”میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ موخر الذکر بات ضرور ہو کے رہے گی لیکن پہلی بات کے
 متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا یہ کہ وہ غم و غصہ کی حالت میں میرے کمرے سے چپ چاپ نکل گیا۔
 ”پروفیسر ہورٹی کے ساتھ میری نزاعی ملاقات کا حال مختصراً آپ نے سن لیا ہے
 میں یہ امر آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی نرم متین گفتگو کا میرے دل پر گہرا اثر
 ہے۔ اگر وہ سنہنی اور درشت کلامی سے پیش آتا تو میں ہرگز اس کی دھمکیوں کی پروا نہ کرتا
 آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے متعلق پولیس کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ اور مناسب جتائیں

عمل میں لانی چاہئیں۔ ایسا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرے دوست علی
کارروائی اس کے معاون اور کارندے کریں گے وہ خود کچھ نہیں کریگا۔ اور میرے پاس
ایسا باور کرنے کے لیے بہترین وجوہات ہیں۔“

”تو کیا آپ پر حملہ کیا گیا ہے؟“

”میرے پیارے واٹسن۔ تم مورتی کو نہیں جانتے وہ دیر کرنے والا آدمی نہیں
ہے ابھی سے اس کی وسیع جرائم پیشہ جماعت نے میرے خلاف کارروائیاں شروع کر دی
ہیں۔ آج دوپہر کو میں آکسفورڈ سٹریٹ میں کسی کام کے لیے گیا تھا۔ جونہی کہ میں ایک
کوٹے پر سے مڑنے لگا ایک دو ایسہ گاڑی بہت تیزی کے ساتھ دوڑتی ہوئی میرے
پاس سے نکل گئی۔ میں اچھل کر الگ ہو گیا اور بال بال بچ گیا۔ اس کے بعد میں خوب دیکھ
بھال کر چلتا رہا لیکن جب میں ڈیر سٹریٹ میں پہنچا تو ایک اینٹ ایک گھر کی چھت سے گری
اور میرے پاؤں کے پاس ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ میں نے پولیس کے سپاہیوں کو بلا یا۔
اور اس گھر کا معائنہ کروایا۔ مرمت کے لیے چھت پر اینٹوں کا ایک انبار لگا ہوا تھا اور
مجھے یقین دلا یا گیا کہ ہوائے کے جھونکے سے ایک اینٹ گر پڑی ہوگی۔ میں حقیقت حال
سے آگاہ تھا لیکن ثبوت مشکل تھا اس لیے خاموش رہا۔ اس کے بعد ایک کرایہ گاڑی
میں بیٹھ کر اپنے بھائی کے پاس گیا۔ سارا دن میں نے وہاں گزارا ہے اور آپ کے پاس
آیا ہوں۔ راستہ میں ایک بد معاش نے میرے اوپر لاشی کا وار کیا۔ میں نے اسے گرا دیا
تھا اور اب وہ پولیس کی حفاظت میں ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بد معاش
اور ہمارے گرفتارے پر و فیسر مورتی کے درمیان جوہاں سے دس میل دور بیٹھے ہوئے ملے
مسائل حل کر رہا ہے کوئی تعلق ثابت نہیں کیا جاسکے گا اب آپ کو کوئی تعجب نہ ہو گا کہ میں
نے آپ کے ہاں پہنچ کر سب سے پہلے روشندان کیوں بند کئے تھے اور پھر دروازہ میں سے باہر نکلنے
کی بجائے آپ کے بلوغ کی دیوار بچاند کر باہر جانے کی اجازت کیوں مانگی تھی۔“

میں اپنے دوست کی ہمت کا مداح ہوں لیکن تعریف شان کے جو خیالات اس وقت

دن بھر کے مصائب کو نہایت اطمینان کے ساتھ بیان کر دیا تھا، میرے دل میں جو بوجھ
 ہونے لگا۔ پہلے ہی نہ ہونے لگا۔

نے کہا: "آج شب آپ میرے ہاں آرام کریں۔"
 "میرے دل میں میرے دوست۔ میں آپ کے لئے ایک خطرناک جہان ثابت ہو گیا
 میں نے اپنا منصوبہ گاتھ لیا ہے انشاء اللہ ہمارے سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ پروفیسر موہلی
 اور اس کی جماعت کی گرفتاری کی تجاویز پختہ ہو چکی ہیں اور میری عزیز مدد کے بغیر آئندہ دو شنبہ
 کو وہ سب گرفتار کیے جاسکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ ان ایام میں میرا یہاں سے
 چلا جانا بہتر ہے۔ چنانچہ اگر آپ میرے ہمراہ سفر کر سکیں تو میں نہایت خوشی کے ساتھ براعظم
 پر جا کر یہ دن گزار دوں گا۔"

آپ کب روانہ ہونا چاہتے ہیں؟

"صبح"

دیکھا یہ امر فیصلہ شدہ ہے؟

"بالکل۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ آپ میری ہدایات پر بلا کم و کاست عمل کریں
 کیونکہ حالت بہت نازک ہے۔ جو اسباب آپ کو ساتھ لینا ہے آپ اسے آج رات ہی وکٹوریہ سٹیشن
 پر اپنا پتہ لگے بغیر جو ادیں۔ صبح کو آپ ایک کراہی گاڑی منگائیں، لیکن ملازم کو ہدایت کر دیں کہ
 پہلی اور دوسری گاڑی جو اسے لے وہ نہ لائے۔ اس گاڑی میں آپ کو درکنہ بیٹھ جائیں اور
 کو جوان کو اپنا پتہ کاغذ کے پرزہ پر لکھ کر تائیں اور اس سے کہیں کہ وہ اس پرزہ کو نہ پھینکے۔ کراہی
 ادا سنگی کے لئے تیار رکھنا اور آریڈ میں سے گزر کر دوسری طرف پوسٹ ہونے سے پہلے پہنچنے کا بندوبست
 کر لینا۔ آپ کو ایک چھوٹی سی گاڑی وہاں ملیگی جس کا کو جوان سرخ کار والا سیاہ کوٹ
 پہنے ہوگا۔ آپ اس گاڑی میں خاموش بیٹھ جائیں پھر آپ صبح وقت سٹیشن پر پہنچ جائیں گے
 "آپ مجھے کہاں ملین گے؟"

"سٹیشن پر، انجن کی طرف دوسرے نمبر کی فرسٹ کلاس گاڑی آپ کے لئے مخصوص ہوگی۔"

تو پھر گاڑی ہماری ملاقات کی جگہ ہے
”ہاں“

باوجود میرے اصرار کے ہومز رات کو مسیگر ہاں نہ سویا دروازے میں بیٹھے جانے کی بجائے وہ باغ کی دیوار بچاند کر باہر گیا اور ایک گاڑی میں سوار ہو کر بیکری اسٹریٹ روانہ ہو گیا۔

دوسرا حصہ

صبح کو میں نے اس کی ہدایات سے سرمو تجاوز نہ کیا۔ اسباب کی روانگی اور کرایہ گاڑی کی سواری میں سب احتیاطیں برتی گئیں۔ اور ٹھیک پونے نو بجے مجھے ایک گاڑی ملی جس کا کوچوان سسج کا لروا لاسیاء کوٹ پہنے ہوتا تھا۔ وہ گاڑی بظاہر میری منتظر کھڑی تھی کیونکہ چوٹی میں نے اس میں قدم رکھا وہ روانہ ہو گئی۔ یہاں تک کہ کوچوان نے میری طرف نظر اٹھا کر ہنسی دیکھا یہاں تک سب مر ایل بجز خوبی طے ہوئے تھے ”مخصوص“ گاڑی میں میرا سباب رکھ لیا ہوا تھا۔ لیکن ہومز کہیں نظر نہیں آتا تھا میں نے پلیٹ فارم پر اسکی تلاش کی لیکن وہ مجھے نہ ملتا چنڈھے میں نے ایک ضعیف طالوی پادری کی ترجمانی میں گڈا سے جو اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں حال کو سمجھاؤ تھا کہ اسکا سباب پیرس بھیجا جائے۔ تھوڑی دیر بعد جب میں اپنی گاڑی میں لوٹا تو وہ ٹسکتہ حال پادری وہاں موجود تھا۔ چونکہ طالوی زبان میں میری استعداد اسکی انگریزی سے بھی کم تھی اس لیے میں اس کو یہ نہ سمجھا سکا کہ یہ گاڑی ”مخصوص“ ہے اور اسے کسی دوسرے خانہ میں جا کر بیٹھنا چاہیے۔ آخر کار میں باؤس ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ اس کے ٹکٹے سے زیادہ مجھے اپنے دوست کے اس وقت تک ٹکٹے کی فکر تھی۔ میں ڈرتا تھا کہ اس پر رات کی وقت کوئی کاری عملہ نہ کر دیا گیا ہو۔ گاڑی کے دروازے بند کرنے لگے تھے اور سیٹی بج چکی تھی کہ ”میرے پیارے وطن“ ایک آواز نے کہا ”اپنے ٹوگڈارنگ تک نہیں کہا“ میں حیران ہو کر آواز کی سمت میں مڑا۔ اطالوی پادری کے چہرے کی جھریاں صاف ہو گئیں تھیں اور آنکھوں میں چمک آگئی تھی۔ لیکن یہ نظارہ صرف ایک لمحہ بھر کے لیے رہا۔ اس کے بعد وہی آثار پھر نمودار ہو گئے۔ اور ہومز بتنی تیزی سے ظاہر ہوا تھا ویسی ہی تیزی سے غائب ہو گیا۔

خدا تمہارا بھلا کرے! تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔“

اس نے نہایت آہستگی سے کہا ”جی ہاں ہر ایک قسم کی احتیاط کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے اور میرے پاس ایسا خیال کرنے کے لیے وجوہات ہیں کہ وہ ہمارے تعاقب میں ہے۔ یہ تو دیکھو وہ سامنے مورچائی خود دکھڑا ہے۔“

میں نے دیکھا کہ ایک لمبا پتلا آدمی ہجوم کو چیرتا ہوا آ رہا ہے اور ہاتھ کے اشارہ سے گاڑی کو روکنا چاہتا ہے لیکن گاڑی سٹیشن سے باہر نکل چکی تھی اور اب اس گاڑی کا شکل تھا۔
ہوٹل سے ہنس کر کہا ”آپ دیکھتے ہیں کہ باوجود ہماری تمام احتیاطوں کے ہم صرف بال بال بچ سکے ہیں اس نے اپنا چغہ اور ٹی شیع اٹار کر ایک طرف رکھ دی اور مجھ سے پوچھا ”کیا آپ نے آج صبح کا کوئی اخبار دیکھا ہے؟“

”نہیں“

”تو آپ کو بیکرا سٹریٹ کی بابت کچھ معلوم نہیں ہے؟“
”بیکرا سٹریٹ؟“

”اُنہوں نے گزشتہ شب ہمارے کمروں کو آگ لگا دی تھی لیکن خدا کا شکر ہے۔ کچھ

زیادہ نقصان نہیں ہوا۔“

”معاذ اللہ۔ یہ ناقابل برداشت ہے۔“

”معلوم ہوتا ہے اس بد معاش کے حملہ کے بعد وہ میری پیروی نہیں کر سکے وگرنہ وہ بیخیال نہ کرتے کہ میں بیکرا سٹریٹ میں آ گیا ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کو بھی تار سے تھے اسی لیے تو پروفیسر مورچی خود اسٹیشن پر آ گیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے کوئی غلطی نہ کی ہوگی۔“

”میں نے آپ کی ہدایات پر من و عن عمل کیا تھا۔“

”دیکھا آپ کو گاڑی منتظر ملی تھی؟“

”وہاں۔“

”کیا آپ نے کوچوان کو پہچانا تھا؟“

”نہیں“

”وہ میرا بھائی مائی گرافٹ تھا۔ لیکن اب ہمیں مورٹی کے متعلق کیا تجویز کرنی چاہیے؟“
 ”چونکہ یہ سب سے تیز گاڑی ہے اور کشتی کا وقت اس سے ملتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ ہمیں نہیں پاسکتا۔“
 ”میرے پیارے دانش مند معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس بات کو نہیں سمجھے کہ یہ آدمی دماغی لحاظ سے میرا ہم پلہ ہے۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اگر میں بھاگنے کی بجائے تعاقب میں ہوتا تو میں ایسی چھوٹی سی گاڑی سے ہار مان لیتا؟ ایسے آپ اسکے متعلق ایسی گھٹیا رائے کیوں قائم کرتے ہیں؟“

”تو پھر وہ کیا کرے گا؟“

”جو سمجھ کر میں کرتا“

”آپ کیا کرتے؟“

”ایک اسپیشل گاڑی خاص طور پر تیز چلنے والی گرا یہ پر لیتا اور تعاقب شروع رکھتا“

”لیکن اسپیشل گاڑی بھی ہمارے بعد پیچھے گی“

”ہرگز نہیں۔ یہ گاڑی کنٹرول بری ٹھہرتی ہے اور کشتی کی روانگی میں علی العموم نصف گھنٹہ کی دیر ہوا کرتی ہے۔ وہ ہمیں وہاں آئے گا۔“

”ہمارے بھاگنے سے مجھے وہم ہوتا ہے کہ ہم ہی مجرم ہیں۔ کیوں نہ ہم اس کے آنے کا انتظار کریں اور جو نہی کہ وہ آئے اسے پولیس کے حوالہ کر دیں“

”ایسا کرنے سے میری تین ماہ کی محنت ضائع ہو جائیگی۔ ہم بڑی مچھلی کو کھینچنے لگے لیکن چھوٹی

مچھلیاں ادھر ادھر دم دبا کر بھاگ نکلیں گی۔ دو شنبہ کو سب کے سب کھٹے جائیں گے نہیں ہمارے عزیز دوست ہیں آپ کی رائے سے متفق نہیں ہو سکتا۔ اس وقت مورٹی کو اکیلے گرفتار کروانا جائزہ“

”پھر آپ کیا کریں گے؟“

”ہم کنٹرول بری پر اس گاڑی کو چھوڑ دینگے“

”اور پھر؟“

پھر ہم راستہ بدل کر دو افراد کو گھومتے پھرنے کے اور نو روٹی کے تھکے تعاقب میں پیرس پہنچ جائیگا۔ مجھے یہ تجویز ناپسند ہی کیوں کر ہے جو عموماً کی طرح بھاگنا اور چھپتے پھرنا مرغوب نہ تھا لیکن اپنے دوست کی مخالفت بھی ممکن نہ تھی اس لیے میں نے مجبوراً اس کے ساتھ کلب ریزی پر اپنی آرام وہ گاڑی کو چھوڑ دیا۔

میں اپنے افسوس میں محو تھا کہ شرکاء جو مزے میری آستین کھینچ کر کہا "آپ دیکھتے ہیں؟" سٹیشن سے دور جنگل میں دو عورتیں کی ایک ہلکی سی لکیر دکھائی دیتی تھی۔ ایک لمحہ بعد ایک گاڑی اودا بن سوئس فی گھنٹہ کی رفتار سے آتے ہوئے نظر آئے اور ہم شکل اسباب کے ایک ٹھہر کے پیچھے چھپنے پائے تھے کہ وہ گاڑی اودا بن سٹیشن پر سے گزر گئی۔

جو مزے اشارہ کر کے کہا "وہ دیکھو اسوئس وہ جا رہا ہے۔ انسانی ذہانت واقعی محدود ہے اگر وہ میری طرح استدلال کرتا اور جو کچھ میں نے کیا ہے وہ کرتا تو واقعی ایک لطیف مقابلہ ہوتا۔" میں نے پوچھا "اگر وہ ہمیں یہاں پالتا تو وہ کیا کرتا؟"

"وہ یقیناً مجھے قتل کرتے کہیں میرے اوپر حملہ کرتا لیکن میں اس کے لیے تیار ہوتا اور

تجربہ خواہ کچھ ہی ہوتا مقابلہ خوب ہوتا۔"

اگلے روز ہم برسکیز پہنچ گئے اور دو روز وہاں قیام کیا۔ دو شنبہ کی صبح کو جو مزے لندن

تاریکھی۔ شام کے وقت پولیس کی طرف سے ہمیں ایک تار ملا۔ جو مزے نے اس کو بے تابی سے کھولا لیکن پڑھنے کے بعد حقارت کے ساتھ اسے آگ میں پھینک دیا۔ اس نے آہ سرد کھینچ

کر کہا "مجھے اسی کا اندیشہ تھا۔ وہ بیچ گیا ہے!"

"مورٹی"

"ہاں۔ انہوں نے اس کی جماعت کے تمام افراد کو گرفتار کر لیا ہے لیکن وہ ان کے ہاتھ

نہیں آسکا جب میں وہاں نہیں تھا تو اسکا رد مقابل وہاں کوئی نہ تھا۔ تاہم میرا خیال تھا کہ میں نے پولیس کو کافی سے زیادہ تیار رکھا ہے۔ احمقوں کا یہ گروہ بڑے کاموں کے لیے

بالکل نچلا ہے اور ان پر ایسا میرا خیال ہے کہ اب آپ انگلستان چلے جائیں۔"

حکایات شرک ہومز

”کیوں؟ خیر باشد!“

”کیونکہ میں اب آپ کے لیے ایک خطرناک رفق ثابت ہو سکتا ہوں۔ موتی اب کہیں کا نہیں رہا۔ اس کا کام بگڑ گیا ہے۔ اگر وہ لندن واپس گیا تو اسے گرفتاری کا خطرہ ہے۔ اگر میں اسکی فطرت کو صحیح طور پر سمجھتا ہوں تو وہ آئندہ میرے ساتھ انتقام لینے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دیگا۔ برعکس اس کے پیسہ کی فلاح کے خیال سے میرے اوپر اس وقت تک آرام میں حاکم ہے۔ جب تک کہ میں اس ہبائشیطان کو سزا نہ دلوں۔ بہترینی ہے کہ آپ لندن واپس چلے جائیں“

میسر کان اس درخواست کے لیے ہرے تھے میں اپنے دوست کیساتھ اس کے سایہ کی طرح لگا رہا۔

تفسیر حصہ

شرک ہومز مختلف ملک کی سیر کرتا رہا۔ لیکن میں وہ غوسے سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے ایک لمحہ کے لیے بھی پرو فیسر مورٹی نہیں بھولتا تھا۔ سنان جھل اور بلڈ پھاڑوں کے اوپر بھی وہ ایک غیر معلوم خطرہ کے لیے چونکا رہتا تھا۔ ایک دن ہم کوہ الپس کے ایک خوبصورت مقام پر سیر و تفریح میں مصروف تھے کہ اوپر سے ایک چٹان گری اور ہمارے پاس سے ہوتی ہوئی ٹھکل گئی۔ ہمارا رہنما ہمیں لاکھ یقین دلاتا تھا کہ چٹان کا پھسلنا اتفاقیہ امر ہے لیکن شرک ہومز نے اس کی ایک بھستی اور مسکرا کر ادھر ادھر دیکھ بھال میں مصروف ہو گیا۔

شب و روز چونکا رہنے کے باوجود شرک ہومز کی طبیعت کبھی پڑمردہ نہیں ہوتی تھی۔ وہ مجھے بارہا کہتا تھا کہ اگر سے یقین ہو جائے کہ سوسائٹی کو موتی سے نجات حاصل ہو گئی ہے تو وہ بخوشی اپنی یقینہ زندگی دیہات میں رہ کر بسر کرے گا۔ اب بھی جو کچھ میں کر سکا ہوں اس سے میرے دل میں ایک گونہ تسلی ہے کہ میری زندگی بیکار صرف نہیں ہوئی۔ لندن کی ہوا بہت سبب صاف اور جرائم کی کثافت سے پاک ہے۔ بہر کیف جس دن میں یورپ کے اس ہبائشی مجرم کو گرفتار یا ہلاک کر سکو نگا۔ آپ کی ان تصانیف کا سلسلہ بند ہو جائیگا کیونکہ اس کے

شرکاء ہومز کی موت

۱۸۳

بعد میرا کوئی کاروبار بیان کرنے کے قابل نہ ہوگا۔

جو کچھ بگے بیان کرنا ہے میں مختصر بیان کر دوں گا کیونکہ یہ ایسا مضمون نہیں ہے جس کو

میرا قلم خوشی سے چل سکا۔

۳ مئی ۱۹۸۱ء کو ہم موضع میزگین میں پہنچے یہاں ہم انگریزی ہوٹل میں مقیم ہو گئے ہوٹل کے مالک نے ہمارے سامنے قریب کے آبشار کی اتنی تعریف کی کہ ہم ۳ مئی کو سہ پہر کے وقت اسے دیکھنے کے لئے باہر نکلے۔

آبشار کا فطر، ایک دل دہلا دینے والا نظارہ ہے پانی بلندی سے زور کے ساتھ گرتا ہے اور شور مچاتا ہوا نیچے پہاڑی نالے میں جا ملتا ہے۔ اس کے پاس ایک گہرا بھیاٹک غار ہے جس کی طرف دیکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

ہم آبشار دیکھنے کے لئے سیدھا راستہ چھوڑ کر پہاڑ کو عبور کر کے جانا چاہتے تھے۔ ابھی ہم کو ہوٹل سے چلے ہوئے آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ ایک پہاڑی لڑکا ہمارے پاس ایک خط لیکر آیا خط میرے نام تھا اور یہ ہوٹل کے کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ ہوٹل کے مالک نے مجھے اطلاع دی تھی کہ ہماری روانگی کے چند منٹ بعد ایک مریض انگریز خاتون وہاں پہنچی ہے۔

اس کی حالت شدت مرض سے پہلے ہی ابتر تھی لیکن ہوٹل میں پہنچنے سے ایک گھنٹہ شدید "ہیمرج" (جریان خون) ہو گیا ہے اور وہ حالت نزع میں ایک انگریز ڈاکٹر کو اسے بستر مرگ پر دیکھ کر ضرور ملٹن ہو گی۔ مالک ہوٹل نے مجھ سے بصد منت و سماجت درخواست کی تھی کہ میں ضرور سہرے سے ملنے ہوٹل پہنچ جاؤں۔ اس درخواست کو رو کر مانا ممکن تھا۔ لیکن میں ہومز کو اکیلا چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تھا آخر کار ہومز کے ساتھ یہ طے ہوا کہ وہ پہاڑی نامہ بر کو بطور رہنما اپنے ساتھ لے کر آئے اور آبشار کے پاس جا کر میرا انتظار کیے۔ جب میں اس سے جدا ہوا تو وہ پہاڑ کے ساتھ تکیہ لگا کر کھڑا تھا۔ اس کے بازو اس کے سینہ پر رکھے تھے اور اس کی نظر آبشار کی طرف مڑی ہوئی تھی قسمت میں یہ ہی لکھا تھا کہ اس دنیا میں اسے اسکے بعد نہ دیکھ سکوں گا۔

جب میں تھوڑی دور چلا گیا اور ہومز میری نظروں سے اٹھل ہو گیا تو میں نے ایک آدمی کو تیزی کے ساتھ پہاڑی راستہ پر چلتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس وقت اس کی تیزی اور مستندی کو غور و غور سے دیکھا۔ لیکن جب میں آگے بڑھا تو میں عاتون کی بیماری کے خیال میں اسے بالکل بھول گیا۔

ہوٹل پہنچے پر میری حیرت کی کچھ انتہا نہ تھی جب میں سٹریوٹل کے مالک کو اطمینان کے ساتھ سبز گھاس پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ تاہم میں نے اپنے ٹیس ضبط کر کے کہا "میں امید کرتا ہوں کہ اس کی حالت زیادہ رومی نہیں ہے؟"

اس نے حیران ہو کر جواب دیا "کون؟ کس کی حالت رومی ہے؟" میں نے جیب سے خط نکال کر لے دیکھا۔ اس نے اس کی تحریر سے قطعاً انکار کیا لیکن اس نے جلد ہی یاد کر کے کہا "یہ ضرور اس لیے قر کے انگریز نے لکھا ہو گا جو آپ کی روانگی کے چند منٹ بعد ہوٹل میں آیا تھا۔ وہ کہتا تھا..."

مجھے ہوٹل کے مالک کا فتنہ سننے کی تاب نہ تھی۔ میرا دل کانپ گیا اور میں بے تحاشہ واپس دوڑا۔ لیکن میری تمام جدوجہد فضول تھی۔ ہومز کا وہاں نام و نشان بھی تھا۔ اس کی پہاڑی چٹری اسی مقام پر پڑی ہوئی تھی جہاں میں اس سے جدا ہوا تھا۔ میں نے زور سے اس کا نام لے کر پکارا لیکن سولے اپنی آواز بازگشت کے جو اسی کا نام پھر پکار تھی اور کوئی جواب میرے کانوں میں نہ آیا۔

تھوڑی دیر تک میں مہیوت کھڑا رہا۔ پھر میں نے سوچنا شروع کیا کہ اگر ہومز میری جگہ ہوتا تو کیا کرتا۔ میں خود سمجھ گیا کہ اس کی چٹری میری رہنمائی کے لیے وہاں گاڑی گئی تھی وہاں سے آگے راستہ ایسا مرطوب تھا کہ اگر زندہ بھی اس پر چلتا تو اس کے نشان صاف دکھائی دیتے۔ اس راستہ پر مجھے دو آدمیوں کے قدموں کے نشان صاف دکھائی دیے۔ دونوں آگے جا رہے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا تھا۔ چند قدم آگے چل کر ایک جھمٹی اگھڑی ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونوں آدمی یہاں کھڑے

میں ننگا و ڈرائی۔ رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور سولے آبتار کے بچانگ شور کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

مجھے یقین تھا کہ میرا دوست ضرور میرے لئے کوئی پیغام چھوڑ گیا ہوگا۔ آخر کار میری تلاش کامیاب ہوئی۔ اس کی چھڑی کے پاس اس کا سگار دان رکھا ہوا تھا۔ جب میں نے اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے ایک کاغذ پھڑپھڑاتا ہوا ایکڈنڈی پر گر پڑا۔ میں نے اس کاغذ کو کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ اس کی جسی ڈائری کے تین درجے تھے۔ تحریر اور انشاء ہو چکا ویسے ہی صاف اور واضح تھے جیسے کہ اس نے یہ خط اپنے کمرے میں بیٹھ کر اطمینان سے لکھا ہے اس کے خط کا مضمون یہ تھا:-

”میرے پیارے واٹن میں یہ چند سطروں پر و فیئر مورتی کی مشفقانہ اجازت سے لکھ رہا ہوں۔ پرو فیئر مورتی اس وقت میرے ساتھ ان مسائل کا آخری تصفیہ کرنے کا منتظر ہے جو میرے اور اس کے درمیان متنازعہ فیہ ہیں۔“

اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ کس طرح پولیس کی گرفت سے بچتا رہا ہے اور ہماری حرکات سے باخبر رہا ہے۔ اس بیان سے جو وقت میرے دل میں اس کی قابلیت اور ذہانت کے متعلق پہلے سے تھی دوبالا ہو گئی ہے۔ مجھے اس وقت اس امر کی خوشی ہے کہ میں خلق خدا کو اس کے موزی وجود سے نجات دلوانے والا ہوں گو کہ جو وقت میں اس وقت ادا کرونگا۔ اس سے میرے دوستوں کو بالعموم اور میرے پیارے واٹن کو بالخصوص بہت سچ ہوگا۔ لیکن اس سے قبل میں آپ کو بوضاحت سمجھایا ہوں کہ میرے لئے اس سے بہتر موت اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ مورتی کو ساتھ لے کر وہیں آجائے تاکہ جو خط آپ کو دیا گیا ہے محض دھوکے کی ٹیڑھی ہے۔ میں نے آپ کو ہوٹل کی طرف اس لئے روانہ کر دیا تھا کہ شاید آپ کے چلے جانے سے کوئی نئی بات ظاہر ہو جس سے اس طویل انتظار کا

فاتحہ ہو سکے۔ وگلا نطناں اشد من الموت۔

”انسپیکٹر بیٹرن کو بتا دیجئے گا کہ مورٹی کی جماعت کی گرفتاری کے متعلقہ کاغذات بیرے کمرہ کے ایک طاق میں ملین گئے جن کے اوپر حرف ”میم“ لکھا ہے۔ روزانی سے قبل میں نے اپنی جائیداد اپنے بھائی کے نام منتقل کر دی تھی۔ براہ کرم مسٹر بیٹرن کو میرا سلام کہیے۔“

میں ہوں آپ کا مخلص دوست شریک ہومز

یقینہ واقعات کے بیان کے لئے صرف چند الفاظ درکار ہیں۔ موقعہ واردات کے غامض مطالعہ کے بعد ماہران فن نے اس امر کا فیصلہ کیا کہ شریک ہومز اور مورٹی کی موت آثار کے پاس یقیناً واقع ہوئی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لے گئے تھے نیچے غار میں گرے ہونگے۔ وہاں سے ان کے مردہ جسم نکالنے کی کوشش بالکل ناممکن تھی۔ غار بہت گہرا ہے اور اس کی تہ پر آبشار کا پانی زوروں سے گر کر ہر ایک چیز کو دور پہاڑے جاتا ہے۔ قدرت کی نیرنگیاں عجیب و غریب ہیں۔ جو دو آدمی بیٹے جی ایک دوسرے کے خون کے پھانسی تھے۔ مرتے وقت ایک دوسرے کی آغوش میں مرے۔ دنیا کا ایک نہایت خطرناک مجرم اور قانون کا سب سے بڑا حامی اور مددگار اسی غار کے کسی گن گمشدہ گوشہ میں ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ پہاڑی نامہ بر کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مورٹی کے پیشمار معاونوں میں سے ایک تھا۔ مردوں کے حق میں کسی قسم کے برے الفاظ استعمال کرنا نازیبا ہے لیکن جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے مجبوراً کیا ہے۔ ایک غلط اتہام کی تردید کے لئے ضروری تھا کہ صداقت کے پہرہ سے نقاب اٹھائی جاتی۔ مورٹی کے مرنے کے بعد اس کی جماعت کا شیرازہ بکھر گیا۔ قانونی شکنجہ میں پھنکر سوائے دو کے اس کے سب معاون ہلاک ہو گئے اور اس طور سے میرے بمثل دوست کی زندگی کا فاتحہ ایک کاریفی کی تکمیل میں ہوا۔



مقابل صفحہ ۱۸۶ [ماہران فن نے اس امر کا فیصلہ کیا کہ شرک ہو مزا اور مورتی کی عورت
 آپسار کے پاس یقیناً واقع ہوئی ہے۔ دو ذرا ایک دوسرے کے ساتھ لیٹے ہوئے بیٹھے
 خادیں گرسے ہونگے

شُرلاک ہومز

کی کہانیاں

مترجم : شیخ فیروز الدین مراد

آنکھوں کی کہانی

شکر لک ہو مزی واپسی

خالی گھر والا کارنامہ

حصہ اول

موسم بہار ۱۹۸۹ء میں آنریبل انڈیا ڈیر کے پراسرار قتل سے تمام لندن رطہ حیرت میں تھا۔ قتل نہایت غیر معمولی طریقہ سے ہوا تھا اور اس کے کوائف بالکل ناقابل شرح تھے۔ جو واقعات پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہوئے تھے، پبلک ان سے بخوبی آگاہ ہے، لیکن بعض ضروری اور دلچسپ حالات اس وقت ظاہر نہیں کیے گئے تھے۔ اب دس سال گزرنے کے بعد مجھے کل واقعات کے افشاء کی اجازت ملی ہے۔ یہ جرم بجاے خود نہایت دل چسپ تھا، لیکن اس کی دلچسپی اس کے غیر متوقع خاتمہ اور مابعد کے واقعات کے مقابلہ میں بیچ ہے۔ اس وقت بھی، ایک طویل عرصہ گزر چکنے کے بعد محض اس کے خیال سے میرے دل میں خوشی، حیرت اور بے اعتباری کی لہریں تلاطم پیا کر دیتی ہیں۔ میں اپنے ناظرین کرام سے ہاتھوں نے میرے فاضل دوست مسٹر شکر لک، جو مزی کے کارناموں میں جنھیں میں وقتاً فوقتاً قلمبند کرتا رہوں، دل چسپی کا اظہار کیا ہے، التوا کے لیے عذر خواہ ہوں۔ مفصلہ ذیل معلومات کی اشاعت میں اس قدر تعویق کے لیے میں قابل ملامت نہیں ہوں، کیونکہ میرے دوست کے مصلح خاص کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا گیا۔ البتہ اب گذشتہ ماہ کی میسرین تلویح کو آنکھوں نے اس ممانعت کو ممنوع کر کے مجھے اشاعت کی اجازت دی ہے۔

شریک ہومز کی صحبت کے اثر سے میں قدرتا جراثیم کے مطالبہ میں دلچسپی لیتا تھا۔ اس لیے اس کے غائب ہونے کے بعد میں اخبارات میں سے کم و بیش تمام وہ پراسرار واقعات اور جراثیم جو پبلک کے سامنے پیش کیے جاتے تھے، ضرور پڑھتا تھا بلکہ اپنے دوست کے طرز استدلال اور طریق استنباط کا اتباع کرتے ہوئے میں نے کئی مسائل حل کرنے کی کوشش بھی کی تھی گو مجھے ان میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی۔ لیکن برائنڈاڈیر کے پراسرار قتل نے میرے دل پر ایک غیر معمولی گہرا نقش قائم کیا تھا اور مجھے رہ رہ کے یہ خیال ستاتا تھا کہ اگر میرا دوست زندہ ہوتا تو وہ ضرور اس سلسلہ راز کی عقدہ کشائی کر سکتا۔

گو اس قتل کے واقعات، اخبارات میں تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں تاہم میں تسلسل بیان کی خاطر ان کو یہاں مختصر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مقتول نواب مینو تھ کا دوسرا بیٹا تھا اور اس کی نسبت ویرفاست امرائے اعلیٰ طبقہ میں تھی۔ نہ کوئی اس کا دشمن تھا اور نہ وہ کسی کا دشمن تھا۔ وہ ایک خوش باش، مرنجاں مرنج امیر نوجوان تھا اس کی عادات سادہ تھیں۔ اس لیے اس امن پسند نواب زادو کے غیر متوقع طور پر ۳۰ مارچ ۱۸۹۱ء کی شب کو قتل ہو جانے سے تمام لندن میں سنسنی پھیل گئی۔

مقتول تاش کھیلنے کا شوقین تھا۔ وہ بعض اوقات شرط لگا کر بھی کھیلتا تھا لیکن اس کی عادت ہمیشہ اعتدال کے ساتھ کھیلنے کی تھی۔ اس کی ہارمیت کی مقدار چند اشرافیوں سے زیادہ ہوتی تھی اور یہ زوم اس کی اہارت کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت تھیں۔ شہنا میں یہ بات ثابت ہوئی تھی کہ قتل کے دن رات کے کھانے کے بعد وہ ایک تاش کلب میں تاش کی بازی کھیلتا تھا۔ جو آدمی اس کے ساتھ کھیلتے تھے وہ ستر مرے، سسر جان ہارڈی در کرنیل مورن جو ان کی شہادت سے ثابت ہوا تھا کہ اس ات کو مقتول نے زیادہ سے زیادہ پینچ پونڈ مارے تھے۔ اس لیے یہ امر بعید از قیاس تھا کہ اس نے اس نقصان

سے متاثر ہو کر خودکشی کر لی ہو۔ اس کی تراواں دولت کے مقابلہ میں یہ قبیل رقم پمچ تھی۔ علاوہ
 ازیں وہ گذشتہ ہفتہ میں کرنیل مورن کے ساتھ شریک ہو کر لارڈ بالمول اور مسٹر
 ملز سے ۲۰ پونڈ جیت چکا تھا۔

قتل کی شام کو وہ زرات کے ٹھیک دس بجے اپنی کلب سے واپس آیا اور خادمہ
 اُسے اپنے کمرہ میں جاتے ہوئے دیکھا۔ چونکہ اس کی ماں اور بہن کسی پچھلے وار کے ماں
 باہری ہوئی تھیں، اس لیے خادمہ اُن کے انتظار میں جاگتی رہی۔ اُس نے ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ تک
 کسی قسم کی کوئی آواز نہیں سنی اُس وقت ذرا تھکا ہوا تھا وہ اپنے اور سیدی اپنے بیٹے
 کے پاس گئیں لیکن اُس کے کمرہ کا دروازہ اندر سے بند تھا اُن کو چیخ پکار کے جواب میں
 اندر سے کوئی جواب نہ ملا مجبور ہو کر مدد طلب کی گئی اور دروازہ توڑا گیا۔ بد قسمت نوجوان میز
 کے قریب مردہ پڑا تھا۔ اس کے سر میں ٹینچہ کی ایک پھیلنے والی گولی سے کاری زخم
 لگا تھا۔ لیکن کمرے کے اندر کوئی کسی قسم کا ہتھیار موجود نہ تھا۔ میز پر دس دس پونڈ کے
 چار نوٹ اور سترہ پونڈ دس شنگ کے سونے چاندی کے سبکے ڈھیروں میں گن کر کے
 ہوئے تھے۔ کاغذ کے ایک تختہ پر چند نام لکھے ہوئے تھے۔ ابران کے بالمقابل کچھ رقم ہونے
 تھیں جس سے یہ قیاس لگایا جاسکتا تھا کہ وہ موت کے وقت اپنی ہار جیت کا حساب ٹھیک
 کر رہا تھا۔

حالاتِ حاضرہ کو بامعان نظر مطالعہ کرنے سے واردات اور زیادہ پیچیدہ معلوم ہوتی تھی
 سب سے پہلے دروازہ کے اندر سے بند ہونے کی کوئی معقول وجہ نہ نظر آتی تھی لیکن تھا کہ قاتل نے
 ایسا کیا ہوا اور قتل کے بعد کھڑکی میں سے باہر کود گیا ہو۔ لیکن کھڑکی زمین سے بیس فٹ بلند تھی
 اور نیچے پھولوں کا ایک ہموار مریض تختہ تھا۔ نہ تو اس تختہ گل پر اور نہ ادھر ادھر گھاس کے
 اوپر کسی قسم کے نشان موجود تھے۔ اس لیے اظہار یہ امر تین قیاس تھا کہ نوجوان نے خود اپنے
 دروازہ بند کیا ہوا تھا تاکہ وہ اہمیتان کے ساتھ اپنی ہار جیت کا حساب جوڑ سکے لیکن

اس حالت میں ایک بڑی مشکل یہ باقی رہ جاتی تھی کہ اس کی موت کیسے وقوع پذیر ہوئی؟
 قاتل کہاں تھا؟ اور وہ کس طرح کمرہ کے اندر آسکا اور اسے علیحدہ اس کے قدموں کے
 نشان مفقود تھے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ قاتل نے باہر کھڑے ہو کر کھڑکی میں سے گولی
 چلائی تو یہ بات واقعی حیرت ناک تھی کہ گولی ایسی بے مثل درستگی کے ساتھ نشانہ رینگ
 اس کے خلاف ایک قوی اعتراض یہ تھا کہ خادمہ نے کوئی آواز نہ سنی تھی گھر کے قریب
 ایک شاہ راہ عام ہے۔ اور سوگڑ سے کم فاصلہ پر گاڑیوں کا اڈا ہڈوں بھی کسی نے گولی چلنے کی
 آواز نہ سنی تھی۔ باوجود ان متضاد امور شہادت کے، مردہ آدمی اور گولی دونوں وہاں
 کمرے میں موجود تھے۔ ان پچیسویں ہاتھوں کے علاوہ، تعجب کی بات یہ تھی کہ نوائیرواہ کا
 کوئی دشمن نہ تھا اور اسے قتل کرنے سے کوئی خاص غرض حاصل ہوتی نظر نہ آتی تھی۔ نقدی
 میز پر امن و امان بڑی ہوئی تھی اس لیے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ قتل کا محرک کیسے ہے؟
 دن بھر میں ان واقعات کو اپنے دل میں ڈالنا پلٹا رہا۔ میں نے اپنے دوست کے
 طرز استدلال کی پیروی کرتے ہوئے اس معاملہ کو حل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن مجھے
 افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مجھے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ سہ پہر کو میں مقتول
 کے گھر کی طرف گیا۔ وہاں تماشبین جمع تھے۔ ایک ڈبلا پتلا آدمی، رنگین چشمہ لگائے ہوئے
 قتل کے متعلق لوگوں کے سامنے اپنے خیالات کی تشریح کر رہا تھا اور مجمع بے غور سن رہا تھا۔
 سننے کی خاطر میں بھی مجمع میں گھس گیا لیکن مجھے اس بیوقوف تشریح میں کچھ دل چسپی پیدا نہ ہوئی
 اس لیے میں اُسے قدم باہر نکل آیا۔ جب میں باہر نکل رہا تھا تو میری ٹھوکر ایک معراج شکل آدمی
 کو جو میرے پیچھے کھڑا تھا، لگی اور اس کی بہت سی کتابیں جو وہ لے جا رہا تھا، سڑک پر گر پڑیں
 میں نے عذرخواہی کی اور خود کچھ نہیں اٹھانے میں اس کی مدد کی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جتنا
 کتابیں اٹھا رہا تھا تو میری نگاہ ایک کتاب پر پڑی تھی جس کا نام ”درختوں کی پرستش کا آغاز“
 تھا۔ اُس وقت مجھے خیال آیا کہ بچا رہ گیا آدمی ضرور کوئی غریب کتب فروش ہے جو اپنی

مخاش کے لیے پڑائی اور نادر کتابیں جمع کر کے پتلا پھرتا ہے، کتابیں بچھا اکٹھی کر لینے کے بعد اس نے میری معذرت کے جواب میں، میری طرف حقارت سے دیکھا اور اڑو عام میں غائب ہو گیا۔ یہ سمجھ کر کہ پتلا پھرتا اس کو یہ لگو کتابیں بہت عزیز ہوں گی، میں نے اس کی نظر تیز نگاہ کا کچھ زیادہ خیال نہ کیا اور واروات کی حالتے وقوع کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گیا، لیکن میری مساعی کا نتیجہ، یہ سچ تھا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ موقعہ واروات کے معائنہ کے بعد مجھے یہ پراسرار قتل اور زیادہ عجیبہ معلوم ہونے لگا۔

میلوس ہو کر گھر لوٹ آیا۔ ابھی مجھے اٹے ہوئے پانچ منٹ بھی نہ گزے تھے کہ خادمہ نے ایک ملاقاتی کی اطلاع کی۔ لیکن جب میں نے حضرت حمید کو کتب فروشس کو دس بار جلد بغل میں دبائے ہوئے اپنے کمرہ میں دیکھا تو میں بہت متعجب ہوا۔

جناب مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے ہیں اس نے ایک نرالی قسم کی بھرائی ہوئی آواز سے کہا میں نے تسلیم کیا کہ میں ضرور حیران ہوا ہوں۔

جناب میں اس طور سے آپ کے پاس آنے کی معافی چاہتا ہوں لیکن جناب میں اپنی درستی سے نادم ہوں اور جو مدد کہ آپ نے مجھے کتابیں اٹھانے میں دی اسکا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے جواب دیا "آپ ایک معمولی سی بات کو بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہیں لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو میرا تپہ کیسے معلوم ہوا؟"

منوشی سے۔ اگر حضور مجھے معاف فرمائیں تو یہ غلام آپ کے پڑوسی ہونے کی عزت گشتا میری دوکان یہاں سے قریب ہی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جناب کو بھی نادر کتابیں جمع کرنے کا شوق ہے یہ ملاحظہ فرمائیے۔ میرے پاس کئی ایک بے نظیر کتابیں ہیں۔ آپ کی دوسری الماری میں خالی جگہ بہت بری معلوم ہوتی ہے۔ پانچ اچھی کتابوں سے اس کی رونق دد بالا ہو سکتی ہے کیوں جناب آپ کا کیا خیال ہے؟"

المداری میرے پیچھے رکھی ہوئی تھی اس لیے میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ جب میں نے ادھر سے سر موڑا تو شرک ہومز میرے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ میں مبہوت ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اور چند لمحوں تک اس کی طرف ٹھیک ٹھیک بانہ کر دیکھتا رہا۔ پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی عمر میں سب سے پہلی اور آخری دفعہ مجھے غش آگیا۔ جب میرے ہوش بجا ہوئے تو میری آنکھوں کے سامنے ایک غبار سا چھایا ہوا تھا اور میرا کالر کھلا تھا۔ شرک ہومز میری کرسی کے اوپر جھکا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں دوائی کی ایک شیشی تھی۔

دوسرا حصہ

شرک ہومز اپنی قدیم پیاری آواز سے کہ رہا تھا "میرے پیارے واٹسن۔ میں آپ کے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے مطلقاً یہ خیال نہ تھا کہ آپ پر میری واپسی سے اتنا گہرا اثر ہوگا۔" میں نے اس کا بازو زور سے پکڑ لیا اور کہا "ہومز ایک واقعی تمہاری موجود ہو؟ میں سچا سچ یہ بات مان لوں کہ تم ابھی تک زندہ ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ تم اس خوفناک غار اور آبشار میں سے صحیح سلامت بچ گئے تھے؟"

اُس نے نرمی سے جواب دیا "ایک لحظہ صبر کیجئے! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کی حالت اب بالکل درست ہے؟ مجھے افسوس ہے کہ میرے ایک لخت اور ایسے نرالے انداز کے ساتھ ظاہر ہونے سے آپ کو ایک زبردست دماغی اور اعصابی صدمہ پہنچا ہے۔" "اجی میں بالکل ٹھیک ہوں سبجان اللہ! کیا میری آنکھیں مجھے دھوکا تو نہیں دے رہیں؟ اس منعم حقیقی کا شکر یہ کس منہ سے ادا کروں کہ آپ پھر میرے پاس زندہ موجود ہیں، الحمد للہ! الحمد للہ! پھر میں نے اس کے لاسنس ہاتھ کو پکڑ لیا اور بخوبی اپنی تسلی کر کے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ آپ کوئی روح نہیں ہیں بلکہ آپ میرے پیارے دوست شرک ہومز اپنے غامض جسم میں زندہ سلامت موجود ہیں۔ میں آپ کو دیکھ کر صدمے سے زیادہ خوش ہوں۔ تشریف رکھیے اور مجھے بتائیے

کہ آپ اس خوفناک فار اور آب شار سے کس طرح زندہ بچ کر نکلے تھے؟
وہ میرے سامنے آرام کرسی میں بیٹھ گیا اور اپنے پرانے انداز سے ایک چرٹ جلا کر پینے لگا۔
اس کے چہرے سے عیاں تھا کہ اس کی صحت ابھی نہیں رہی ہے۔

”واٹسن پیسے، اچھے اس آرام کرسی میں بیٹھو سے بہت آرام مل رہا ہے۔ یقیناً
ایک لمبے آدمی کے لیے کوئی گھنٹے تک کبڑا بنکر اپنے قدر سے ایک فٹ کم ظاہر کرتے رہنا
کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اب میرے پیسے دوست بہتر یہ ہوگا کہ پہلے ہم آج رات
ایک ضروری کام ختم کر لیں۔ ایشب ہمیں بہت مشکل اور جان جوکھوں کا کام کرنا ہے۔
اور پھر میں آپ کو اپنا قصہ اطمینان سے بیٹھ کر سناؤں گا۔“

لیکن میں اشتیاق مجسم ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی سرزتی ابھی سنوں
”کیا آپ آج رات میرے ساتھ رہیں گے؟“

”جس وقت آپ چاہیں اور جہاں لے چلیں میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔“

”یہ تو آپ کی پہلی سی مشفقانہ باتیں ہیں۔ روانگی سے قبل ہم تھوڑا سا کھانا کھائیں گے۔
پوراب میں آپ کو اس غار کا حال سنا تا ہوں۔ مجھے اُس میں سے نکلنے میں کسی لگا
سامنا نہیں کرنا پڑا تھا اُس کی وجہ بہت صاف ہے۔ میں سر سے اس غار میں
گرا ہی نہیں تھا۔“

”کیا آپ اس غار میں بالکل نہیں گرے تھے؟“

”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس میں قطعاً نہیں گرا تھا۔ تاہم میرا خط بالکل
صحیح تھا۔ جب میں نے اپنے جانی دشمن پروفیسر مورٹی کو اپنے پاس کھڑے دیکھا اور اس کے
چہرہ کا مطالعہ کیا تو مجھے یقینی موت نظر آئی تھی۔ اس لیے میں نے اُس کے ساتھ نشانکی
سے چند باتیں کہیں اور اجالت لے کر آپ کو وہ خط لکھا۔ میں نے اُسے اپنی چٹری اور
سگاردان کے پاس رکھ دیا اور مورٹی کے ہمراہ ہاٹھی کی پکڑنڈی پر چلتا گیا جب

اُس جگہ پہنچ گیا جہاں راستہ ختم ہوتا تھا تو میں مقابلہ کے لئے تیار ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اُس نے کوئی ہتھیار نہ نکالا بلکہ میری طرف جھپٹا اور اپنے لمبے بازوؤں سے مجھے خوب زور سے پکڑ لیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے جرائم طشت از باہم ہو چکے ہیں اور اُس کا زندہ سلامت رہنا محال ہے۔ اس لئے وہ مجھ سے فرار واقعی انتقام لینے کا خواہشمند تھا تاکہ میں اس کے بعد زندہ نہ رہوں۔ موت سے نڈر ہو کر وہ مجھے غار کے کنارے پر ڈھکیل کر لے گیا اور ہم دو لوگ وہاں سے پھل پٹے۔ لیکن مجھے جا پانی طرز پر کشتی لڑنا آتا ہے۔ میں جو ٹھنوس میں کافی مشا ہوں اور اس مہارت کے طفیل کئی مرتبہ میری جان بچ چکی ہے۔ اس موقع پر بھی یہ مشق میرے لئے مفید ثابت ہوئی۔ میں دو دو دیکر اس کے بازوؤں میں سے نکل آیا اور وہ چھپتا چلاتا ہوا پیچھے گہرے غار میں گر پڑا۔ اس نے بہت ماتھ پاؤں مارے اور پھروں چٹانوں اور جڑوں کو پکڑنے کی لالچاں کوشش کی لیکن اس کا وقت آگیا تھا۔ میں نے اُسے نیچے کرتے ہوئے اور اُبٹار کے پانی میں غرق ہوتے ہوئے دیکھا۔

میں نے چلا کر کہا "لیکن قدموں کے نشان! میں نے چشم خود پکڑ تھی پر وہ آدمیوں کے جانے کے نشان دیکھے تھے جن میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا تھا۔"

"یہ اس طسج ہوا۔ جوں ہی کہ میرا دشمن میری نظروں سے اوجھل ہوا مجھے خیال آیا کہ خوش بخشی سے مجھے روپوشی کا ایک نادر موقع ہاتھ لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ صرف مورتی ہی میرا جانی دشمن نہ تھا۔ بلکہ اس کے علاوہ تین آدمی اور ابھی ایسے موجود ہیں جو پروفیسر مورتی کی موت کے بعد مجھے مار ڈالنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ خواہاں ہوں گے۔ ان کے جیتے ہی، میری زندگی مگر ہوگی۔ اس لئے اگر تمام دنیا کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ میں مر گیا ہوں تو میرے دشمن آزادی کے ساتھ اپنے ماتھ پاؤں نکالیں گے اور غنیمت کوئی نہ کوئی حرکت ایسی کریں گے جس سے وہ میرے قابو میں آسانی سے آجائیں گے۔ اُس وقت میں اپنے زندہ ہونے کا اعلان کر دوں گا۔ انسان کا دماغ اتنی جلدی کام کرتا ہے کہ اس کے

سب ہم ان واحد میں سوچا لیا۔ یہاں تک کہ پروفیسر مورتی کے پانی میں گرتے کی آواز میرے
سلسلے خیالات کے ختم ہونے کے بعد سنائی دی۔

اس فیصلہ پر ہنس کر میں گھڑا ہو گیا اور جو پارٹی دیوار میری پشت پر سر بٹاک کھڑی تھی
اس کو غور سے دیکھا، میری موت کے متعلق جو دلچسپ بیان آپ نے بعنوان "آخری مسئلہ"
مشرع کیا تھا میں نے اسے چند ماہ گزرتے پڑھا تھا۔ آپ نے اس میں لکھا ہے کہ پارٹی چٹا
دماغ بالکل عمود سسیدھی تھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اس پر قدم رکھنے کے لیے چند مقامات
نظر آتے تھے اور تھوڑی دیر اوپر جا کر ایک بڑا پتھر باہر نکلا ہوا تھا۔ اونچائی اتنی زیادہ تھی کہ ہاتھ
کا عبور کرنا ناممکن معلوم ہونا تھا لیکن اگر میں اسی پکڑنڈی کے راستہ واپس جاتا تو نشان چھوڑے
بغیر چلنا محال تھا کیونکہ زمین بالکل تر ہو رہی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ میں اپنے بوٹ الٹ کر بہن سکتا تھا
لیکن ایک ہی سمت میں تین آدمیوں کے نشانات سے شبہ کا پیدا ہونا غلط تھا۔ اس لیے
میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اوپری طرف چڑھنا ہر حالت میں بہتر ہے۔

ہمیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ آبشار کی ہولناک آواز میرے
کانوں میں گونج رہی تھی۔ ذرا سی لغزش مجھے اپنے دشمن کے پاس بھیجنے کے لیے کافی تھی
آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ میں وہی یا ڈروپک آدمی نہیں ہوں لیکن اس وقت مجھے ایسا
معلوم ہوتا تھا جیسے کہ میرے کانوں میں آبشار کے شور کے علاوہ پروفیسر مورتی کی صد
موت صاف سنائی دے رہی ہے۔ کئی مرتبہ جب کوئی پتھر میرے پاؤں کے نیچے سے
چسل جاتا تھا یا کوئی بوٹی جس کو میں پکڑتا تھا جڑے اُکھڑاتی تھی تو میں خیال کرتا تھا
کہ اب میرا خاتمہ ہے۔ لیکن میں اسے غلال کے ساتھ اوپر چڑھتا گیا یہاں تک کہ میں ایک جگہ
چھپ کر آرام سے لیٹ گیا۔ جن وقت آپ اور آپ کے ہمراہی نہایت ہمدردی لیکن سننا
کے لیے پرے درجہ کی ناقابلیت کے ساتھ میری تلاش میں سرگرم تھے، میں اس جگہ لیٹا ہوا تھا۔
آخر کار جب آپ اپنے غلط نتیجہ پر یقین ہو کر واپس چلے گئے تو میں اکیلا رہ گیا۔ اس وقت

میں خیال کر رہا تھا کہ اب میری مصائب کا قاتمہ ہو گیا ہے۔ لیکن ایک میرا بوجھ اور میرے
 مجھے معلوم ہوا کہ ابھی میری بدبختی نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ایک بہت بڑا بوجھ اور میرے
 میرے پاس گرا اور لڑکتا ہوا نیچے غار میں پھانسی لگا گیا۔ ایک لمحہ کے لیے میں نے خیال کیا کہ
 یہ محض اتفاقی امر ہے۔ لیکن جب میں نے اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک آدمی کا سر
 دکھائی دیا اور ایک اور بوجھ ٹھیک میرے پاس آکر گرا۔ اب مجھ پر حقیقت حال بیان ہو گئی
 مورتی وہاں اکیلا نہیں آیا تھا۔ اس کا ایک معاون جو مورتی کے برابر میری جان کا
 دشمن تھا، اس کے ساتھ آیا تھا اور ہماری لڑائی کو دیکھتا رہتا تھا اس نے فاصلے پر سے علم کے
 بغیر اپنے افسر کی موت اور میرے بچ جانے کو دیکھ لیا تھا۔ اب وہ بچ کر کھڑیلے کے اوپر چڑھا آیا تھا اور جہاں اس کا

افسرنے کام ہاتھ دلاں ایک دوسرے طریقے سے کامیاب ہونا چاہتا تھا۔

”مجھے اس مشکل وقت میں فیصلہ کرتے ہوئے دیر نہیں لگی، اوپر سے ایک میرا بوجھ
 میرے سر کے پاس آکر گرا۔ اس کے بعد میں نے جیسے بھی بن پڑا ایسے پکڑ ڈی تاک
 پہنچنے کی کوشش کی۔ اترنا چڑھنے سے سوگنا مشکل تھا لیکن اس وقت موت سر پر کھڑی
 تھی۔ سونچ بچا رکا وقت نہ تھا۔ جب میں نیچے اتر رہا تھا ایک اور بوجھ میرے جسم سے چھوٹا
 ہوا نیچے گرا۔ اس صدمہ سے میرا پاؤں پھسل گیا لیکن خدا کی رحمت سے میں پکڑ ڈی پڑ
 گرتا پڑتا پہنچ گیا۔ میرے ہاتھ پاؤں اور تمام جسم زخمی تھا۔ جی کڑا کر کے اندھیرے میں
 دس میل تک دوڑتا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد میں فلارنس پہنچ گیا۔ مجھے اس یقین سے
 خوشی حاصل ہوئی کہ دنیا میں کسی فرد بشر کو میرے زندہ ہونے کا علم نہیں ہے۔

”صرف ایک آدمی میرا مستند تھا یعنی میرا بھائی مائی کرافٹ ہومز۔ میں آپ سے
 شرمندہ ہوں اور بہت بہت معافی چاہتا ہوں لیکن اس امر کی بہت سخت ضرورت
 تھی کہ دنیا میں سب آدمی مجھے مردہ خیال کریں۔ اگر آپ کو میرے زندہ ہونے کا علم
 ہوتا تو آپ ہرگز میرے انجام کا حال ایسے زوردار طریقے سے نہ لکھ سکتے۔ گذشتہ تین برس

میں سے باز رہا آپ کو مطلع کرنا چاہتا لیکن ہمیشہ یہ اندیشہ اس خواہش پر غالب جاتا تھا کہ آپ سے فرط محبت کے باعث کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جس سے میرے دشمنوں کو میرے بارے میں کی افلاخ ہو جائے۔ اسی وجہ سے میں نے آج شام کو بھی اپنے روگردانی کر لی تھی کیونکہ اس وقت مجھے خطرہ کا اندیشہ تھا اگر آپ سے کسی قسم کے تعجب کا اظہار ہوتا تو میں بچاتا جا سکتا تھا اور اس شناخت کے نتیجے میں ہی افسوس ناک اور ناقابل تلافی ہوتے۔

اپنے بھائی پر مجھے مجبوراً اعتماد کرنا پڑا تھا کیونکہ مجھے روپیہ کی ضرورت تھی۔ میری روپوشی کے بعد لندن میں واقعات میری توقعات کے خلاف واقع ہوئے کیونکہ موتی کے دو معاون باوجود میری جمع کردہ شہادت کے، عدالت کی گرفت سے صاف بچ گئے تھے۔ میں دو سال تک تبت میں کھومتا رہا۔ میں نے لاما سے بھی ملاقات کی۔ اپنے ضرورتاً روسے کے رہنے والے ایک سیاح بحرین کی کوہ نور وی کے حالات پڑھے ہوں گے لیکن آپ کو ہرگز یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ آپ اپنے دوست کے حالات پڑھ سے ہیں۔ تبت سے ایران، عرب اور سوڈان میں چکر لگاتا ہوا میں آخر کار گزشتہ سال فرانس میں پہنچ گیا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ میرے جانی دشمنوں میں سے اب صرف ایک زندہ ہے۔ میں لندن آنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ مجھے آنریبل رائڈلڈاؤپر کے قتل کے حالات معلوم ہوئے۔ یہ پڑھ کر میں سیدھا لندن چلا آیا کیونکہ اس قتل کی تفتیش کے ضمن میں مجھے کچھ ذاتی فائدہ بھی نظر آتا تھا۔

جب میں بیکسٹریٹ پہنچا تو مسز ڈسن مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئی۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ میری غیر حاضری میں میرے بھائی نے میرے کمرے بچسہ اسی حالت میں رکھے تھے جیسے کہ میں انہیں چھوڑ گیا تھا۔ اس طوسے میں آج دوپہر کو بے نہایت آرام ساتھ اپنے پرانے کمرے میں اپنی پرانی کرسی میں بیٹھا ہوا تھا اور میری خواہش تھی کہ میرا

پیارا دوست واٹسن، دوسری کرسی پر جسے وہ اتنی مرتبہ پہلے زینت بخش چکا ہے،
میرے سامنے بیٹھا ہو۔

میں نے عجیب و غریب افسانہ، جن کا ایک ایک لفظ صحیح تھا، نہایت دلچسپی کے ساتھ
سنا لیکن اگر وہ لاتر، تیز نقوشوں والی ذہین ہستی میرے سامنے موجود نہ ہوتی تو یہ مشکل میں
اس پر اعتبار کرتا

میری بیوی کے انتقال کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا لیکن اسے اس کا ضرور
علم ہو گا کیونکہ اس نے مجھے تھوڑی دیر کے بعد کہا پیارے واٹسن، کام میں مشغولیت تم
کا بہترین علاج ہے۔ اور میرے پیش نظر مشبہم دونوں کے لیے ایک ایسا کام ہے
جو ہر طرح سے کرنے کے قابل ہے۔ اگر کوئی آدمی اس سیتارہ پر رہ کر صرف وہی کام
کر کے مر جائے تو بھی وہ اس کی سرخروئی کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ میں نے بہت
کوشش کی کہ وہ مجھے فرید حالات سے مطلع کرے لیکن اس نے اصرار کے ساتھ
انکار کیا اور جواب دیا "کل صبح تک آپ کافی کچھ دیکھ اور سن لیں گے۔ ہم اس وقت
تک گذشتہ تین سال ختم کر چکے ہیں۔ شب کے پچھلے ہی کافی ہے۔ اس وقت ہم
غالی گھر والے کارنامہ کی تکمیل کے لیے روانہ ہوں گے۔"

تیسرا حصہ

اپنا پچھلے جیب میں ڈال کر ٹھیک پچھلے ہی ہم دونوں ایک کرایہ گاڑی میں سوار ہو کر
چل دیے۔ شریک ہومز خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے انداز سے عیاں تھا کہ وہ کسی بہت
مشکل کام کے درپے ہے مجھے اس کے پاس بیٹھے ہوئے اپنی ابتدائی زندگی اور گذشتہ
حالات اس طرح یاد آتے تھے جیسے کہ کئی بات ہے اور ہومز تین برس غائب رہنے
کی بجائے ہمیشہ میرے ساتھ رہا ہے۔

میں نے خیال کیا تھا کہ ہم بیکرا سٹریٹ جا رہے ہیں لیکن ہومز راستہ ہی میں رک گیا۔ گاڑی سے نکل کر اس نے نہایت احتیاط کے ساتھ چاروں طرف نظر ڈالی اور پھر تنگ تاریک گلیوں اور خالی مکانات میں سے گزرتا ہوا وہ مجھے ایک شکستہ دروازہ میں نکال کر ایک ویران احاطہ میں لے آیا۔ وہاں سے اس نے ایک خالی مکان کا عقیقی دروازہ چابی سے کھولا اور ہم دونوں اکٹھے اُس میں داخل ہو گئے۔

مکان بالکل تاریک تھا اور بظاہر خالی معلوم ہوتا تھا۔ ہومز نے میرا بازو رہنمائی کے لیے پکڑ لیا۔ ہم ایک بڑے کمرے میں سے گذر کر ایک مربع کمرہ میں آ گئے جس کے اندر شرک کے لمپوں کی مدھم روشنی پڑ رہی تھی۔ میرے دوست نے اپنا ہاتھ میرے شانہ پر رکھ دیا اور اپنے ہونٹ میرے کان کے ساتھ لگا کر پوچھا "آپ جانتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟"

میں نے مدھم روشنی کی مدد سے شرک کو پہچان کر کہا "یقیناً یہ بیکرا سٹریٹ ہے" بالکل ٹھیک۔ ہم اپنے کمروں کے بالمقابل کھڑے ہیں۔

لیکن ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟

اُس لیے کہ یہاں سے ہمارے پُرانے کمرے بالکل صاف دکھائی دیتے ہیں۔ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو آپ کھڑکی کے قریب آجائیں لیکن خیال رکھیں کہ آپ کو باہر سے کوئی نہ دیکھ سکے پھر اپنے پرانے کمروں کی طرف غور سے دیکھیں۔ میں یہ آزمانا چاہتا ہوں کہ تین سال کے عرصہ میں، آپ کو حیران کرنے کی میری طاقت ضائع تو نہیں ہو گئی۔ میں نہایت آہستگی اور احتیاط کے ساتھ آگے بڑھا۔ جوں ہی کہ میں نے ہومز کے کمرہ کی طرف دیکھا، میں حیران رہ گیا اور ہنسی اپنی حیرت سے اظہار کو ضبط کر سکا۔ روشنی اندھے اور کمرہ میں خوب تیز روشنی تھی۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی کا سایہ کھڑکی کے پردہ پر پڑ رہا تھا۔ اس کی شناخت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ شرک ہومز

اگر خود وہاں بیٹھا ہوتا تو معاملہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا تھا۔ میں اس قدر حیران ہو گیا تھا کہ تعین کے لیے میں نے اپنا بازو پھیلا کر اسے ٹولا۔ وہ خاموش سنہری کے بلکے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

آخر کار اس نے مجھے پوچھا ”کیا دیکھا ہے؟“

”خدا کی قسم یہ نظارہ بہت ہی عجیب و غریب ہے!“

اس نے خوش ہو کر کہا ”معلوم ہوتا ہے کہ امتداد زمانہ سے میری قوت متحیلہ کمزور

نہیں ہوئی۔ شبیہ بالکل میری ہم شکل ہے۔“

”میں قسم کھانے کے لیے تیار ہوں کہ یہ ہو ہوا آپ کی ہم شکل ہے۔“

”میں نے اسے ایک کارخانہ میں بنوایا ہے۔ یہ موم کا ایک بت ہے۔ گرسی پر اسے

صحیح طور پر بٹھانے کے لیے میں خود آج سہ پہر کو بیکر اسٹریٹ گیا تھا۔“

”لیکن ایسا کیوں کیا ہے؟“

”میرے پاس نہایت قوی دلائل اس امر کے لیے موجود ہیں کہ بعض آدمیوں کو یہ معاملہ

دلایا جائے کہ میں وہاں موجود ہوں حالانکہ میں وہاں نہیں ہوں۔“

”آپ کا خیال ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے کمرہ کی تاک میں ہیں؟“

”میرا خیال نہیں بلکہ میں جانتا ہوں کہ وہ اس کی تاک میں تھے۔“

”کس طرح؟“

”آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف میرے دشمنوں کو یہ راز معلوم تھا کہ میں زندہ ہوں

اس لیے انھیں ضرور تعین ہو گا کہ میں جلدی یادیر کر کے کبھی دیکھی اپنے کمروں پر ضرور واپس

آؤں گا۔ وہ شب و روز اس کی تاک میں لگے رہے ہیں اور آج صبح جب میں وہاں پہنچا تو

انہوں نے مجھے دیکھ لیا تھا۔“

”آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا؟“

میں نے ان کے بجز ستری کو پہچان لیا تھا۔ وہ خود تو ایک عرب باہلی ہے اور مجھ سے اس کی

مطلقاً پروا نہیں ہے لیکن مجھے اس کے آقا بروفینر مورٹی کے معاون میرے جانی دشمن، اور لندن کے سب سے خطرناک اور مکار مجرم کی بہت زیادہ پروا ہے۔ یہ وہی آدمی ہے جس نے آبنار کے پاس میرے اوپر پتھر برسائے تھے اور آج وہی آدمی میرے تعاقب میں ہے لیکن اس کو معلوم نہیں ہے کہ عنقریب وہ ہمارے جال میں پھنس جائے گا۔

اب مجھے اپنے دوست کی چال کچھ سمجھ آگئی۔ اس محتوط جگہ سے وہ اپنے دشمنوں کی حرکت

سکناں کو تاک رہا تھا۔ اس کی مومی شبیہ کا سایہ ان کے پھانسنے کے لیے کافی تھا اور ہم یہاں کچھ شکار کھیلنے کے لیے کمین میں چھپے بیٹھے تھے

کئی گھنٹے تک ہم خاموشی کے ساتھ اس تاریک گھر میں منتظر کھڑے رہے۔ میں نے سڑک پر دو

تین آدمیوں کو بار بار ادھر ادھر گھومتے دیکھا اور میں اسے ایسا بتانا چاہتا تھا کہ مجھے اس کے

کمرہ کی کھڑکی پر اس کے مومی بت کا سایہ حرکت کرتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے چلا کر کہا "دیکھیے سایہ حرکت کر رہا ہے"

جس طرح تین سال قبل وہ اپنے سے ادنیٰ دماغی قابلیت کے آدمیوں کے ساتھ بعض

اوقات بے صبری کے ساتھ پیش آتا تھا اسی طرح اس وقت اس نے جھلا کر کہا "یقیناً سایہ ہلا ہے"

وائس صاحب کیا پتہ سمجھتے ہیں کہ میں ایسا غلط اندیش تقال ہوں کہ میں ایک بے جان بت کو

اپنی جگہ بٹھا کر یورپ کے سب سے ذہین آدمی کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا جتنی دیر ہمیں اس کمرہ

میں آئے ہوئی ہے اتنی دیر میں میری گھر والی نے اسے کئی دفعہ بدلا ہے۔ کم و بیش وہ

ہر پندرہ منٹ کے بعد میری مومی شبیہ کو اس طرز سے چھپ کر حرکت دیتی ہے کہ اس کا اپنا سا

کھڑکی پر نہیں پڑتا"

یہ کہہ کر وہ بے صبری کے ساتھ ادھر ادھر گھومتا رہا۔ ہر لحظہ اس کی جانٹ غیر ہوتی جاتی تھی

آخر کار اس نے لمبا سانس لیا اور مجھے کہیں کچھ کر کے کے تاریک کونے میں لے گیا۔ اس نے

اپنا ہاتھ میرے ہونٹوں پر رکھ دیا تھا تاکہ میں کوئی سوال نہ پوچھنے پاؤں۔ وہ اس وقت ایک خیر سیر کی جوش کی حالت میں تھا چونکہ مجھے کوئی آواز نہ سنائی دی تھی اس لیے میں غیر ان تھا اور یہی متغیر کیفیت کے سمجھنے سے قاصر تھا۔

لیکن تھوڑی دیر بعد یک نکت مجھے کچھ سنائی دیا جو کہ اس کے تیز حواس نے اس سے چند لمحوں پہلے سن لیا تھا۔ ایک مدغم دزدانہ آواز سنائی دی۔ بیک اسٹریٹ کی طرف بکھنیں بلکہ اسی گھر کے عقب کی طرف سے جس میں ہم کھڑے تھے۔ ایک دروازہ آہستہ سے کھولا گیا اور پھر بند کر دیا گیا۔ ایک لمحہ بعد قدموں کی آہٹ سنائی دی پہلے والا ضرور اپنے قدم آہستگی سے رکھتا ہو گا لیکن رات کی خاموشی میں ہمیں ان کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی جو مزو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنا ہاتھ پتلیہ کے اوپر مضبوطی کے ساتھ رکھ دیا۔ تاریکی میں مجھے ایک سیاہ شکل دکھائی دی۔ وہ ایک لمحہ کے توقف کے بعد نینکٹا ہوا کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ ہم اس سے پیشکل تین چار گز کے فاصلہ پر ہوں گے۔ میں نے اس کے مقابلہ کی تیاری کر لی تھی اور منتظر کھڑا تھا کہ وہ ہمارے اوپر حملہ کرے لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ وہ تو ہماری موجودگی سے بے خبر ہے۔ اس نے نہایت آہستگی کے ساتھ کھڑکی کو کھولا۔ اس وقت میں نے اُسے بغور دیکھا۔ اس کی آنکھیں شراستے کی مانند چمکتی تھیں اور اس کا چہرہ نہایت بھیا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی لمبی چیز تھی جو بظاہر ایک چھڑی معلوم ہوتی تھی۔ پھر اس نے جھک کر اس چھڑی نما چیز کو زور سے دبایا۔ ایسا کرنے سے کچھ شور ہوا۔ پھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک عجیب شکل بدوق ہے جس میں اُس نے کوئی چیز ڈالی۔ جب اُس کی تیاریاں ختم ہو گئیں تو اُس نے خوب تاک کر سایہ کے سر کا نشانہ بانڈھا آخر الامر اُس نے ہتھوڑا دبایا اور ایک نہایت مدغم سی آواز سنائی دی اور اس کے بعد کھڑکی کے آئینہ کے ٹوٹنے کا شور سنائی دیا۔ اُس وقت شرکات ہوئے ایک خیر کی مانند اُس کی ہتھوڑی پر جھپٹا اور اُسے الٹا زمین پر لٹا دیا۔ لیکن وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے زور کے ساتھ ہتھوڑی



بالعابلی صفحہ ۲۰۲ [اسی نے زور سے شرک ہومز کا حلقہ دیا]

طن سے بکڑیا۔ ٹھیک اس وقت میں نے اپنے پینچہ کا موٹا سہرا اس کے سر پر زور سے مارا اور وہ دوبارہ زمین پر گر پڑا۔ اب میں بھی اس کے اوپر گر پڑا اور جس وقت میں اسے گاہ میں لایا میرے ساتھی نے ایک تیز سیٹی بجائی۔ دوشس کے اوپر تیز قدموں کی آہٹ سنائی دی اور تھوڑی دیر کے بعد دو۔ دی پوشس پہاڑی اور ایک سادہ لباس پہنے ہوئے خفیہ پولیس کا افسر موجود ہوئے۔

ہو مرنے کہا "کیا آپ ہیں؟ مسٹر لسٹریڈ؟"

ہاں جناب۔ میں نے اس کام کو خود کرنا پسند کیا تھا۔ آپ کو لندن میں دوبارہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے؟

"میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو تھوڑی سی غیر سرکاری مدد کی ضرورت ہے۔ ایک میں تین قتل کے وقوع ہو گئے ہیں اور آپ لوگوں کو ان کے متعلق کوئی سراغ نہیں ملا۔ ہم سب کھڑے ہو گئے تھے۔ ہمارا قیدی زور سے سانس لے رہا تھا اور

دو مضبوط سپاہی اسے پکڑے ہوئے تھے۔ لسٹریڈ نے دو موم بتیاں جلا دی تھیں اور سپاہیوں نے اپنی چور لائٹس نیں شنگی کر دی تھیں۔ قیدی کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور وہ لگاتار یہی الفاظ بڑبڑا کر کہتا تھا "شیطان! چالاک شیطان!!"

ہو مرنے اپنا کالم آراستہ کر کے کہا "جناب کرنل صاحب مزاج شریف۔ خدا جامع متعزقین ہے۔ وہی پچھڑے ہوئے دوستوں کا ملاسنے والا ہے۔ غالباً مجھے حضور کی زیارت کا دوسرا موقعہ ہے۔ پہلی مرتبہ میں نے جناب کو اس وقت دیکھا تھا جب کہ جناب نے اس آبنار کے پاس قلم کوہ پر کھڑے ہو کر پھروں اور چٹانوں کے ساتھ میری تواضع فرمائی تھی۔"

قیدی میرے دوست کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے مرنے سے صرف

بہنی الفاظ نکل رہے تھے "شیطان! چالاک مکار شیطان!!"

ہوڑنے تھوڑی دیر کے بعد پھر کہا "حضرات! معاف کیجیے میں نے آپ کا تعارف نہیں کیا۔
 یہ شریف آدمی کرنل مورن ہیں جو آج سے پہلے بادشاہ سلامت کی ہندوستانی فوج میں ملا
 تھے اور جو ہندوستان میں ایک جاہل دست شکاری مشہور تھے۔ کرنل صاحب
 میں حیران ہوں کہ آپ جیسا کہنہ مشوق تجربہ کار شکاری ایسی آسانی سے میرے دام میں
 گرفتار ہو گیا ہے۔ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ آپ خود بنفس نفیس یہاں تشریف لائیں گے اور اس
 کھر کی میں سے گولی چلا میں گے۔"

قیدی کا چہرہ غصہ اور خوارت سے ٹٹا رہا تھا۔ وہ بار بار ہومز کی طرف جھپٹتا تھا لیکن
 سپاہیوں کی آہنی گرفت اسے کچھ کرنے نہیں دیتی تھی۔ آخر کار اس نے اپنے غصہ کو ضبط
 کر کے کہا:-

"آپ لوگ مجھے گرفتار کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں لیکن اگر آپ نے مجھے قید کر لیا ہے
 تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ میں اس آدمی کے طعنے سنوں۔ اگر میں قانون کے نیچے میں ہوں تو
 میرے ساتھ مناسب قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔"

سٹریڈ نے کہا "یہ محقول بات ہے۔ مسٹر ہومز کیا آپ کو کچھ اور کہنا ہے؟"
 ہومز نے فرس پر سے مضبوط ہوائی بندوق اٹھالی تھی اور وہ اس کا معائنہ کر رہا تھا
 اس نے کہا "یہ ایک بے مثل ایجاد ہے۔ گولی شور کیے بغیر چلتی ہے اور بے اندازہ زور کے ساتھ
 چلتی ہے۔ میں اس کے موجد کو جانتا ہوں۔ وہ ایک نابینا جرمن سٹریچ تھا۔ اس نے یہ بندوق
 خاص بریفیسر مورتی کے لیے بنائی تھی۔ کئی برسوں سے مجھے اس کے وجود کا علم ہے لیکن
 پانچ لگانے کا موقع صرف آج حاصل ہوا ہے۔ مسٹر سٹریڈ یہ ایک قیمتی اور قابل قدر چیز ہے۔ میں
 اس کی حفاظت کی پُر زور سفارش کرتا ہوں۔"

"ہم آپ کی ہدایت کے مطابق اس کی خاص حفاظت کریں گے۔ کچھ اور ارشاد؟"
 "ہاں مجھے آپ سے یہ بات دریافت کرنا ہے کہ آپ ملزم کے خلاف کوئی ناجرم قائم کریں گے؟"

حجرت! کیوں جناب! مسٹر شرک ہومز کے قتل کی خبر کی کوشش

و نہیں نہیں سسٹریٹ۔ ایسا نہیں ہوگا۔ میں اس معاملہ میں ہنسنا پسند نہیں کرتا صرف آپ کو اس کے گھبراہٹ کرنے کا فخر حاصل ہے۔ آپ نے اپنی عقل نہی اور بہادری کے ساتھ آخر کار اس گرفتار کر لیا ہے۔

• کس کو ہومز کس کو؟

• اُس آدمی کو جس کی گرفتاری کے لیے لندن کی تمام وروی پوشش اور خفیہ پولیس تیراں تھی کرنل مورن آتھیل۔ انڈیا ڈیر کا قاتل جس نے گذشتہ ماہ کی ۳ تاریخ کو اس نوجوان کو ایک کھلی کھڑکی میں سے اپنی اس زبردست ہوائی بدوق کا نشانہ بنایا تھا۔ سسٹریٹ صاحب مرم کے خلاف صرف یہی الزام ہے۔ میں آپ کو اس نمایاں کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

جس وقت سپاہی لزم کو لے کر چلے گئے ہومز نے تجھے کہا، دوست واٹسن، اگر آپ میری ٹوٹی ہوئی کھڑکی میں سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے برداشت کر سکتے ہیں تو آئیے میرے کمرہ پر تشریف لے چلیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہاں آپ کا نصف گھنٹہ بہت لطف سے گزر سکے گا۔

ہم سے پڑنے کرے ہر ایک لحاظ سے ویسے ہی تھے جیسے کہ میں نے انہیں آج سے تین برس پہلے دیکھا تھا۔ میری نگاہ نے ہر ایک چیز کو اپنی اپنی جگہ پر پایا۔ جب ہم کمرہ میں داخل ہوئے تو مسٹر ہٹسن ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ مومی تصویر واقعی تعریف کے قابل بنی تھی۔ اس کو ہومز کا ایک پُرانا کوٹ پہنا دیا گیا تھا اور یہ بالکل ہومز کی ہم شکل تھی۔ ہومز نے مسٹر ہٹسن کا شکریہ ادا کیا اور کہا "آپ نے میری ہدایات پر بہت اعلیٰ طور سے عمل کیا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا تھا کہ گولی کس جگہ لگی تھی؟"

"ہاں جناب۔ مجھے افسوس ہے کہ اس نے آپ کے مومی بت کو بد شکل کر دیا ہے۔ یہ سر میں گذر کر سامنے کی دیوار پر پہنچی ہو گئی تھی۔ میں نے اس کو فرسٹ ہسٹ اٹھا لیا تھا۔ یہ حاضر ہے ہومز نے گولی کو غصے سے دیکھا اور اس کی تعریف کی۔ پھر اس نے اپنے کپڑے بدلے کیونکہ

وکتب فروش کا پمٹا پڑا پتہ پتہ ہوئے تھا۔ جب ہم اپنی قدیم جگہوں پر ٹیوٹے گئے تو اس نے مجھ سے پوچھا، کیا آپ نے کرنیل مورن کا نام پہلے بھی سنا تھا؟
 "نہیں۔ میں نے نہیں سنا تھا؟"

"شہرت عامہ بھی ایک عجیب چیز ہے! خیال تو فرمائیے، آپ نے پروفیسر مورن کی کتاب بھی نہیں سنا ہو، تھا مالانکہ وہ اس صدی کے ممتاز اوقالی ترین آدمیوں میں سے ایک تھا۔ اگر آپ مشہور آدمیوں کے متعلق میری یادداشتوں والی کتاب ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کرنیل مورن نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ ایک شریف فوجی افسر کی طرح گزارا تھا۔ عمدہ شکاری ہونے کے علاوہ، اس نے معاملات جنگ اور شکار کے متعلق کئی تصانیف شائع کی تھیں، بائیں ہند، اس کا انجام ملاحظہ ہو کہ وہ آج لندن میں سب سے زیادہ خوفناک اور مکار مجرم ہے۔ اس کی مثال ہاں دستوں کی سی ہے جو ایک خاص بلندی تک ٹھیک طور سے بڑھتے ہیں اور پھر یک لخت نہایت بھونڈی شکل کے ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے نشوونما میں اپنے اجداد کی سرگذشت کا مختصر اعادہ ہوتا ہے اور اس کے یک لخت برسے یا نیک ہو جانے کی وجہ سے ہوتی ہے کہ اس کے سلسلہ نسب میں کوئی زبردست اثر وقوع پذیر ہو چکا ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہر ایک آدمی کی زندگی اس کے اجداد کی تاریخ کا خلاصہ ہوتی ہے۔"

"یہ ایک ناواقف قیاس ہے"

"میں اسے اصرار کے ساتھ پیش کرنا نہیں چاہتا۔ بہر کیف یہ امر عیاں ہے کہ کرنیل مورن ایک شریف فوجی افسر سے ایک رزویل مجرم بن گیا ہے جب وہ ہندوستان سے واپس آیا تو اس کی ملاقات پروفیسر مورن سے ہوئی اور اس وقت سے وہ پروفیسر مورن کی ایک خوفناک معاہدہ بن گیا۔ مجھے اس کے عمدہ شکاری ہونے کا ایک عرصہ سے علم تھا اور میں اس کی نادر ہوا بندوق کے وجود سے بھی آگاہ تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے تین سال پہلے جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو میں نے ہوائی بندوق کے ڈر سے آپ کے کمرے کے روشندان بند کر دیئے تھے۔"

اب اس وقت میرا مطلب نہیں سمجھ سکے ہوں گے اور شاید آپ نے مجھے قد سے وہی خیال کیا ہو لیکن میں حق بجانب تھا۔

یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ پروفیسر مورتی کے ہمراہ آٹار تک گیا تھا اور اس نے مجھے پتھروں سے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ دوران سفر میں میں اس کے حالات خباثہ میں دیکھتا رہتا تھا جب راولپنڈی ڈویژن کی موت کے واقعات شائع ہوئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کارروائی کرنل مورن کے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اس سے پہلے اس کے خلاف کوئی جرم قائم کرنا مشکل تھا لیکن اب مجھے اس کے گرفتار کر دینے کی امید ہو گئی۔ میں نے پڑھا تھا کہ کرنل مورن اور راولپنڈی ڈویژن نے شریک ہو کر ۲۰ پونڈ چھتے تھے اور اس کے بعد راولپنڈی نے کرنل مورن کے ساتھ کھیل کر کئی پونڈ ہارے تھے۔ غالباً ڈویژن کو معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل تاش کھیلتے ہوئے بددیانتی کرتا ہے اور اس نے اسے بدنام کرنے کی دھمکی دی ہوگی۔ اس کے بعد آپ بگانی سمجھ سکتے ہیں کہ تمام واقعات کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کرنل نے اپنی بددیانتی کے ظاہر ہوجانے کے ڈر سے نوجوان کو اپنی ہوائی بندوق کا نشانہ بنا لیا۔ جب میں نے ان امور پر غور کیا تو مجھے کرنل مورن کو انصاف کے حوالہ کرنے کا ایک راستہ نظر آ گیا۔ میں سیدھا لندن آیا اس کے دسترس سے مجھے دیکھ لیا اور اس کو خبر کر دی۔ چونکہ اس کے آخری جرم کو ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا اس نے میری واپسی کو بہت شبہ کی نگاہ سے دیکھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مجھے مارنے کی کوشش فوراً کرے گا اور اپنا خونی ہتھیار ضرور استعمال کرے گا۔ اس میں نے پولیس کو اطلاع دی اور اس کے نشانہ کے لیے اپنا ایک ہم وضع بیت نوا کا سونو پھر میں اور آپ، اسے تانے کے لیے اس خالی گھر میں آگئے۔ لیکر

کے لیے بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ وہ وہیں پہنچ کر حملہ کرے گا اور ایسی آہستہ دھچپ بات ہے۔

اجائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں نے ہر ایک بات کو واضح

ہر ایک کے قتل کے لیے

نویں کہانی

بوڑھا معمار

حصہ اول

مسٹر شرک ہومز نے مایوسانہ لہجہ میں کہا "ماہر جرائم کے نقطہ نگاہ سے، پروفیسر مورٹی کی وفات کے بعد لندن ایک بالکل غیر دلچسپ شہر رہ گیا ہے۔"

"میں نے جواب دیا "میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی امن پسند شہری اس اظہارِ افسوس میں بمشکل آپ کا ہم آہنگ ہوگا۔"

اس نے ہنس کر کہا "آپ بچا فرماتے ہیں۔ لیکن انسان بالطبع خود غرض واقع ہوا ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ میری بیکاری اور عام آدمیوں کی یہودی مترادف باتیں ہیں۔ لندن میں آجکل پڑھلے جرائم کی کمی ہے نتیجہ ہے کہ میں یہاں بیکار بیٹھا ہوں۔ پروفیسر مورٹی کی زندگی میں صبح کے اخبارات دلچسپ باتوں سے معمور ہوتے تھے لیکن اب اس نے خوش مذاقی کے ساتھ اپنا شانہ ہلایا اور دیر تک موجودہ حالت کی برائی بیان کرتا رہا حالانکہ وہ خود موجودہ حالت کے لیے ذمہ دار تھا۔"

جس وقت کا میں ذکر کر رہا ہوں، شرک ہومز کو واپس آئے ہوئے چند ماہ گزر گئے تھے اور میں اسکی خواہش کے مطابق اس کے پاس ہی ٹھہرا ہوا تھا۔

شریف شہباز ہومز نے مشکل اپنے اظہارِ افسوس کو ختم کیا تھا کہ ہلکے کمرہ کے باہر کچھ شور سنائی دیا ملاقات پروفیسر مورٹی کے بغیر ایک نوجوان آدمی ہلکے کمرہ میں گھس آیا۔ ہماری حیرانگی دیکھ کر اس کو بن گیا۔ مجھے اس کے عمدہ اور اس نے چلا کر کہا "مسٹر ہومز مجھے اپنی بی بی ہاکی کا افسوس ہے لیکن سو بندوق کے وجود سے بھی آگاہ آپ مجھے معذور خیال فرمادیں، میں بد قسمت جان مک فارلین ہوں" آیا تھا تو میں نے ہوائی بندوق یا جیسے کہ ہم اس کو پچانتے ہیں اور اس کے حالات سے بخوبی آگاہ

سڑک ہونے کا۔ جرت کی نظر کیجیے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کی موجودہ حالت دیکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر اس کو آپ کے لئے کوئی مسکن دوائی تجویز کرنا چاہے موسم گذشتہ چند دنوں سے واقعی بہت خراب ہے۔ اچھا آپ ایک کرسی پر بیٹھ جائیں اور تان کے ساتھ اپنا قہقہہ سنائیں۔ آپ نے اپنا نام ایسے انداز سے لیا ہے جیسا کہ ہم آپ لے پھلتے ہیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سوائے ان ظاہری امور کے کہ آپ مجرد، دکالت پیشہ، ذوی میں اور دوسری بیماری کے مریض ہیں مجھے آپ کے متعلق اور کوئی بات مطلقاً معلوم نہیں ہے۔ چونکہ میں اپنے دوست کے طریق استدلال سے آگاہ تھا اس لئے میں نے اس کے استنباط کر وہ نتائج کو باسانی سمجھ لیا۔ نو وارد کا لباس صاف ستھرا نہیں تھا، اس کی جیب میں سے کاغذ سے بھرا ہوا ایک بڑا سا لفافہ باہر نکلا ہوا تھا، اس کی گھڑی کی زنجیر میں ایک عجیب شکل کا پتھر آویزاں تھا اور اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔ ان علامات کو میرے دوست کی تیز نگاہ نے تازہ کیا تھا اور اس وقت میں نے فوراً خاطر خواہ نتائج اخذ کر لیے تھے۔ لیکن نو وارد جو کہ میرے دوست کے محیر العقول دماغی کارناموں سے بے گونی واقف نہ تھا جو حیرت کھڑا تھا۔ آخر کار اس نے کہا، جناب آپ کا کیا معنی ہے۔ میں یہ سب کچھ نہیں اور اس وقت لندن میں سب سے زیادہ بد نصیب آدمی ہوں۔ خدا کے لیے مسٹر ہومز آپ میری مدد سے کوتاہی نہ کریں۔ اگر وہ مجھے گرفتار کرنے کے لیے آجائے تو خدا کے لیے مجھے ان سے اتنی مہلت دلو اور دینا کہ میں اپنی سرگذشت بیان کر سکوں۔ میں آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب آپ میرا قہقہہ سن لیں گے تو میں خوشی کے ساتھ جیل خانہ میں چلا جاؤں گا کیونکہ مجھے یقین ہو گا کہ آپ میری بریت ثابت کرنے میں مشغول ہوں گے۔“

ہومز نے متعجب ہو کر کہا، ”آپ گرفتار کریں گے، یہ بہت اچھی۔ اور بہت دلچسپ بات ہے۔ آپ کو کس جرم کے لیے پکڑیں گے؟“

”ہاروڈ کے رہنے والے ایک بوڑھے معمار مسٹر اولڈ ایر کے قتل کے لیے“

میرے دوست کے پھرے سے ہمدردی اور اطمینان ظاہر ہوتا تھا۔ میرے اس خیال کو بھانپ کر اس نے کہا "آپ کا بیان واقعی دل چسپ ہے۔ میں ابھی ابھی اپنے دوست کے کہ رہا تھا کہ لندن میں سنسنی خیز جرائم مفقود ہو گئے ہیں اور اخبارات میں روزمرہ کے معمولی واقعات کے علاوہ کوئی دلچسپ خبر نہیں ہوتی۔"

ہم اسے ملاقاتی نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ میز کی طرف بڑھایا اور روزانہ اخبار ڈیلیوری گرانٹ اٹھا کر شرک ہو مز کو دکھایا۔

"جناب اگر آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا ہوتا تو آپ فوراً میرے یہاں آنے کی غرض و فائیت سمجھ جاتے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہر ایک آدمی میرے نام اور میری بدبختی سے ضرور آگاہ ہو گا۔ آپ کی اجازت سے میں جلی قلم کی سرخیاں پڑھتا ہوں:- تاروڈ میں ایک پراسرار حادثہ، ایک مشہور معمار کی گمشدگی، قتل کا شبہ، مجرم کا سرخ، مسٹر ہومز پولیس کے افسر اس سرخ پر آہٹے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ اس سرخ کے مطابق میری گرفتاری یقینی ہے۔ لندن پریجسٹیشن کے سپاہی میرا تعاقب کر رہے ہیں اور چونکہ انھیں وارنٹ مل جائے گا تو مجھے گرفتار کریں گے۔ آہ! میری ماں کا دل ٹوٹ جائے گا! اس کا دل یقیناً ٹوٹ جائے گا!"

اس کا تاسف دردناک تھا۔ میں نے دلچسپی کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ اس کی عمر ۲۰ برس ہوگی۔ اس کا لباس اور انداز شریفانہ تھے۔

ہو مرنے کہا "میں موجودہ وقت کو یونہی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ وائسن صاحب آپ برا کر مجھے اخبار کا پورا مضمون پڑھ کر سنائیں۔"

جلی قلم عنوان کے نیچے میں نے ویل کا مضمون پڑھا۔

گذشتہ شب تاروڈ میں ایک غیر معمولی واقعہ ہوا ہے جس سے ایک خطرناک جرم کا شبہ ہوتا ہے۔ اس نواع میں مسٹر اولڈ ایکٹر ایک مشہور و معروف معمار ہے۔ مسٹر اولڈ ایکٹر کی عمر تقریباً ۵۲ برس کے لیکن وہ مدت العمر مجرور ہے۔ اس کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کافی امیر ہے۔

۹۔ بورما مارا

پندرہ سال سے اس نے اپنا کاروبار بند کر دیا ہے۔ گزشتہ شب، بارہ بجے اس کے احاطہ کے اندر لکڑیوں کے ایک انبار کو آگ لگی تھی۔ گو آگ بجھانے والے انجن، بسیرت ممکنہ موقع پر پہنچ گئے تھے تاہم ایندھن کا انبار سائے کا سارا جل گیا۔ یہاں تک یہ حادثہ ایک اتفاقی حادثہ معلوم ہوتا تھا لیکن بعد ازاں معلوم ہوا کہ غالباً یہ آگ ایک فنانا جرم کو چھپانے کے لیے لگائی گئی تھی۔ مسٹر اولڈ ایگزٹ سے منفقووا انجیر ہے۔ اس کے کمرہ کے عارضینہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ اپنے بستر پر نہیں سویا تیرا ایک آہنی صندوق میں چند ضروری کاغذات اور قیمتی دستاویزیں غائب ہیں۔ علاوہ ازیں کمرہ کے اندر خون کی چھٹیں جا بجا پائی گئی ہیں اور سبب کی ذرہ ذرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ ایک چھڑی بھی پائی گئی ہے جس کی دستی کے اوپر خون کے نشان ہیں۔ مسٹر اولڈ ایگزٹ کے پاس گزشتہ شب بارہ بجے تک ایک نوجوان وکیل مسٹی جان مک فارلین بطور ملاقاتی ٹھہرا ہوا تھا جو چھڑی پائی گئی ہے وہ بھی شناخت کے بعد اسی نوجوان کی ملکیت ثابت ہوئی ہے۔ افسران پولیس کے پاس ایسی زبردست شہادت موجود ہے جس سے ارتکاب جرم کے متعلق تسلی بخش معلومات ثابت ہوتی ہیں۔

بعد کی خبر۔ انوائسٹنگ ہے کہ مسٹر مک فارلین قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بہر کیف یہ امر یقینی ہے کہ اس کی گرفتاری کے لیے وارنٹ شائع ہو گیا ہے۔ مقتول معمار کے باغ میں کسی بھاری چیز کے گھیٹ کو لے جانے کے نشانات پائے گئے ہیں اور کوٹلوں میں سے چلی ہوئی ہڈیاں دستیاب ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں راکھ میں سے پتیل کے چند ٹین بھی جو غالباً پتلون کے ٹین ہیں ملے ہیں۔ پولیس کے افسروں کا خیال ہے کہ بوڑھے معمار کو لاشی کی ضرب سے اس کی خواجگاہ میں قتل کیا گیا ہے اور اس کا مردہ جسم گھیٹ کر ایندھن کے انبار میں ڈالا گیا ہے۔ تحقیقات سکاٹلینڈ یارڈ کے لائق افسر انسپیکٹر اسٹریٹ کے تجربہ کار ہاتھوں میں سپرد کی گئی ہے۔

شرکات ہومز نے انگلیں بند کر کے اس دلچسپ مضمون کو سننا۔
 ”واروات واقعی دلچسپ ہے“ اس نے کہا ”لیکن میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ
 مسٹر ملک فارلین آپ اس وقت تک گرفتار کیوں نہیں کیے گئے۔ آپ کے خلاف شہادت بتا
 تو کافی قوی نظر آتی ہے“

”میں بلیک پیچ میں اپنے والدین کے ساتھ رہتا ہوں لیکن گزشتہ شب چونکہ مجھے مسٹر
 اولڈ ہیکر کے ہاں دیر ہو گئی تھی اس لیے میں ناروڈھی کے ایک ہوٹل میں سورا تھا اور آج صبح
 اپنے دفتر میں جا رہا تھا کہ ریل گاڑی میں میری نگاہ اخبار کے اس مضمون پر پڑی۔ میں نے
 یہی مناسب سمجھا کہ سیدھا آپ کے پاس چلا آؤں۔ ریل میں میرے ساتھ پولیس کا ایک افسر
 بیٹھ گیا تھا۔ غالباً اس نے مجھے اس لیے گرفتار نہیں کیا کہ اس کے پاس وارنٹ موجود نہیں تھا وہ
 ضرور میرے پیچھے وارنٹ ملے گا۔ یا میرے اللہ! یہ کیا شور ہے“
 ہماری گھنٹی زور سے بجی اور ہمارا پرانا دوست لسٹریڈ ہاسے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ
 دو تین دہروی پوش سپاہی تھے۔

”مسٹر جان ملک فارلین“ لسٹریڈ نے کہا

ہم سے بد نصیب ہو گل کے چہرہ پر مرونی چھا گئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہو گیا۔
 ”میں آپ کو مسٹر اولڈ ہیکر، ناروڈھی کے مشہور معمار کے قتل کی پاداش میں گرفتار کرتا ہوں“
 نوجوان نے ہم دونوں کی طرف دیکھا اور شکستہ دل ہو کر کرسی پر گر پڑا۔
 ”ذرا توقف کیجیے“ ہومز نے کہا ”مسٹر لسٹریڈ، ایک آدھ گھنٹہ کی دیر سے آپ کے کام
 میں کوئی حرج واقع نہیں ہو سکتا۔ مسٹر ملک فارلین ہمیں اس واقعہ کے متعلق اپنا بیان
 سننے والا تھا۔ ممکن ہے کہ ہم اس کے بیان کی مدد سے اس حادثہ کی صحیح تحقیقات کر سکیں“
 لسٹریڈ نے گنت کے ساتھ کہا ”مجھے تحقیقات کرنے میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی، تاہم
 میں آپ کا سوال رو کر نامیں چاہتا کیونکہ آپ نے ایک دو موقع پر ہماری مدد کی ہے۔“

لیکن یہ افراد صبح کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے قیدی کے پاس رہوں گا اور جو کچھ وہ یہاں بیٹھا کرے گا اس کے خلاف بطور شہادت استعمال ہو سکے گا۔
ہم اسے موکل نے دوشس ہو کر کہا "مجھے آپ کی شرائط منظور ہیں۔ میں صرف یہی چاہتا ہوں کہ آپ کو صحیح واقعات کی اطلاع ہو جائے۔"

سٹریڈ نے اپنی گھڑی نکال کر کہا "بہت اچھا۔ میں آپ کو نصف گھنٹہ کی مہلت دیتا ہوں جو ان نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کل سے پہلے مسٹر اولڈا کیس کے ساتھ میری واقفیت مطلقاً تھی۔ البتہ میں نے اس کا نام اپنے والدین سے بار بار سنا تھا کیونکہ عرصہ ہوا وہ اسے جانتے تھے لیکن اب ان کے تعلقات منقطع ہیں اس لیے جب وہ کل میرے دفتر میں آئے تو مجھے بت نہج ہو اور جب اس نے مجھے اپنے آنے کا سبب بتایا تو مجھے اور بھی زیادہ حیرت ہوئی۔ اس کے ہاتھوں میں بہت سے کاغذات تھے۔ یہ حاضر ہیں۔ ان کاغذات کو اس نے میری میز پر رکھ کر کہا

"مسٹر بک فارین یہ میری وصیت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے قانون کے مطابق صحیح کر دیں۔ جب تک آپ یہ کام ختم کریں گے میں یہیں بیٹھوں گا۔"
"میں نے وصیت کی نقل شروع کر دی اور جب میں نے دیکھا کہ اس نے وصیت میں کچھ دوشس اپنی تمام جائیداد میرے نام لکھ دی ہے تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ ہی۔ جب میں نے اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ میری طرف دیکھا اور ایک عجب انداز سے مسکرایا تھا۔ اس نے مجھے یقین دلایا کہ اس نے سچ بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ اس نے کہا میں آپ کے والدین کو آج سے کئی سال پہلے جانتا ہوں اور میں نے ہمیشہ آپ کی تعریف سنی ہے۔ میں نے تمام عمر اکیلے بسر کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میری جائیداد آپ کے قبضہ میں آکر بہتر ہاتھوں میں چلی جائے گی، میں نے مجھ کو کر شکر یہ ادا کیا۔ وصیت کی بحیر نقل ختم ہونے کے بعد اس نے اس پر اپنے دستخط کر دیے اور میرے کمر کے اس پر اپنی گواہی والدی۔ نیلے لٹافہ میں دستخط شدہ وصیت ہے۔"

اور ان پر زوں پر اس کا دستخطی مسودہ ہے۔ اس کے بعد مشراؤ لڈ اپنے بچے کے وقت بچے کھانے پر مدعو کیا اور سمجھا یا کہ بعض ضروری کاغذات اور دستاویزیں جو وہ مجھے دینا چاہتا ہے مکان پر ہیں اور چونکہ اس کی دلی خواہش ہے کہ وصیت کی تکمیل آج ہی ہو جائے اس لیے مجھے اس کے ہاں ضرور آنا چاہیے۔ لیکن اُس نے میری طرف گھور کر کہا 'برخوردار اس امر کی تاکید ہے کہ تکمیل سے پہلے اس معاملہ کے متعلق اپنے والدین سے مطلقاً گفتگو نہ کرنا۔ ہم ان کو تکمیل کے بعد حیران کر سکیں گے، اُس نے اس مانعت کو ہرار کے ساتھ پیش کیا اور مجھ سے وعدہ لیے بغیر وہاں سے نہ ہلا۔

ایسی نعمت غیر مترقبہ کے حصول کی خوشی میں میں اس کی ہر ایک بات ماننے کے لیے تیار تھا۔ وہ میرا محسن تھا اور میں اس کی ہر ایک خواہش پورا کرنے کے لیے آمادہ تھا اس سنیے میں نے اپنے گھر تیار بھیج دیا کہ میں شب کو ایک ضروری کام کی وجہ سے دیر کے آؤں گا۔ مشراؤ لڈ ایک کے مکان کا پتہ لگانے میں مجھے کچھ دیر ہو گئی، اس لیے میں اس کے پاس تقریباً ۱/۲ بجے پہنچ سکا۔

ہو مرنے قطع کلام کر کے کہا "اچھے لے دو روزہ کس نے کھولا تھا؟"

"ایک چالیس سالہ عورت نے جو غالباً اس کی خادمہ ہے۔ کھانا کھانے کے بعد مشراؤ لڈ ایک مجھے اپنی خواب گاہ میں لے گیا جہاں ایک مضبوط آہنی صندوق رکھا ہوا تھا۔ اُس سے اُس نے بہت سے کاغذات نکالے اور مجھے دکھائے۔ بارہ بجے کے قریب میں اس کے میاں سے رخصت ہوا۔ بیرونی دروازہ تک وہ خود میرے ساتھ آیا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ رات گزرنے سے خادمہ کو بیدار کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔"

"کیا اُس کے کمرہ کے روشندان بند تھے؟"

"میں کہ نہیں سکتا، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ نیم بند تھے۔ روانگی کے وقت مجھے پیری چھڑی نہیں مل سکی تھی جب تلاش کرنے کے بعد بھی وہ نہ ملی تو اُس نے کہا کچھ مضائقہ نہیں

میں اس کو اس کے ہاتھوں میں رکھ کر دیا۔ تو بڑا بے پروا اور تمہارے اکثر بٹنے آیا کرو گے۔ پھر کسی وقت لیجا
 میں اس کو اس کے ہاتھوں میں رکھ کر دیا۔ تو بڑا بے پروا اور تمہارے اکثر بٹنے آیا کرو گے۔ پھر کسی وقت لیجا
 پاس ہی ایک ہونٹ میں پورا۔ صبح اٹھ کر ریل گاڑی میں مجھے اجارہ دیکھتے پر اس کا
 کا علم ہوا۔

”سٹریڈ نے کہا“ مسٹر ہومز کیا آپ کچھ اور بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں؟“
 ”جب تک میں بلیک ہیٹھ نہ ہواؤں مجھے اور کوئی بات دریافت نہیں کرنی ہے۔“
 سٹریڈ نے جلدی سے کہا ”غالبا آپ تار دوڑانا چاہتے ہیں۔“

ہومز نے ایک عجیب انداز سے مسکرا کر کہا ”ہاں۔ ممکن ہے میرا مطلب ہی ہو اس سے
 قبل کئی ایک مواقع پر سٹریڈ کو میرے دوست کی غیر معمولی ذہانت اور خودتِ طبع کا علم ہو چکا
 تھا۔ اس لیے اس نے ہومز کی مسکراہٹ کو دیکھ کر کہا ”مسٹر ہومز میں آپ سے تخلیق میں دو
 باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ مسٹر مگفارلین پولیس کے دو سپاہی نیچے دروازہ پر کھڑے ہیں اور
 ایک دو اسپر گاڑی آپ کے لیے تیار ہے۔ بیچارہ شکستہ دل نوجوان ہماری طرف ایک
 حسرت آمیز نگاہ ڈال کر ہر چلا گیا لیکن سٹریڈ وہیں کھڑا رہا۔“

ہومز وصیت کے مسودہ کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ جب لازم چلا گیا تو اس نے سٹریڈ کو منی
 کے کہا ”اس دستاویز کے متعلق بعض امور بہت غور طلب ہیں۔“

سٹریڈ نے وصیت کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا ”میں پہلے صفحہ کے شروع میں، دوسرے
 صفحہ کے وسط میں اور خاتمہ پر چند سطریں پڑھ سکتا ہوں۔ یہ تو صاف لکھی ہوئی ہیں لیکن ان کے
 علاوہ دوسری جگہوں پر عبارت بہت خراب لکھی ہوئی ہے اور تین جگہوں پر تو میں بالکل کچھ نہیں پڑھ
 ہو مرنے کہا ”آپ اس سے کیا سمجھتے ہیں؟“

”آپ بتائیے کہ آپ اس سے کیا سمجھتے ہیں؟“

”یہ کہ یہ وصیت ریل گاڑی میں بیٹھ کر لکھی گئی ہے۔ صاف عبارت سٹیشنوں پر جہاں گاڑی

رکھی تھی، لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ بری عمارت ملتی گاڑی میں لکھی گئی ہوگی اور میت بھی
تحریر جو بالکل پڑھی نہیں جاتی، ایسی جگہوں پر لکھی گئی ہے جہاں کا ٹاٹا لاپتہ ہے۔ جو آدمی لندن سے
واقف ہو وہ بتا سکتا ہے کہ یہ وصیت ناروڈ سے لندن آئے ہوئے لکھی گئی تھی۔

سٹریڈ کھلا کر سننے لگا "جب آپ اپنے قیاسی گھونٹے دوڑانے شروع کر دیتے ہیں تو میں
آپ کی باتیں نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن یہ فرمائیے کہ آپ کے اس خیال کو واردات کے ساتھ کیا تعلق ہے؟
" اس سے نوجوان کے بیان کی اتنی تائید ہوتی ہے کہ یہ وصیت بوڑھے معمار نے کل
دوران سفر میں لکھی تھی۔ یہ امر غم طلب ہے کہ ایسی ضروری وصیت اس طرح سرسری طور پر
لکھی گئی ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وصیت لکھنے والے کو خیال تھا کہ عملی طور پر اس کی کوئی
اہمیت نہیں ہے۔ اگر ایک آدمی کو معلوم ہو کہ اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا تو وہ فرد
ایسا کر سکتا ہے۔"

سٹریڈ نے کہا "لیکن اس حالت میں تو معمار نے وصیت کیا لکھی اپنے لیے تو اسے موت بھی
ساتھ ہی لکھ لیا تھا۔"

"کیا آپ ایسا خیال کرتے ہیں؟"

"اور کیا آپ ایسا خیال نہیں کرتے؟"

"یہ بالکل ممکن ہے کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں صحیح ہو لیکن میں ابھی اس واردات کو واضح طور پر
نہیں سمجھ سکتا۔"

"چہ خوب! کیا یہ واردات ابھی واضح نہیں ہے۔ اس سے زیادہ واضح اور کیا چیز ہو سکتی
ہے؟ اس نوجوان کو معلوم تھا کہ بوڑھے معمار کے مرنے سے اسے اس کی تمام جائیداد وراثت
میں ملے گی۔ اس لیے وہ یہ سوچا کہ اپنے والدین کو اطلاع کیے بغیر شب کے وقت معمار کے
ہاں پہنچ گیا اور تنہائی میں اسے قتل کر دیا۔ قتل کو چھپانے کی خاطر اس نے اس کے مردہ بدن
کو چلا دیا اور خود ایک ہوٹل میں روپوش ہو گیا۔ کیا یہ امور واضح نہیں ہیں؟"

بجائے نواز میں سمجھتا ہوں کہ یہ واردات اس لحاظ سے کافی سے زیادہ واضح ہے۔
 آپ اپنی توثیح میں سے کام لیں اور سوچیں کہ کیا یہ نوجوان اسی دن جبکہ وصیت لکھی گئی
 تھی اپنے عمن کو قتل کر سکتا تھا۔ پھر یہ خیال کریں کہ وہ گھر میں پوشیدہ طور پر نہیں آیا تھا۔ تو
 کو معلوم تھا کہ وہ معیار کی ملاقات کے لیے آیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ امر قابل غور ہے کہ وہ
 اپنی چھری بطور نشانی کے قتل کے بعد وہاں چھوڑ گیا۔ تاکہ پولیس اسے فوراً گرفتار کر لے۔ امیر کے
 دوست ذرا سوچو اور سمجھو۔ آپ کا قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

باوجود اس تقریر کے لشرڈ اپنی رائے پر قائم رہا اور سلام کہہ کر رخصت ہو گیا۔
 جب سرکاری سراغ رساں چلا گیا تو میرے دوست نے باہر جانے کی تیاری کی اور
 کہا "دانشن صاحب میں سبکے پہلے بلیک تھم جاؤں گا۔ جہاں کہ اس نوجوان کا گھر ہے"
 میں نے لشرڈ کی طرح حیران ہو کر پوچھا "لیکن آپ پہلے ناروڈ کیوں نہیں جاتے جہاں کہ
 قتل ہوا ہے؟"

"اس واردات کے دو حصے ہیں اول عجیب و غریب وصیت۔ دوم قتل۔ پولیس کے دفتر
 غلطی کر رہے ہیں کہ اپنی تمام توجہ دو سکر حصے کی طرف مبذول کر رہے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک
 صحیح طریق عمل یہ ہے کہ سبکے پہلے اس نادرو وصیت پر کچھ روشنی ڈالی جائے، شاید اس تحقیقات
 سے قتل کی پھر اسرار کئی سمجھائی جاسکے۔ بیکریہ۔ آپ کے میرے ساتھ باہر جانے کی ضرورت
 نہیں ہے۔ اس میں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے وگرنہ میں ہرگز آپ کے بغیر ایک قدم نہ اٹھاتا۔ میں
 اُمید کرتا ہوں کہ مٹام کے وقت جب میں واپس آؤں گا تو اس قابل رحم نوجوان کے لیے جس
 شخص اعتماد کے ساتھ ہماری مدد و طلب کی ہے، انشاء اللہ کچھ نہ کچھ کر کے آؤں گا۔"

دوسرا حصہ

میرا دوست بہت دیر کر کے واپس آیا۔ اس کے چہرہ پر مایوسی چھائی ہوئی تھی جس سے

صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنی جستجو میں ناکام رہا ہے۔ ایک گھنٹہ تک وہ ستار لیکر متحرقی سر میں نکالتا رہا آخر کار اُس نے مجھے اپنی مساعی کا ثبوت باب یوں سنایا:

”پیلے واٹسن، میری تمام تدابیر غلط ثابت ہو رہی ہیں۔ گو میں لسٹریڈ کے سامنے جہت سے اے جھٹلاتا رہا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ وہ صحیح کھوج پر ہے اور میرا خیال غلط ہے۔ کیا آپ بلیک ہیٹھ گئے تھے؟“

”ہاں میں وہاں بھی گیا تھا۔ اور ناروڈ بھی ہوا آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ بوڑھا معما اچھا خاصہ بد معاش تھا۔ نوجوان قیدی کا باپ گھر پر موجود نہ تھا لیکن اس کی ماں ماتا کی ماری گھر پر بے چین ہو رہی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کو معصوم گردانتی ہے لیکن اسے اولڈ ایگر کی خبر موت سن کر کچھ جبرت نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے وہ اس کو ایسی شدت سے کوستی تھی کہ اگر پولیس ملے اس کی باتیں سنیں تو اس کے بیٹے کا بچنا محال ہے۔ کیونکہ اگر اُس نے اپنی ماں کو اولڈ ایگر کے خلاف اس طرح زہر لگاتے ہوئے سنا ہوتا تو لازماً وہ اس کو پہلے سے نفرت کرتا ہوتا۔ وہ اس کو عرضہ دراند سے جانتی ہے کیونکہ وہ جوانی میں اس کا عاشق رہ چکا ہے۔ وہ اللٹکا کر ادا کرتی تھی کہ اس نے اس سے شادی تکی کیونکہ اس کو اس کی بدکرداریوں کا علم ہو گیا۔ اُس نے مجھے ایک عورت کی تصویر دکھائی جس کو چاقو کے ساتھ بہت بد نما کیا ہوا تھا۔ یہ میری تصویر ہے جو اُس نے مجھے، میری شادی کی صبح کو بھیجی تھی، یہ سنکر میں نے کہا خیر لیکن اب یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنا غصہ بھلا دیا ہے کیونکہ اس نے آپ کے بیٹے کو اپنا وارث بنا لیا ہے مجھے یا میرے بیٹے کو اُس طعون کا ایک جہہ درکار نہیں ہے۔ مسٹر ہو مز مجھے اپنے خدا کے انصاف سے اُمید ہے کہ جس طرح یہ بدکردار عوی ایسی ذلیل موت مرا ہے اسی طرح میرا بیٹا اس جرم سے بری ثابت ہوگا۔ میں نے چند لمحے اس سے گفتگو کی لیکن مجھے اپنے قیاس کی ہامید میں کوئی بات نہ ملی۔ آخر کار میں مایوس ہو کر ناروڈ چلا آیا۔“

بوڑھے معمار کا مکان ایک وسیع احاطہ میں واقع ہے۔ میں نے ہامعان نظر قدموں کے

نشانات اور دیگر علامات کے لیے تمام احاطہ کا معائنہ کیا لیکن وہاں بھی مجھے کوئی خاص بات اپنے قیاس کی تائید میں نہیں ملی۔ صرف ایک امر مجھے امید افزا نظر آیا ہے۔ میں نے بوڑھے معمار کے آہستی مہندوق کے اندر کے کاغذات کو دیکھا۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ چنداں امیر نہیں تھا۔ لیکن مجھے یہ شبہ ہوا ہے کہ جملہ کاغذات وہاں موجود نہیں ہیں۔ بعض کاغذات میں چن قیمتی دستاویزوں کی طرف اشارے تھے لیکن وہ دستاویزیں وہاں موجود نہ تھیں۔ اگر ہم یہ امر باریہ ثبوت تک پہنچا سکیں تو ہم سٹریڈ کی ایک دلیل باطل کر سکتے ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ کوئی کاغذ نہیں چھرایا گیا اور اس کی وجہ یہ بتاتا تھا کہ چونکہ نوجوان کو معلوم تھا کہ از روئے وصیت وہ تمام جائیداد کا مالک ہے اس لیے اس کو دستاویز چرانے کی ضرورت نہ تھی۔

”آخر کار میں نے خادمہ سے گفتگو کی۔ اس کا نام مسز فاکس ہے۔ اگر وہ چاہے تو ہمیں کچھ بتا سکتی ہے۔ مجھے اس بات کا یقین ہے لیکن وہ بالکل کچھ نہیں بتانا چاہتی۔ اس کا بیان ہے کہ اس نے نوجوان کے لئے کل رات دروازہ کھولا تھا اور ساڑھے دس بجے سو گئی تھی اس لیے اس کو بعد کے واقعات کا کچھ علم نہیں ہے۔ وہ اپنے مالک کے کاغذات وغیرہ کے متعلق ہر ایک قسم کی معلومات سے انکار کرتی ہے۔

”پیلے دوست، اس طور سے میری تمام کوششیں رائیگاں گئی ہے، میں اس مظلوم نوجوان کی حمایت میں کوئی تائیدی امر پیش نہیں کر سکتا۔ تاہم مجھے اس کی معصومیت کا یقین ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ پولیس جو کچھ کر رہی ہے غلط ہے اور وہ خادمہ ضرور کچھ نہ کچھ جانتی ہے۔ بہر کیف اب افسوس کرنا اصل ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ تا وقتیکہ کوئی نئی بات دریافت نہ ہو جائے بوڑھے معمار کی کہانی آپ کی جمع کردہ حکایات میں شامل نہیں ہو سکے گی۔“

میں کہ نہیں سکتا کہ شرک ہو مزا اس ات سویا۔ یا نہیں لیکن جب میں نے سچ اُسے

ناشتہ پر دیکھا تو اس کا چہرہ زرد اور اترا ہوا تھا۔ اس کی کرسی کے ارد گرد چھٹوں کے بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور صبح کی اخباروں کا ایک ڈھیر منیر پر جمع تھا۔ ایک تار اس کے سامنے کھلا پڑا تھا۔ تار میری طرف پھینک کر اس نے کہا، آپ اس کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں؟“

میں نے تار کا مضمون پڑھا۔ یہ ناروڈ سے آیا تھا ”ضروری تازہ شہادت دستیاب ہوئی ہے۔ ملزم کا جرم بالکل ثابت ہو گیا ہے۔ آپ اپنی مساعی ترک کر دیں۔ لسٹریڈ“

”یہ لسٹریڈ کی فتح کا اعلان ہے تاہم میں اس کے مشورہ پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ہمیں تازہ نئی شہادت کی تحقیقات کرنی چاہیے۔ ممکن ہے کہ وہ ہمارے مفید مطلب ثابت ہو اور جو نتیجہ اس سے لسٹریڈ نے نکالا ہے غلط ہو۔ آپ ناشتہ کر لیں۔ میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ مجھے آپ کی رفاقت کی ضرورت ہے۔ ہمیں ناروڈ جلدی جانا ہوگا“

میرے اصرار کے باوجود شرک ہو مرنے ناشتہ نہ کیا کیونکہ یہ اس کی ایک خصوصیت تھی کہ وہ تحقیقات کی سرگرمی میں کئی کئی دن علی التواتر کھانا نہیں کھاتا تھا۔ جب میں طبی نقطہ نگاہ سے اعتراض کرتا تھا تو وہ کہتا تھا ”سر دست میرے پاس انہماقیہ کے لیے فالٹو طاقت نہیں ہے“

جب ہم ناروڈ پہنچے تو لسٹریڈ ہمیں شاداں و فرماں ملا۔ ”کیسے مسٹر ہو مزی کیا ہم غلط ہیں یا آپ؟“

میرے دوست نے متانت کے ساتھ جواب دیا۔ ”تا حال میں کسی قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچا“

”لیکن ہم اپنے نتیجہ پہنچ چکے ہیں۔ آئیے میں آپ کو ایک برٹان قاطع سے یقین دلاؤں گا کہ میرا نتیجہ سچا ہے“ یہ کہ کر وہ ہمیں ایک گزرگاہ میں سے نکال کر نیسے کر رہے لے گیا۔

”یہ وہ جگہ ہے جہاں ملزم مک فارلین ارتکاب جرم کے بعد آیا ہوگا۔ اب آپ یہ خطہ فرمائیں“ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ اس نے ایک دیا سلائی جلائی اور سفید دیوار کے



بالمقابل صفحہ ۲۲۱] "مشر ہو فرماں کو اپنے متحد بٹیشہ کی مدد سے دیکھئے"

اوپر ایک خون کا بوجھ دکھایا۔ جب ہم نے فوراً سے دیکھا تو وہ دھبہ صاف طور پر ایک انگوٹھے کا نشان نظر آیا۔

”سٹر ہومز اس کو اپنے محدب شیشہ کی مدد سے دیکھئے“

”ہاں میں دیکھ رہا ہوں“

”آپ جانتے ہیں کہ ایسے کوئی دو نشان یکساں نہیں ہو سکتے؟“

”ہاں میں نے ایسا ہی سنا ہے“

• ”اچھی بات۔ اب آپ انراہ کرم اس نشان کا مقابلہ مک فارلین کے انگوٹھے کے اس نشان کے ساتھ جو آج صبح میرے حکم سے لیا گیا ہے کریں۔“

جب دونوں نشان اکٹھے رکھے گئے تو محدب شیشہ کی مدد کے بغیر صاف عیاں تھا کہ دونوں نشان ایک ہی شخص کے انگوٹھے کے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ہمارا موکل اب قانون کے چنگل سے نہیں بچ سکتا۔

سٹریڈ نے خوشی سے کہا ”یہ قطعی ثبوت ہے“

میں نے بھی بے ساختہ کہا ”یہ قطعی ہے“

”یہ قطعی ہے! ہومز نے بھی کہا۔“

مجھے اس کی آواز میں کچھ ایسی تبدیلی محسوس ہوئی کہ میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرہ پر ایک نمایاں تبدیلی وقوع پذیر ہو گئی تھی۔ اندرونی مسرت اور شادمانی سے اس کا چہرہ ہنسا رہا تھا۔ اس کی دونوں آنکھیں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ اپنی ہنسی کو ضبط کرنے کے لئے غیر معمولی کوشش کر رہا تھا۔

آخر کار اس نے کہا ”معاذ اللہ! دنیا میں کیسے کیسے اچھے دیکھنے میں آتے ہیں! انسان کو ظاہری شکل و شبہات کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔ دوست سٹریڈ یہ وارث ہمارے لیے جابے عبرت ہے۔ ہمیں اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اپنی توثیق فیصلہ پر

مد سے زیادہ اعتبار نہ کریں۔“

سٹریڈ نے جواب دیا ہاں۔ میٹر موٹرز ہم میں سے بعض اپنے دماغی کارناموں پر نڈا ہوتے ہیں۔ اس کا گستاخانہ لوجہ مجھے مشتعل کرنے کے لیے کافی تھا لیکن ہو مگر بظاہر بالکل مطمئن کھڑا تھا۔ گو میں دیکھ رہا تھا کہ بات کرتے وقت اس کا جسم اندرونی شادمانی سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے دوست نے کہا:

”ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس نوجوان نے کھوٹی پر سے ٹوپی اتارتے وقت اپنا انگوٹھا دیوار کے ساتھ دبا دیا۔ اور آپ سوچیں تو اس کی یہ حرکت کیسی باموقع نظر آتی ہے لیکن جناب بندہ یہ تو فرمائیں کہ یہ اہم انکشاف کس نے کیا تھا؟“

”خادمہ نے رات کے وقت پہرہ والے سپاہی کو یہ دھتکہ دکھایا تھا۔“

”سپاہی رات کے وقت کہاں پہرہ دے رہا تھا؟“

”خواب گاہ میں جہاں ارتکاب جرم ہوا تھا۔“

”لیکن یہ نشان پولیس والوں کو کل کیوں نہیں نظر آیا تھا؟“

”چہ خوب! ہمیں خیال ہی نہ تھا کہ اس بٹھے کمرہ میں کوئی بات قابل تفتیش ہو سکتی ہے۔“

مزید براں یہ دھتکہ نمایاں جگہ میں نہیں ہے۔“

”نہیں نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ دھتکہ کل ہی یہیں تھا۔“ سٹریڈ

نے میرے دوست کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے کہ وہ اسے جنوڈا لخواں سمجھتا ہے۔

میں خود معترف ہوں کہ مجھے اس کے برابر انداز اور اس بے تکی بات سے بہت حیرانی

ہوئی۔

سٹریڈ نے تمسخر سے کہا ”شاید ملزم رات کے وقت اپنے خلاف شہادت قوی کرنے

کی خاطر جیل خانہ سے نکل کر اپنے انگوٹھے کا نشان یہاں لگا گیا ہوگا۔ اس امر کا فیصلہ کہ یہ

اسی کے انگوٹھے کا نشان ہے میں ہران فن کے اوپر چھوڑتا ہوں۔“

میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اسی کے انگوٹھے کا نشان ہے۔
 "تو یہ کافی ہے" لشرڈینے کہا "مستر ہو مز میں ایک علی آدمی ہوں۔ جب میری شہادت
 جمع ہو جاتی ہے تو میں اپنے نتائج استنباط کرتا ہوں۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ کہنا ہو گا تو آپ مجھے
 نشست گاہ میں پائیں گے۔ میں وہاں بیٹھ کر اپنی آخری رپورٹ لکھوں گا۔"
 ہو مز بظاہر بالکل سنجیدہ تھا گو مجھے اس شخصے انداز سے شہادت آمیز شہاد دہانی کے اٹنا
 گاہ بگاہ نظر آتے تھے۔

"رفیق من۔ واقعی یہ ایک اہم نشان ہے لیکن ابھی تک مجھے اپنے موکل کی بریت کے
 لئے چند امور نظر آتے ہیں۔"
 میں نے خوش ہو کر جواب دیا "مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں ڈر رہا تھا کہ آپ
 اس کے لئے کوئی امید باقی نہیں رہی۔"

"میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لشرڈینے کی بیج کردہ شہادت
 میں ایک اہم نقص ہے۔"
 "واقعی! وہ کیا ہے؟"

"صرف یہ کہ میں جانتا ہوں کہ یہ نشان یہاں کل موجود نہ تھا۔ میں نے کل اس کمرہ کو بہت
 احتیاط کے ساتھ دیکھا تھا اور مجھے یقین ہے کہ اگر یہ نشان یہاں کل موجود ہوتا تو میں اسے
 ضرور دیکھتا۔ آئیے اب ذرا باہر گھومیں۔"

تیسرا حصہ

میرا دماغ چکر میں تھا لیکن میرے دل میں خوشی کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ ہو مز نے
 مکان کے چاروں طرف طواف کیا اور ہر ایک پہلو کو غور سے دیکھا۔ پھر وہ مکان کے اندر
 گیا اور فرش سے اوپر کی منزل تک کئی مرتبہ پڑھا۔ بہت سے کمرے خالی تھے تاہم ہو مز

ان کو نہایت غور سے دیکھا۔ آخر کار منزلِ بالا کے ایک برآمدہ پر جو تین عالیٰ خواہگاہوں کے سامنے تھا، وہ بے ساختہ ہنسنے لگا۔

”والٹسن اس معاملہ کے متعلق بعض نرالی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ اس لیے اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے دوست لسٹریڈ کو اپنا محرم راز بنا لیں۔ وہ ابھی ہمارے اوپر ہنسنا تھا لیکن اگر اس معصومہ کا حل جو میں نے سوچا ہے صحیح نکل آیا تو ہم اس پر دل کھو کر ہنس سکیں گے۔ ہاں ہاں۔ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا کہ ہمیں کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ جب ہم نشست گاہ میں گئے تو لسٹریڈ اپنی رپورٹ لکھ رہا تھا۔ شرک ہو مرنے لگا کہا ”میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی آخری رپورٹ لکھ رہے ہیں“

”ہاں“

”کیا آپ یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ تحریر ذرا قبل از وقت ہے۔ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ آپ کی شہادت ابھی غیر مکمل ہے۔“

لسٹریڈ میرے دوست سے بخوبی واقف تھا۔ اس لیے وہ اس کے الفاظ کو بغور سن رہا تھا اس نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا اور روئداد بند کر کے کہنے لگا ”سٹر ہو مزاں سے آپ کا مطلب کیا ہے؟“

”میرا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک آپ نے ایک ضروری گواہ کی شہادت نہیں لی۔“

”کیا آپ اس کو حاضر کر سکتے ہیں؟“

”ہاں“

”تو براہ مہربانی اُسے بلائیے۔“

”میں اپنی طرف سے بہترین کوشش کروں گا۔ آپ کے ساتھ یہاں کتنے سپاہی ہیں؟“

”تین۔“

”بہت خوب! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آیا وہ مضبوط جوان ہیں اور ان کی آوازیں“

کافی بلند ہیں؟

”وہ سب مضبوط اور بلند آواز میں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی آواز کا اس معاملہ سے کیا تعلق ہے؟“

”غالباً میں آپ کو یہ بھی سمجھا دوں گا اور اس کے علاوہ ایک دو باتیں اور سمجھا دوں گا جو ابھی آپ نہیں سمجھ رہے۔ براہ مہربانی اپنے سپاہیوں کو بلائیے۔ پانچ منٹ کے اندر تینوں سپاہی حاضر ہو گئے۔“

”صطیل میں بہت سی خشک گھاس جمع ہے،“ شرلک ہومز نے ان سے کہا، ”آپ اس سے تین بڑی گھڑیاں اٹھا لائیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس گواہ کے طلب کرنے میں یہ گھاس بہت مفید ثابت ہوگی۔ تسلیم۔ والسن کیا آپ کے پاس یا سلائی کا کبچہ ہے؟ شکر یہ۔ آئیے مسٹر سٹریڈ آپ ہمارے ہمراہ اوپر چلیں۔“

ہومز ہمیں منزل بالا کے اس پرآمدہ میں لے گیا جو تین خواب گاہوں کے سامنے تھا۔ سپاہی بدقت اپنی ہنسی کو ضبط کیے ہوئے تھے۔ سٹریڈ کے چہرہ پر نفرت حیرانگی اور امید کا رنگ باری باری سے آتا تھا۔ ہومز ہمارے سامنے ایک مدارسی کی طرح کھڑا تھا۔ ”کیا آپ اپنے ایک سپاہی کو پانی کی ایک بالٹی بھر کر لانے کے لیے حکم دیں گے؟ گھاس کو یہاں دیوار سے بچا کر فرش پر رکھ دو۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب تیار ہیں۔“

سٹریڈ کا منہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے کہا، ”مسٹر ہومز اگر آپ ہم سے کوئی مذاق کرنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے دگر نہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اتنی فضول تیاریوں کے بغیر بھی ہمیں اپنے منشا کی اطلاع دے سکتے ہیں۔“

مسٹر سٹریڈ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں بلا سبب نہیں کر رہا۔ میرے پاس اپنے ہر ایک کام کے لیے معقول وجوہ ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ بہت مسرور نظر آتے تھے اب اگر میں یہ کارروائی ذرا باقاعدگی کے ساتھ کر رہا ہوں تو آپ کو بدو

نہیں ہونا چاہیے۔ دانش صاحب ذرا وہ کھڑکی کھول دیجیے اور گھاس کو آگ لگا دیجیے،
میں نے ایسا کیا۔ ہوا کے جھونکے سے دھواں اُٹھ رہا ہے۔

”اب جناب لسٹریڈ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ ضروری گواہ آپ کی خدمت میں آتا
ہے یا نہیں۔ حضرات براہ کرم سب مل کر میرے ساتھ ذور سے آگ آگ پکاریں
یہ لیجئے ایک دو تین۔“

میں سب نے مل کر آگ آگ پکاریا۔

تسلیم۔ اب ایک دفعہ پھر ذور سے پکاریئے۔

آگ آگ پکاریا۔

”صرف ایک دفعہ اور۔ پھر میں آپ کو تکلیف نہیں دوں گا۔“

آگ آگ پکاریا۔

ہمارا شور تمام ناروڈ میں سنائی دیا ہوگا۔

ابھی ہمارا شور ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ برآمدہ کے ایک

سرے پر سے بظاہر نچتے دیوار میں سے ایک دروازہ کھلا اور ایک چھوٹا سا بوڑھا آدمی
آنکھیں جھپکتا ہوا اس طور سے باہر نکلا جیسے چوہا اپنے بل سے نکل رہا ہے۔

ہومز نے اطمینان کے ساتھ کہا، الحمد للہ! دانش صاحب آگ پر پانی ڈال دیجیے۔

تسلیم۔ لسٹریڈ میں آپ کا تعارف آپ کے ضروری گمشدہ گواہ مسٹر اولڈا کیکر، ناروڈ
کے مشہور بوڑھے معمار سے، کراتا ہوں۔

بیچارہ سرکاری سرانگ رساں بہوت کھڑا تھا وہ نووار کی طرف دیکھ رہا تھا اور

نووار دہم سب کی طرف آنکھیں مل کر دیکھ رہا تھا۔

آخر کار لسٹریڈ نے پوچھا، وہ یہ کیا بات ہے؟ آپ اتنے عرصہ سے کہاں تھے؟ اور

اس وقت یہاں کیا کر رہے تھے؟



بالعالم منقول [۱۳۳۱] چوٹا سا بڑھا آدی پک نارٹا بٹوا باہر نکلا

بوڑھا معمار نہیں یا اور کہنے لگا، "میں بچے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔"
 پھر کوئی جرم نہیں کیا، تم نے اپنی طرف سے ایک بے گناہ نوجوان کو پھانسی لوہانے
 کی بہترین کوشش کی ہے۔ اگر یہ صاحب موقع دار روات پر نہ آتے تو وہ یقیناً پھانسی
 پاتا۔

لیکن جناب یہ تو محض ایک عملی مذاق تھا۔

معمنلی مذاق! چہ خوب؟ تم اس مذاق کو بہت دلچسپ نہیں پاؤ گے۔ اسے نیچے
 لے جاؤ اور زیرِ حراست رکھو۔ جب سپاہی چلے گئے تو اُس نے کہا، "مسٹر ہومز میں
 سپاہیوں کے سامنے تو نہیں کہہ سکتا تھا لیکن ڈاکٹر واٹسن کی موجودگی میں مجھے
 اس امر کا اعتراف کرنے کی خوشی ہے کہ آپ کا یہ کارنامہ بہت ہی حیرت انگیز ہے۔
 میں آپ کو اس عظیم المثال کا میا بی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ گو میں ابھی تک اس
 معتمہ کو نہیں سمجھتا، ہم یہ امر یقینی ہے کہ آپ نے ایک معصوم آدمی کی جان بچائی ہے،
 اور مجھے ایک ایسی فاش غلطی کے ارتکاب سے بچا لیا ہے جس سے میری عمر بھر کی
 شہرت خاک میں مل جاتی۔"

ہومز نے مسکرا کر سٹریڈ کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور کہا، "بندۂ خدا آپ کیا کہتے ہیں
 آپ کی شہرت میں چار چاند لگ جائیں گے۔ اس رپورٹ میں تھوڑی سی تبدیلیاں
 کر دو اور پھر تمام دنیا ہی سمجھے گی کہ انسپکٹر سٹریڈ کو دھوکا دینا کوئی آسان کام نہیں ہے،
 اور کیا آپ اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے؟"

"قطعاً نہیں۔ میرا انعام کام کی لذت ہے۔ شاید مجھے میرا انعام اُس روز حاصل
 ہوگا جب کہ میرا سر گرم مؤرخ اس کو میرے کارناموں کی فہرست میں شائع کرے گا
 لیکن ادھر تشریف لائیے۔ ذرا دیکھیں تو یہی یہ چوہا کہاں چھپا ہوا تھا۔"
 برآمدہ کے اندر، بیرونی دیوار سے چھوٹ کے فاصلہ پر، ایک عارضی دیوار کھڑی

کر کے بوڑھے معمار نے اپنے چھپنے کے لئے ایک آرام دہ کوٹھری بنائی تھی اس عارضی دیوار میں ایک چور و روزہ نہایت کارگر مری کے ساتھ بنا ہوا تھا اور اس چور کوٹھری میں پانی، کھانے کی چند چیزیں اور کتابیں کاغذ رکھے ہوئے تھے۔

جب ہم باہر آئے تو ہومز نے کہا "یہ معمار ہونے کا فائدہ ہے کہ اس نے اپنے لئے چھپنے کی جگہ کسی غیر آدمی کی مدد کے بغیر خود بنائی تھی۔ غالباً وہ کج خلق خادمہ اس کی معاون ہے۔ مسٹر لسٹریڈ اس کو بھی اپنے تھیلے میں الٹیجھے"

میں آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا لیکن مسٹر ہومز آپ کو اس جگہ کا علم کس طرح ہو گیا تھا؟

"میں نے تمام واقعات کے مطالعہ سے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ منقو والی خبر آدمی اسی گھر میں روپوش ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ پید برآمدہ نیچے والے برآمدے سے چھوٹ کر آیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ یہیں چھپا ہوا ہے۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ وہ آگ کی چیخ پکار ستر اندر رہنے کی جرأت نہیں کرے گا ہم خود اندر جا کر اسے گرفتار کر سکتے تھے لیکن مجھے یہ طریقہ تفریح بخش معلوم ہوا کہ وہ خود نمودار ہو۔ علاوہ ازیں مجھے آپ کے ساتھ تسخیر کا حساب بے باق کرنا تھا"

آپ نے واقعی اپنا حساب بے باق کر دیا ہے۔ لیکن یہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ گھری میں ہے؟

"انگوٹھے کے نشان سے۔ آپ نے کہا تھا کہ یہ قطعی دلیل ہے۔ اور حقیقت وہ نشان قطعی دلیل تھا لیکن آپ نے اس سے غلط نتیجہ نکالا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ نشان کل یہاں نہ تھا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا، میں جزییات کے مطالعہ میں خاص محنت صرف کیا کرتا ہوں۔ میں نے کل اس کمرے کا بظہر امعان معائنہ کیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ دیوار صاف تھی۔ اس لئے یہ نشان ہاں گذشتہ رات کو لگایا گیا تھا"

”کیونکر؟“

”نہایت آسانی سے۔ دستاویزوں کو سرمہر بند کر کے چھوٹے مکار بوڑھے سے سادہ لوح نوجوان کے انگوٹھے کا نشان نرم لاکھ پر لگوایا ہوگا۔ اپنی چور کوٹھی میں بیٹھ کر معمار کو خیال آیا ہوگا کہ اس نشان کے ذریعہ سے نوجوان کے خلاف کیسی زبردست شہادت پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے لاکھ پرے نرم موم پر انگوٹھے کے نشان کا اتارنا اور ایک آپین چھو کر اپنی انگلی میں سے خون نکال کر رات کے وقت اس نشان کا دیوار پر لگانا نہایت آسان بات تھی یہ کام یا تو اُس نے خود کیا ہوگا یا اس کے محرم راز خادمہ عیارہ نے۔“

”سبحان اللہ! سٹریڈ نے کہا یہ تمام راز اب روز روشن کی طرح صاف ہے لیکن ایک بات ابھی میں سمجھ نہیں سکا کہ اس تاور دھونگے باز کی طلت کیا تھی؟ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی تھی کہ سرکاری سراغ رساں اپنی معمولی رعونت چھوڑ کر اب ایک بچہ کی طرح سوالات پوچھ رہا تھا۔“

”اُس کا سمجھنا اور سمجھانا چنداں مشکل نہیں ہے۔ یہ معمار ایک مگاکا اور کینہ تو زبوڑھا ہے۔ آپ کو شاید معلوم ہے کہ اس نوجوان کی والدہ نے جوانی میں اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تھا، آپ کو معلوم نہیں ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ آپ کو تار دھونگے سے پڑ بلیک ہیتمہ جانا چاہیے۔ کینہ کی آگ اُس کے سینہ میں عمر بھر جلتی رہی ہے اور آخر کار اُس نے ایک عیارانہ چال چلنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ گزشتہ سال سے اس کی مالی حالت خراب ہے۔ اس نے اپنے قرضخواہوں کو دھوکا دینے کی خاطر اپنا بہت سا روپیہ مسٹر کارٹیلز کے نام منتقل کر دیا جو کہ غالباً ایک قرضی نام ہے! یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولڈ اکیرنے خود یہ دوسرا نام اختیار کر لیا ہے اور وہ دو مختلف تمہروں میں دہری زندگی بسر کرتا رہا ہے اس نے سوچا کہ اس چال سے وہ روپوش ہو سکے گا اور اپنے قرضخواہوں کی گرفت سے بچ جائے گا۔“

حکایات شرمگاہ

مکا طبیعت میت خیال آیا ہو گا کہ روپوش ہونے سے قبل وہ اپنا دیرینہ انتہام بھی راکرنے اور ہر ایک قسم کے قتل سے بھی بچ جائے۔ اس لیے اس نے خفیہ وصیت اور شبانہ ملاقاتی وساطت سے اپنی قدم معشوقہ کے خلاف دشمنی یعنی چاہی کیونکہ اس سے اس کے اکلوتے بیٹے پر قبل عہد کا جرم بخوبی ثابت ہو سکتا تھا اس نے یہ مہابد معاشی کمال اتالی سے سوچی و زمانہ صفائی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس کو بورا کیا جو ان کے گرد اُسے ایک یاسا جال کھینچ دیا تھا کہ چند گھنٹے قبل مجھ خود اسکی سہانی مجال نظر آتی تھی۔ وصیت شبانہ ملاقات لاشی اسخون کے نشانات، آگ، آگ میں تلون کے مین اور علی ہوئی ہڈیوں کی موجودگی اور معاشی روپوشی یہ سب تیرا اس بیگناہ نوجوان کو پھانسی دوانے کے لیے کافی تھیں، لیکن اسکی چال کو اس کی ایک غلطی نے ناتمام رکھا۔ انگوٹھے کا خون آلود نشان لگا کر اس نے اپنا بنا بنا یا کھیل بگاڑ دیا۔

اے عیسیٰ جلیں مجھے اُس سے کس سوال پوچھتے ہیں!

کیونکہ تو زادی و پامیوں کے دریاں اپنے گمراہ میں مقید بیٹھا تھا اور باصرار تمام یہ کہہ رہا تھا جنانعلیٰ یہ تو صرف ایک مذاق تھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میری روپوشی سکیتا تاج پیدا ہوتے ہیں یہ تعینا میں نوجوان مک ڈارن کو آخر الامر غور ہو کر بچا لیتا۔

سٹریڈ نے جواب یا اس امر کا فیصلہ توجہ سا جان کریں گے۔ اس وقت ہم آپ کو قتل کی سازش میں معاون ہونے کے جرم کے لیے گرفتار کرتے ہیں۔

» اور غالباً آپ دیکھیں گے کہ آپ کو درخواست ہے اپنا روپیہ بچا ہزار ڈالر کا رنلس کے حصاروں میں بھول کر دینا ہونے لگا۔

یورٹھے معمار نے نہایت غضب آلود نگاہ سے میرے دوست کی طرف دیکھا اور کہا مجھے آپ کا شکر یہ ادا کرنا ہے۔ غالباً میں کسی دن آپ کا قرض ادا کر سکوں گا۔

یورٹھے نے مسکرا کر کہا » بہت خوب لیکن آئندہ چند سال تک تو آپ دوسرے کاموں میں مصروف رہیں گے۔ اچھا یہ تو بتائیے کہ آپ نے اپنی تیلون کے علاوہ آگ میں دیکھا پیر ڈالی تھی؟

مرا ہوا کتا یا کچھ اور ہوا آپ نہیں بتائیں گے۔ خیر یہ مضائقہ نہیں۔ اس نجل سے ہمارا کیا بڑا سیکنا ہے

میں سمجھتا ہوں کہ ایک کتا کافی ہوگا۔ دوست واٹسن اگر کبھی آپ نے بوٹھے معمار کی کہانی سنی ہے

کی تو آپ اپنا کام ایک کتے سے نکال سکتے ہیں۔

دسویں کہانی

تین طالب علم

حصہ اول

۱۸۹۵ء میں مجھے شرلک ہومز کے ساتھ چند ہفتے گیمز میں بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہمیں ذیل کی دلچسپ واردات پیش آئی۔ میں نے عمداً ایسے واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا جن سے مجرم کی شناخت ہو سکے۔ کیونکہ گفتہ کا دوبارہنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ میں نے اس واقعہ کو حکایات شرلک ہومز میں اس لیے شامل کیا ہے کہ اس سے میرے دوست کے مخصوص طریقہ استدلال کی بخوبی تشریح ہوتی ہے۔

شرلک ہومز کتب خانہ کے تزیین ایک مکان کرایہ پر لیا ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ انگلستان کی قدیم تاریخ کے متعلق تحقیقات عالیہ میں مشغول تھا۔ یہاں ایک دن شام کے وقت مسٹر محمد ابراہیم جو سلطانہ کالج کا ایک مشہور و معروف پروفیسر ہے ہم سے ملنے آیا۔ پروفیسر ابراہیم جو سیلی طبیعت کا ایک ذہلا ستارہ نوجوان ہے۔ اسے ایک عرصہ سے جانتا ہوں اور اس کی قابلیت کا مداح ہوں وہ عام طور پر ایک متین اور سنجیدہ مزاج آدمی ہی لیکن اس وقت اس کی حالت مضطرب تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی غیر معمولی حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے۔

مگرہ میں داخل ہوتے ہی اس نے کہا ”مسٹر شرلک ہومز میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت کے چند گھنٹے میری مدد میں صرف کر سکیں گے۔ سلطانہ کالج

میں ایک ناگوار حادثہ پیش آیا ہے اگر آپ خوش قسمتی سے اس وقت یہاں موجود نہ ہوتے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرا حشر کیا ہوتا۔“

میرے دوست نے جواب دیا ”میں افسوس کرتا ہوں کہ میں اس وقت بہت مصروف ہوں آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ سرکاری پولیس سے استمداد کریں۔“

”جناب عالی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قانونی چارہ جوئی ہمارے مناسب حال نہیں کلج کی نیک نامی کے لیے پولیس سے مدد لینا نازیبا ہے۔ آپ کی حرم و احتیاط زبان زد عام ہے اور صرف آپ ہی اس مصیبت میں میری مدد کر سکتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ سے ہو سکتا ہے آپ ضرور کریں۔“

میرے دوست نے بادل ناخواستہ اپنے مطالعہ کی کتاب کو میز پر رکھ دیا۔ اور پروفیسر ابراہیم کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا جنھوں نے اپنا قصہ یوں کہنا شروع کیا۔

”مسٹر جو مز سب سے پہلے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل سلطانیہ وظیفہ کے امتحان کا پہلا دن ہے۔ میں بھی ایک نمٹن ہوں۔ میرا مضمون عربی ہے۔ پہلے پرچہ میں ایک ایسے عربی مضمون کا ترجمہ کرنا ہوتا ہے جو طالب علموں کی درسی کتابوں میں شامل نہیں ہوتا ہے۔ یہ مضمون پرچہ سوالات پر چھپا ہوتا ہے۔ اور اگر کسی طالب علم کو گھر امتحان میں جانے سے پہلے اس کی خبر ہو جائے تو وہ یقیناً دوسروں سے بہتر ترجمہ کر سکتا ہے اس لیے اس پرچہ کو محفوظ رکھنے کی بہت کوشش کی جاتی ہے۔“

”آج تین بجے مطبع سے اس پرچہ کے پروف چھپ کر آئے۔ ساڑھے چار بجے تک میں اسکی تصحیح کرتا رہا لیکن یہ کام ختم نہیں ہوا تھا کہ وعدہ کے مطابق مجھے ایک دوست کے ہاں چاو کے لیے جانا پڑا۔ اس لیے میں نے پرچہ کو میز پر رکھ دیا اور کمرہ بند کر کے باہر چلا گیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے کلج کے سب دروازے ڈھیرے ہیں۔ جب میں واپس آیا تو مجھے بیرونی دروازہ میں چابی لگی ہوئی دیکھ کر تعجب ہوا۔ ایک لٹلے کے لیے مجھے خیال

کہ شاید میں اپنی چابی غلطی سے دروازہ ہی میں چھوڑ گیا تھا لیکن جب میں نے اپنی جیب
 نکالی تو میری چابی وہاں موجود تھی۔ دوسری چابی میرے ملازم سلیم کے پاس جس کی
 دیانتداری پر مجھے کامل اطمینان ہے اور جو دس برس سے میرے پاس نوکر ہے، رہتی ہے
 جب میں نے چابی کو غور سے دیکھا تو یہ اسی کی چابی تھی۔ وہ غالباً میری روانگی کے تھوڑی
 دیر بعد مجھے جام کی بابت پوچھنے کے لیے آیا ہوگا اور غلطی سے چابی وہیں چھوڑ گیا ہوگا۔
 معمولی حالات میں اس کی یہ غفلت چنداں قابلِ ملامت نہ ہوتی لیکن آج اس سے بہت
 برے نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔

”جو نہیں کہ میں نے اپنی میز پر نگاہ ڈالی مجھے معلوم ہو گیا کہ کسی نے میرے کاغذات
 کو ہاتھ لگایا ہے۔ پرچہ کے پروف تین لمبے کاغذوں پر چھپے ہوئے تھے۔ میں ان تینوں
 کو اکٹھا چھوڑ گیا تھا۔ اب میں نے دیکھا تو ان میں سے ایک کاغذ نیچے فرسٹ پر پڑا
 تھا۔ ایک میز کے پاس کھڑکی میں تیسرا وہیں رکھا تھا جہاں میں چھوڑ گیا تھا“
 ”تو مزید سن کر چونک پڑا اور کہنے لگا ”پہلا صفحہ فرسٹ پر دوسرا کھڑکی میں اور تیسرا آپ
 کی میز پر پڑا تھا“

پروفیسر ابراہیم نے متعجب ہو کر کہا ”آپ بجا فرماتے ہیں لیکن میں حیران ہوں کہ
 آپ کو یہ کیوں کر معلوم ہے“

”براہ کرم آپ اپنا دلچسپ بیان جاری رکھیں“
 ”شروع میں میں نے خیال کیا کہ سلیم نے میرے کاغذات کو غلطی سے ہاتھ لگایا ہوگا۔
 لیکن وہ نہایت اصرار کے ساتھ انکار کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔
 پس اگر سلیم نے میرے کاغذات کو نہیں چھوا تو یقیناً کسی اور آدمی نے انکو چھوا ہے۔ کسی
 طالب علم نے میرے دروازہ میں چابی لگی ہوئی دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ میں باہر ہوں میرے
 کاغذات کو دیکھا ہوگا۔ وظیفہ بہت قیمتی ہے اور ایک بے اصول آدمی کو اس جرم کا مرتکب

بنانے کے لیے کافی ترغیب ہے۔

”سلم میری پریشانی دیکھ کر بہت گھبرا گیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ کسی نے میرے کاغذات کی تلاشی لی ہے تو وہ بیہوش ہو کر ایک کرسی پر گر پڑا اس کے منہ میں کچھ دوائی ڈال کر میں نے اپنے کمرہ کا نہایت احتیاط سے معائنہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ مجرم پرانڈہ کاغذوں کے علاوہ اپنی موجودگی کے اور نشانات بھی چھوڑ گیا ہے۔ کھرگی کے اوپر نسل کی لکڑی کے چند ٹکڑے پڑے ہوئے تھے ان کے پاس ہی سپیہ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی گرا ہوا تھا معلوم ہوتا ہے کہ بد معاش نے پرچہ کو بہت جلدی سے نقل کرتے ہوئے اپنی نسل توڑ لی ہوگی۔ اور نوک لگانے کے لیے اسکو پھر بنا بنا پڑا ہوگا“

ہو مرنے خوش ہو کر کہا ”بہت خوب میرے دوست آپ بہت خوش قسمت ہیں“

”اس کے علاوہ مجھے ایک اور بات بھی معلوم ہوئی۔ میرے پاس لکھنے کی ایک نئی

میز ہے۔ جسکی سطح عمدہ قسم کے سرخ چمڑے کی ہے۔ میں قسم کھانے کے لیے تیار ہوں کہ اس کی سطح صاف اور بے داغ تھی۔ لیکن اب اسپرٹن اورغ لبان شان ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کے پاس میں نے سیاہ مٹی کا ایک چھوٹا سا ڈھیلا پایا ہے۔ جس میں برادہ کے ذرے نظر آتے ہیں مجھے یقین ہے کہ یہ نشان اور یہ ڈھیلا وہی آدمی چھوڑ گیا ہے۔

”جتنے میرے کاغذات کی تلاشی لی ہے۔ میں اس کے پاؤں کے نشان کہیں نہیں پاسکا۔ اور نہ مجھے کوئی شہادت مل سکی ہے۔ میں حیران پریشان تھا جب کہ مجھے یک لخت خیال آیا کہ آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں اور میں سیدھا یہاں حاضر ہو گیا ہوں۔ خدا کے لیے آپ میری مدد کریں۔ آپ میری مصیبت کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ یا تو ملزم گرفتار ہو جائے وگرنہ امتحان ملتوی کرنا پڑیگا۔ ہاں تک کہ نئے پرچہ طبع ہو سکیں لیکن ایسا کرنے سے کارج کی سخت بدنامی ہے اس لیے آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ اس معاملہ کو افاء کے بغیر صحت اسلوب سے طے کرنے کی کوشش فرمائیں۔“

ہو مرنے اٹھ کر اپنا بڑا کوٹ پہنا اور کہا میں بخوشی اس واقعہ کی تحقیقات کرونگا۔
 مجھے اس میں اب دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ کیا مطیع سے پرچے آنے کے بعد آپ سے
 ملتے کے لیے کوئی آدمی آیا تھا؟

”ہاں۔ ایک ہندو طالب علم دولت رام جو کمرہ کے پاس ہی رہتا ہے امتحان کے متعلق
 کچھ سوال پوچھنے آیا تھا۔“
 ”کیا وہ آپ کے کمرہ کے اندر آیا تھا؟“

”ہاں“

”کیا پرچے اس وقت آپ کی میز پر رکھے ہوئے تھے؟“
 ”ہاں“

”کیا وہ آپ کے کاغذات میں سے پرچوں کو پہچان سکتا تھا؟“
 ”ممكن ہے کہ اس نے پہچان لیا ہو۔“
 ”کوئی اور آدمی تو آپ کے کمرہ میں نہیں آیا تھا؟“
 ”نہیں“

”کیا کسی اور آدمی کو معلوم تھا کہ پرچے جھپکرا آپ کے پاس آئے ہیں؟“
 ”سولے چھاپنے والے کے اور کسی آدمی کو اس بات کا علم نہ تھا۔“
 ”کیا آپ کے نوکر سلیم کو اس بات کا علم تھا؟“
 ”یقیناً نہیں“

”اس وقت سلیم کہاں ہے؟“

”بیچارہ بہت بیمار تھا میں اسے کرسی میں لیٹا ہوا چھوڑ آیا ہوں کیونکہ مجھے آپ کے
 پاس آنے کی سخت جلدی تھی۔“
 ”کیا آپ اپنا دروازہ کھلا چھوڑ آئے ہیں؟“

”ہاں لیکن میں بچوں کو قفل کر آیا ہوں“

”تو اس حالت میں آپ کے بیان کا لپ لبا سا یہ ہے کہ اگر ہندو طالب علم نے آپ کے کاغذات میں سے بچوں کو پھان نہیں لیا تھا تو جس آدمی نے انکو چھوڑا ہے وہ آپ کے کمرہ میں محض اتفاقاً طور پر آ گیا ہوگا۔ اچھا اب ہمیں آپ کے کمرہ پر چلنا چاہیے۔“

دوسرا حصہ

جب ہم پروفیسر ابراہیم کے کمرہ پہنچے تو شام ہو چکی تھی اس کے متصل میں بالاعلیٰ کے تین کمرے تھے۔ دروازہ کی طرف جانے سے پیشتر ہومز کھڑکی کی طرف گیا اور گردن اٹھا کر کمرہ کے اندر دیکھنے لگا۔

ہمارے فاضل رہنما نے ہومز کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر کہا ”مجرم کھڑکی میں سے داخل نہیں ہوا ہوگا۔ یہ اندر سے بند تھی۔ وہ یقیناً دروازہ میں سے اندر گیا ہوگا“

ہومز یہ سن کر ایک عجیب انداز سے مسکرایا اور کہنے لگا ”بہت اچھا اگر یہاں ہیں کوئی نئی بات معلوم نہیں ہو سکتی تو اندر جانا بہتر ہے۔“

پروفیسر صاحب نے بیرونی دروازہ کھولا اور ہم اندر داخل ہو گئے۔ ہومز دروازہ کے پاس کھڑا ہو کر قالین کی طرف دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے کہا ”مجھے افسوس ہے کہ یہاں کوئی نشان نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نوکر تندرست ہو گیا ہے، آپ تو اسے ایک کرسی میں لیٹا ہوا چھوڑ گئے تھے۔ وہ کرسی کوشی تھی؟ کھڑکی کے پاس والی کرسی جہاں آپ کی میز رکھی ہے۔“

اب آپ اندر آ سکتے ہیں۔ میں نے

قالین کا معائنہ ختم کر لیا ہے۔ ایسے اب ہم چھوٹی میز کو دیکھیں۔ واقعہ یقیناً اس طرح ہوا ہوگا۔ مجرم نے کمرہ میں داخل ہو کر بڑی میز پر سے بچوں کو ایک ایک کسے اٹھایا ہوگا۔ وہ ان کو

کھڑکی کے پاس والی میز پر لے گیا ہوگا۔ کیونکہ وہاں سے وہ آپ کو صحن میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر بھاگ سکتا تھا۔

پروفیسر نے جواب دیا: "میں نے دیکھا ہوگا کیونکہ میں اس راستے سے نہیں آیا تھا۔"

"بہت خوب لسنے آپ کو دیکھا نہ ہوگا لیکن اس کے دل میں یہ خیال ضرور ہوگا۔ آئیے اب تینوں صفحوں کو دیکھیں ان پر انگلی کے نشان نظر نہیں آتے۔ مطلقاً کوئی نہیں خیر وہ پہلے صفحہ کو کھڑکی کے پاس لے گیا ہوگا اور اسے وہاں نقل کیا ہوگا۔ اس کے نقل کرنے میں اسے کم سے کم پندرہ منٹ لگے ہونگے۔ پھر اس نے اس کو نیچے پھینک دوسرے صفحہ کو پکڑا ہوگا۔ وہ ابھی اس کو نقل کر رہا تھا کہ آپ کے پک لخت واپس آجانے سے، اس کو یہاں سے بھاگنا پڑا۔ وہ یقیناً بہت جلدی سے گیا ہوگا کیونکہ اس کو کاغذات ٹھیک طرح سے رکھنے کی بھی مہلت نہیں ملی۔ جب آپ بیرونی دروازہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ نے کچھ شور تو نہیں مٹا تھا؟"

"میں نہیں کہہ سکتا۔"

"اس نے نقل کرنے میں اتنی جلدی کی کہ اس کی نسل ٹوٹ گئی اور اس کو دوبارہ بنانی پڑی۔ واٹسن صاحب یہ بات ہمیں تحقیقات میں مدد دے سکتی ہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ نسل کوئی معمولی نسل نہ تھی اسکے اوپر بنانے والے کا نام تقریباً چھوٹے میں لکھا تھا جو ٹھیک اچ رہا ہے وہ صرف ڈیڑھ اچ لبا ہے۔ پروفیسر براہیم صاحب اگر آپ یہ نسل پالیں گے تو آپ مجرم کو بھی پالیں گے۔ اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے پاس ایک لمبا کند چاقو ہے۔"

مسٹر براہیم اس واقف اطلاع سے قدے گھبرا گیا اور کہتے لگا خیر میں نے دوسری باتیں تو کچھ سمجھ لی ہیں لیکن نسل کی لمبائی کے متعلق؟

ہو مرنے جلدی سے ایک چھوٹا ٹکڑا جس اوپر حرف دن لکھا ہوا تھا دکھا کر کہا۔
 ”کیا آپ اب سمجھ گئے؟“

”نہیں میں ڈرتا ہوں کہ ابھی میں نہیں۔“

”وائٹن مجھے اب افسوس ہوتا ہے کہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ نادانصافی کرتا رہا ہوں۔
 ایک آپ ہی نہیں بلکہ دوسرے آدمی بھی میری باتیں جلدی سے نہیں سمجھ سکتے۔“

”اس نون کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟ یہ ایک لفظ کا آخری حرف ہے۔ آپ کو
 معلوم ہے کہ جان فیبر سے مشہور پنسل ساز ہے تو کیا یہ بات واضح نہیں ہے کہ بقیہ حصہ
 پنسل کی لمبائی اتنی ہے جتنی کہ عام طور پر لفظ جان کے بعد ہوتی ہے۔“ یہ کہہ کر وہ چھوٹی ٹمیز
 کو اٹھا کر لیمپ کے قریب لے گیا۔ لیکن اس کی سطح بالکل صاف تھی۔

”آہا! یہ وہ مٹی کا چھوٹا ڈھیلہ ہے جس کا آپ نے ذکر کیا تھا جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔
 اس میں بڑا دے کے ذرے نظر آتے ہیں یہ واقعی بہت دلچسپ ہے۔ مٹر ابراہیم میں
 آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری توجہ اس واردات کی طرف مبذول کرائی
 یہ دروازہ کدھر کھلتا ہے؟“

”میرے سونے کے کمرہ میں۔“

”کیا آپ اس حادثہ کے بعد وہاں گئے ہیں؟“

”نہیں میں سیدھا آپ کے پاس چلا گیا تھا۔“

”میں ذرا اسکو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا ہی خوبصورت کمرہ ہے۔ براہ کرم آپ ہیں
 ٹھہریں تاکہ میں فرش کا معائنہ کر سکوں۔ افسوس یہاں کوئی نشان نظر نہیں آتا۔
 آپ غالباً اپنے کپڑے اسی پردہ کے پیچھے لٹکاتے ہیں اگر کوئی آدمی اس کمرہ میں چھپا ہوگا
 تو وہ ضرور اس پردہ کے پیچھے چھپا ہوگا۔“

”میں خیال کرتا ہوں کہ اب اس کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔“ جب چھوڑنے پر وہ کہہ

پہلے اس وقت انداز سے تاڑ گیا کہ وہ کسی حادثہ کے لئے تیار ہے۔ لیکن پر وہ کے پیچھے سے سوٹنے چلا پڑا۔ اس کے کوئی چیز نہ ملی۔ ہو فریج سے مٹا لیکن ایک تخت نیچے جھک کر کہنے لگا۔ "ابا یہ کیا ہے؟" اس نے فرش پر سے سیاہ مٹی کا ایک ڈھیلہ اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا یہ بالکل پہلے ڈھیلے کی طرح تھا جو کہ باہر میز پر پایا گیا تھا۔

"مسٹر ابراہیم معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ملاقاتی آپ کی خواہگاہ میں بھی اپنے آنے کے نشان چھوڑ گیا ہے۔"

"لیکن وہاں سے کیا کام ہو سکتا تھا؟"

"سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل صاف ہے۔ آپ ایک غیر متوقع راستہ سے واپس آ گئے تھے اس لئے مجرم کو آپ کے آنے کی اطلاع صرف اس وقت ہوئی جبکہ آپ کمرہ کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ وہ کیا کر سکتا تھا؟ وہ جلدی سے اپنی چیزیں اٹھا کر آپ کی خواہگاہ میں چھپ گیا ہوگا۔"

"لا حول ولاقوة! مسٹر ہومز کیا آپ مجھے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جتنی دیر میں سلیم سے باتیں کر رہا تھا۔ مجرم میری خواہگاہ میں قید تھا؟"

"مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ خیر اب آپ یہ بتائیے کہ کیا وہ تینوں طالب علم جو آپ کے پردوس میں رہتے ہیں اس امتحان میں شامل ہونے والے ہیں۔؟"

"ہاں"

"کیا آپ کو کسی ایک پر باقی دونوں سے زیادہ شبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہے؟" پروفیسر ابراہیم نے قدح سے تامل کیا اور کہا "یہ ایک بہت نازک سوال ہے اور میں ناسی کسی پر شبہ کرنا پسند نہیں کرتا۔"

"بہت اچھا اب میں آپ کے نوکر سلیم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

سلیم کی عمر پچاس برس کے قریب ہوگی بے چارہ اس حادثہ سے بہت پریشان

نظر آتا تھا۔

اس کے آقائے کہا "سلیم ہم اس ناگوار واقعہ کی تحقیقات کر سکتے ہیں۔"
"جی ہاں جناب"

ہو مزنے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی چابی دروازہ میں لگی ہوئی چھوڑ گئے تھے۔"
"جی ہاں جناب"

"کیا یہ بات غیر معمولی نہیں ہے کہ تم نے یہ غلطی صرف اس دن کی جبکہ امتحان کے پرے اندر رکھے ہوئے تھے؟"

جناب عالی یہ میری بد قسمتی ہے لیکن اس سے پہلے بھی میں بعض اوقات چابی میں چھوڑ گیا ہوں۔"

"تم کمرہ میں کس وقت داخل ہوئے تھے؟"

"تقریباً ساڑھے چار بجے جب مسٹر ایرا سم جاع پیا کرتے ہیں، تو تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے تھے؟"
"جب میں نے دیکھا کہ وہ اندر تشریف نہیں لے سکتے تو میں فوراً باہر چلا گیا۔"

"کیا تم نے میز پر ان پرچوں کو دیکھا تھا؟"

"نہیں جناب قطعاً نہیں۔"

"تم چابی دروازہ میں کیوں چھوڑ گئے تھے؟"

"چار کے برتن میرے ہاتھ میں تھے۔ میں نے سوچا کہ چابی برتن رکھ کر لے جاؤں گا۔"

لیکن بھول گیا۔"

"کیا بیرونی دروازہ اپنے آپ بند ہو جاتا ہے؟"

"نہیں جناب۔"

"کیا یہ اتنے عرصہ تک کھلا رہا تھا؟"

"ہاں جناب۔"

میں سے مجرم باہر آسکتا تھا؟

”جی ہاں جناب“

”جب مسٹر ابراہیم واپس آئے اور ہمیں بلایا تو تم بہت گھبرا گئے تھے۔“
”جی ہاں جناب کیونکہ ایسی بات آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں تقریباً بہوش

ہو گیا تھا۔“

”جب تم بے ہوش ہونے لگے تھے تو تم کہاں کھڑے تھے؟“

”میں کہاں کھڑا تھا؟ کیوں جناب میں یہاں دروازہ کے پاس کھڑا تھا۔“

”یہ بہت عجیب بات ہے کہ تم پرے کھڑکی کے پاس والی کرسی میں بیٹھے تھے۔“

”تم اتنی کرسیاں چھوڑ کر کھڑکی کے پاس کیوں گئے تھے؟“

”جناب عالی میں نہیں کہہ سکتا کہ میں وہاں کیسے پہنچ گیا تھا۔“

پروفیسر ابراہیم نے کہا ”مسٹر ہومز میں خیال کرتا ہوں کہ سلیم نے اس معاملہ کے

کے متعلق کچھ نہیں سوچا۔ اسکی حالت بہت بری ہو رہی تھی۔“

”جب مسٹر ابراہیم چلے گئے تھے تو تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے تھے؟“

”صرف ایک دو منٹ۔ پھر میں دروازہ مقفل کر کے اپنے کمرہ میں چلا گیا تھا۔“

”تمہارا شبہ کس پر ہے؟“

”جناب عالی میں کسی پر شبہ نہیں کر سکتا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کالج میں سب

لوگ شریف ہیں اور وہ ایسی کمیونہ حرکت نہیں کر سکتے۔“

ہو عمر نے کہا ”تسلیم! یہ کافی ہے۔ ہاں ایک بات اور یاد آگئی۔ کیا تم نے

ان تین طالب علموں سے جو پاس ہتے ہیں۔ اس چوڑی کا ذکر تو نہیں کیا؟“

”نہیں جناب بالکل نہیں۔“

”بہت خوب۔ اب مسٹر ابراہیم میں ان طالب علموں کے کمروں میں جانا چاہتا ہوں۔“

جب ہم باہر نکلے تو تینوں کمروں میں سے لمپ کی روشنی دکھائی دے رہی تھی ہو مرنے کہا "آپ کے تینوں پرندے پتھروں میں بند ہیں۔ کیا میں انکو دیکھ سکتا ہوں براہ کرم وہاں جانے سے پیشتر مجھے یہ بتائے کہ ان طلبہ کی عام عادات کیسی ہیں؟" پروفیسر براہیم نے جواب دیا "کیوں نہیں؟ یہ کم کے سلطانہ کلج کے بہترین کمروں میں اور نووارد لوگ بالعموم انہیں دیکھنے آتے ہیں۔ آئیے میں خود آپ کے ساتھ چلوں گا۔ ان کی عادات سے میں زیادہ باخبر نہیں ہوں۔ بہر کیف جو کچھ مجھے معلوم ہے عرض کرتا ہوں۔ ان میں ایک جو سب سے زیادہ قدامت پسند ہے لمپی چھلانگ لگانے میں ہمیشہ اول رہا کرتا ہے۔ اس کو پڑھنے لکھنے کا زیادہ شوق نہیں ہے لیکن باقی دونوں طالب علم بہت محنتی ہیں۔ انہیں کھیل کود کا مطلقاً شوق نہیں ہے۔"

جب ہم پہلے کمرے کے دروازہ پر کھٹکا رہے تھے تو ہو مرنے کہا "براہ کرم ہم میں سے کسی کا نام نہ لیجئے۔" ایک لمبے خوش وضع نوجوان نے جس کا نام ظفر تھا دروازہ کھولا اور جب اسے معلوم ہوا کہ ہم کلج دیکھنے آئے ہیں تو اس نے بہت خوشی سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ کمرے کے اندر بعض عجیب و غریب خوبصورت پیریز رکھی ہوئی تھیں۔ ہو مرنے ان میں سے ایک کا ایسا گرویدہ ہو گیا کہ اس نے اس کی تصویر اپنے روزنامہ پر کھینچی جا ہی۔ تصویر کھینچی ہوئے اس کی پینل ٹیسٹ گئی اور اس نے میزبان سے پینل مانگی اور آخر کار اپنی پینل تیز کرنے کے لیے اس کا پاؤ استعمال کیا یہی واقعہ اسکو ہندو طالب علم دولت رام کے کمرے میں پیش آیا۔ میں اس اثناء میں ہو مرنے کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ اس کو ابھی تک صبح کھونج نہیں ملا۔ تیسرے دروازہ پر ہماری محنت رائیگاں گئی۔ ہم نے دروازہ بہت کھٹکھٹایا لیکن سولے بدزبانی کے اور کوئی جواب اندر سے نہ ملا۔ طالب علم نہایت غصہ کے ساتھ اندر سے کہہ رہا تھا "میں نہیں پرواہ کرتا کہ تم کون ہو تم جہنم میں جاؤ گے صبح امتحان ہے۔ میں کسی کی خاطر اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا۔"

۱۔ تین طالب علم

۲۴۳

یہ روکھا جواب سن کر ہمارے رہنما کا چہرہ غصہ سے تھما اٹھا لیکن اس نے اپنے غصہ کو ضبط کر کے کہا "مسٹر شرک ہو مز میں آپ سے اس گستاخ طالب علم کی ناشائستہ حرکت کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ ان حالات میں اس کا رویہ مجھے مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔" ہو مز کا جواب عجیب تھا۔ اس نے کہا "آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ اس کا قد کتنا ہے؟" "مسٹر ہو مز میں صبح طور پر نہیں کہہ سکتا لیکن وہ دولت رام سے لمبا اور ظفر سے قد میں چھوٹا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کا قد تخمیناً ساڑھے پانچ فٹ ہو گا۔" ہو مز نے کہا "یہ بہت ضروری امر ہے۔ مسٹر ابراہیم خدا حافظ اب میں جاتا ہوں" پروفیسر سچا رہے اور یاس کے مارے چلا اٹھا۔ "جناب عالی یقیناً آپ مجھے اس حالت میں نہیں چھوڑ جائیں گے۔ خیال تو فرمائیے کل صبح امتحان ہے مجھے ضرور رات کچھ کرنا چاہیے۔ موجودہ حالت میں کل صبح امتحان نہیں ہو سکتا۔ بتائیے کہ میں اب کیا کروں"

"سر دست آپ کچھ نہ کریں۔ میں کل صبح سویرے یہاں آؤں گا۔ اور آپ سے گفتگو کروں گا۔ ممکن ہے کہ اس وقت میں امتحان کے متعلق کوئی تدبیر بتا سکوں ہیں دوبارہ کتنا ہوں کہ سر دست آپ اس معاملہ کے متعلق مطلقاً کچھ نہ کریں۔"

دوبہت اچھا مسٹر ہو مز

"آپ کسی قسم کی فکر نہ کریں۔ ہم آپ کی مشکلات رفع کرنے کی بہترین کوشش کریں گے۔ میں آپ کی اجازت سے سیاہ مٹی اور نپیل کی تراشی ہوئی لکڑی اپنے ساتھ لیتا جاؤں گا۔ خدا حافظ"

جب ہم تھوڑی دیر چلے گئے تو شرک ہو مز نے مجھ سے کہا "کیسے وائسن صاحب اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ان تین طالب علموں میں سے آپ کس پر شبہ کرتے ہیں؟" میں سب سے زیادہ اس بد زبان طالب علم پر شبہ کرتا ہوں۔"

شرک ہومز نے اپنا سر ہلایا اور کہا "مجھے سلیم نوکر پر شبہ ہے"
میں نے کہا "مجھے تو وہ ایک دیانتدار نوکر معلوم ہوتا ہے"

شرک ہومز نے کہا "میں خود بھی اسے دیانتدار سمجھتا ہوں۔ اسی لئے مجھے اس کے
متعلق زیادہ حیرت ہے۔ خیر دیکھا جائیگا۔"

"سیر دست ہمیں مشہور دوکانداروں سے پنسل کے متعلق تحقیقات کرنی چاہیے۔"
شہر میں پنسل بیچنے والوں کی جتنی مشہور دوکانیں تھیں ہم نے ان پر دریافت کیا لیکن
نمونہ کے مطابق پنسل نہ مل سکی۔ مایوس ہو کر ہم اپنے گھر واپس آئے اور کھانا کھایا۔ شرک ہومز
کھانا کھانے کے بعد دیر تک چپ چاپ بیٹھا رہا۔ بعد ازاں میں سو گیا۔ صبح سویرے
وہ سات بجے میرے کمرہ میں آیا اور کہنے لگا۔ "وائٹن صاحبے سلطانہ کالج چلیں اور
مضطرب پروفیسر۔ لاپرواہ نوکر اور تین من چلے طالب علموں کی واردات کے آخری باب
کا مطالعہ کریں۔ کیا آپ میرے ساتھ ناشتہ کیے بغیر چل سکتے ہیں؟"
"یقیناً"

"ہمیں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ بچہ چارہ ابراہیم بہت بری حالت میں ہو گا۔ تاؤ قلمک
ہم لے کوئی تسلی بخش بات نہ بتائیں"
"کیا آپ لے کوئی تسلی بخش بات بتا سکتے ہیں؟"
"کیوں نہیں؟ میرے بیٹے وائٹن آپ کو خوش ہونا چاہیے۔ کہ میں نے
ظہرہ مل کر لیا ہے" میں نے کہا تو کیا آپ کو کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہے؟
"اور نہیں کیا؟ میرا صبح پانچ بجے اٹھنا اکارت نہیں گیا۔ میں نے دو گھنٹہ خوب محنت
کی ہے اور میں کم سے کم پانچ میل بیدل چلا ہوں۔ یہ دیکھتے میری محنت کا نتیجہ"
یہ کہہ کر اسے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اسکی تھیلی پر سیاہ مٹی کے تین چھوٹے غزلی
دھیلے تھے۔

www.taameernews.com
 میں نے حیران ہو کر کہا "لیکن کل تو آپ کے پاس صرف ایسے دو ڈھیلے تھے؟
 شرک ہو مرتے ہیں کر کہا "ہاں تیسرا آج صبح ملا تھا۔ اور آپ اس بات کو تسلیم
 کریں گے کہ جہاں سے تیسرا ڈھیلہ ملا ہے وہیں سے پہلے دو بھی آسے ہونگے۔ لیکن آپ
 جلدی کیسے ہمارا دست ابراہیم بہت مضطرب ہوگا۔"

تیسرا حصہ

بد قسمت پروفیسر ابراہیم واقعی بہت بری حالت میں تھا۔ وہ ہومز کو دیکھتی ہی دیوانہ
 وار دوڑا۔

"الحمد للہ آپ آگئے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ آپ مایوس ہو کر اس مسئلہ کو یوہی چھوڑ
 دینگے۔ اب فرمائیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کیا امتحان کو روک دوں؟
 پھر گز نہیں۔ امتحان کو حسب معمول شروع ہونے دیجیے۔"

لیکن وہ بد معاش ہے۔

شرک ہومز نے اس کی بات کاٹ کر کہا "وہ امتحان میں شامل نہیں ہوگا۔"
 "تو کیا آپ اسے جانتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ میں نے مجرم کا پتہ لگایا ہے۔ اگر یہ معاملہ پوشیدہ رکھنا منظور
 ہے تو ہمیں تھوڑی دیر کے لیے ایک قانونی عدالت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں
 لے لینے چاہئیں۔ پروفیسر ابراہیم صاحب آپ مہربانی کر کے وہاں بیٹھ جائیں۔"

"وائس صاحب آپ یہاں بیٹھ جائیں۔ میں مرکزی آرام کرسی پر بیٹھوں گا۔ میں خیال
 کرتا ہوں کہ اب ہم مجرم کے دل پر رعب طاری کرنے کے لیے کافی طور پر باہمیست
 ہیں براہ مہربانی گھنٹی بجائیے۔"

گھنٹی کی آواز سن کر سلیم کمرہ میں داخل ہوا اور ہمیں اس طور سے بیٹھے ہوئے دکھا کر

ڈر گیا۔ ہو کر بے لہجہ کہا "ہر بانی کر کے دروازہ بند کر دیکھے۔ اب مجھے کہنا ہے۔"
"سچ کدو۔"

سلیم نے فائلٹ ہو کر کہا "جناب عالی میں آپ کو سب کچھ بتا چکا ہوں۔"
"کیا نہیں اور کچھ کہنا باقی نہیں ہے؟"
"نہیں جناب بالکل کچھ نہیں۔"

"بہت اچھا میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ جب تم گل کر سی پر بیٹھے تھے تو کیا تم نے یہ حرکت مجرم کی کسی چیز کو چھپانے کے لیے کی تھی؟"
سلیم کا چہرہ بالکل زرد پڑ گیا اور اسے کانپتی ہوئی آواز سے کہا "نہیں جناب مطلقاً نہیں۔"

ہو مرنے جتنا ت سے کہا۔ "خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ میں تم سے صرف ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں جو مجھے سچ معلوم ہوتی ہے۔ گل جس وقت پروفیسر ابراہیم کمرہ سے باہر نکلے تھے تم نے مجرم کو جو کہ سونے کے کمرہ میں چھپا ہوا تھا باہر نکال دیا تھا۔"
سلیم نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہا "جناب وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔"
"سلیم تم غلطی کرتے ہو۔ اس وقت تک ممکن تھا کہ تم نے سچ کہا ہو لیکن اب میں جانتا ہوں کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔" نوکر کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا تھا۔ "جناب میں کہتا ہوں کہ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔"

"سلیم سچ بتاؤ۔" پروفیسر ابراہیم نے خوشامدانہ لہجہ میں کہا لیکن سلیم نے وہی جواب دیا۔ "نہیں جناب وہاں کوئی نہیں تھا۔"

"اس حالت میں تم ہمیں کوئی مزید اطلاع نہیں دے سکتے۔ ہر بانی کر کے خواب گاہ کے دروازہ کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اب پروفیسر صاحب میں آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ آپ ظفر کو اس کے کمرہ سے یہاں بلا لائیں۔" ٹھوڑی دیر کے بعد



بالعالم صفحہ ۲۲۲] ہونے نہایت تلف سے کہا "گہریے نہیں۔ اہا نان مرگب
 من الخطاء والنسيان۔ غلطی اور نسیان سے ہی ہوتی ہے"

پروفیسر نے غالب علی کے ذہن آگیا۔ ظفر ایک نوجوان تھا۔ اس نے ہم دونوں کی طرف دیکھا اور اس کی نگاہ سلیم کی طرف گئی۔

ہومز نے کہا دروازہ بند کر دیجیے۔ ظفر صاحب ہم یہاں بالکل تنہا ہیں اور اگر تم جاہو تو جو گفتگو ہمارے درمیان ہوگی وہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ آپ ہمیں سچ سچ بتاؤ کہ ایک شریف آدمی ہو کر آپ نے ایسی کمینہ حرکت کل کیوں کی تھی؟

بدقسمت نوجوان نے لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لیا اور سلیم کی طرف غصہ اور نفرت کی نگاہ ڈالی۔

”نہیں نہیں میاں ظفر صاحب میں نے ابھی تک ایک لفظ بھی نہیں بتایا“ سلیم نے چلا کر کہا۔

”پہلے نہ سہی لیکن اب تم نے کہہ دیا ہے۔“ ہومز نے مسکرا کر کہا۔ اب میاں ظفر صاحب آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ سلیم کے الفاظ کے بعد اقبال جرم کے سوا آپ کسی اور طریقہ سے نہیں بچ سکتے۔“

ایک لمحے کے لیے ظفر اپنے اندرونی جذبات پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ میز کے پاس اپنے گھٹنوں پر گر پڑا اور اپنے چہرہ کو اپنے ہاتھوں سے چھپا کر سبکیاں لینے لگا۔

ہومز نے نہایت تلطف سے کہا ”گھبرائیے نہیں، انسان عُرْکِبَ مِنَ الْبُحْرَانِ۔ النسیان غلطی آخر انسان سے ہی ہوتی ہے۔ غالباً یہ بات تمہارے لیے زیادہ آسان ہوگی کہ میں پروفیسر ابراہیم صاحب کو تمام واقعات بتاتا جاؤں اور جہاں میں غلطی کروں وہاں تم مجھے ٹوک دینا۔ کیا میں ایسا کروں؟ خیر تم جو اب دینے کی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ میرا بیان سننے جاؤ اور اگر میں کہیں تمہارے ساتھ نا انصافی کروں تو مجھے ٹوک دینا۔“

”مسٹر ابراہیم ص وقت آپ نے مجھے اس امر کا اطمینان دلایا تھا کہ کسی فرد بشر کو

اس بات کا علم نہ تھا کہ پیچھے آپ کے کمرہ میں میں اس وقت یہ معاملہ میرے دل میں داغ ہو گیا تھا۔ میں نے سوچ لیا کہ مجرم دانستہ آپ کے کمرہ میں داخل ہوا ہوگا۔ اور اسے معلوم ہوگا کہ پرچے کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجرم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ پرچے آپ کی میز پر رکھے ہیں؟

اور جب میں آپ کے کمرہ کے پاس آیا تو میں نے کھڑکی کا معائنہ کیا تھا۔ آپ نے یہ خیال کیا تھا کہ میں کھڑکی کے راستے سے مجرم کے اندر آنے کے متعلق تحقیقات کر رہا تھا لیکن یہ خیال قطعاً میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ میں مجرم کے قدم کا اندازہ لگانا چاہتا تھا جس نے وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھ لیا تھا کہ میز پر کیا کیا کاغذ پڑے ہیں۔ میرا قد چھ فٹ ہے اور میں یہ وقت دیکھ سکتا تھا۔ لہذا مجھ سے کوئی تھوڑا سا آدمی باہر سے پرچے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لیے میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ اگر ان تین طالب علموں میں سے کوئی ایک غیر معمولی طور پر لمبا ہو گا تو وہ تینوں میں سے زیادہ مشتبہ ہوگا۔

اور جب تک آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ ظفر لمبی جھلانگ ماسٹے میں مشاق ہے۔ سُرخ پٹے والی میز کے نشان اور مٹی کے ڈھیلے کے متعلق کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن اس کے بعد میں تمام معاملہ سمجھ گیا تھا اور مجھے صرف چند تاہیدی شواہد کی ضرورت باقی رہ گئی تھی جو کہ مجھے باسانی آج صبح مل گئے تھے۔

”واقعہ یوں ہوا تھا کہ یہ نوجوان سہ پہر کو لمبی جھلانگ کی مشق کر کے باہر سے واپس آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ جو تھے تھے نہیں ہیں کہ جھلانگ ماسٹے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ان جو توں کے نیچے لمبی نوک دار کیلین لگی ہوتی ہیں۔ جب وہ آپ کی کھڑکی کے پاس سے گزرا تو لمبے قد کی وجہ سے اُس نے ان پرچوں کو آپ کی میز پر رکھا ہوا دیکھا۔ اگر دروازہ میں سلیم کی غفلت سے چابی لگی ہوئی نہ ہوتی کوئی برا نتیجہ پیدا نہ ہوتا۔ لیکن جب اس نے دروازہ میں چابی کو دیکھا تو اس کے دل میں اندر جا کر پرچوں کے دیکھنے

کی خوری خواہش پیدا ہوئی۔ اندر داخل ہوتے ہوئے اسے کوئی خوف نہ پیدا ہوا کیونکہ وہ یہ عذر پیش کر سکتا تھا کہ وہ کوئی سوال پوچھنے کے لیے آیا ہے۔ لیکن جب اس نے اندر جا کر پرچوں کو دیکھا تو اس کے دل پر طمع غالب آگئی اس نے اپنا ورزشی بوٹ میز پر رکھ دیا۔ ظفر صاحب یہ تو بتائیے کہ آپ نے کھڑکی کے پاس والی کرسی پر کیا چیز رکھی تھی؟

”دستاںے“ نوجوان نے کہا۔

ہو مزنے سلیم کی طرف حقارت آمیز نگاہ ڈالی اور پھر بے کہنے لگا۔

”اس نے اپنے دستاںے کرسی پر رکھ دیئے۔ اور پرچہ کا پہلا صفحہ اٹھا کر نقل کرنا شروع کیا۔ اس نے خیال کیا تھا کہ پروفیسر صاحب بڑے بھانگ کی طرف سے واپس آئینگے اور یہ انکو آتے ہوئے دیکھ لیگا۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے وہ بغلی دروازہ میں سے واپس آئے تھے۔ یک لمحہ اس نے کمرہ کے باہر ان کے آنے کی آہٹ سنی۔ بچاؤ کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ جلدی میں وہ اپنے دستاںے بھول گیا لیکن اپنا بوٹ اٹھا کر سونے کے کمرہ میں دوڑ گیا۔ آچھ دیکھ سکتے ہیں کہ چوٹی میز پر جو نشان پڑا ہے وہ ایک طرف تو خفیہ ہے لیکن خوابگاہ کے دروازہ کی سمت میں گہرا ہو گیا ہے۔ صرف یہی بات یہ ظاہر کرنے کے لیے بہت کافی ہے کہ بوٹ اس جانب گھسٹے گئے تھے اور مجرم نے خوابگاہ میں بنا دی تھی۔ میخوں پر جو مٹی لگی ہوئی تھی اس میں سے کچھ میز پر گر پڑی تھی اور کچھ خوابگاہ کے اندر گری تھی۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آج صبح میں ورزش گاہ تک گیا تھا۔ اور میں نے دیکھا تھا کہ چھلانگ مارنے والی جگہ پر چپک جاتے والی سیاہ مٹی بھی ہوتی ہے۔ اور اس کے اوپر برادہ پڑا ہوا ہے تاکہ جھلا مارنے والے پھسلنے نہ پائیں۔ میں اسکا ایک نمونہ بھی ساتھ لایا ہوں۔ ظفر صاحب کیا میں نے سچ بیان کیا ہے؟“ طالب علم نے سید سے کھڑے ہو کر کہا ہاں جناب آپ نے سچ کہا ہے۔“

پروفیسر ابراہیم نے جلا کر کہا "معاذ اللہ کیا تمہیں اپنی بریت میں کچھ بھی نہیں کہنا ہے؟" مجھے ضرور کچھ عرض کرنا ہے۔ لیکن اس شرمناک قلمی سے میری عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ پروفیسر صاحب میں نے یہ خط آج صبح تمام رات بے چینی کے ساتھ گزارنے کے بعد لکھا تھا۔ اس وقت تک میرا جرم افشا نہیں ہوا تھا۔ آپ اسے ملاحظہ فرما کر سکتے ہیں اس میں میں نے لکھا ہے کہ میں امتحان میں شامل نہیں ہوں گا۔

مجھے اعلیٰ حضرت شہر یار دکن کی فون میں مکین مل گئی ہے اور میں فوراً حیدرآباد دکن جانا چاہتا ہوں۔"

پروفیسر ابراہیم نے کہا "مجھے یہ سن کر خوشی حال ہوئی ہے کہ تم نے اپنی اس ازیا حرکت سے فائدہ اٹھانے کا خیال ترک کر دیا تھا لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم نے اپنا ارادہ کیوں بدل دیا؟" ظفر نے سلیم کی طرف اشارہ کر کے کہا اس آدمی نے مجھے نیکی کا راستہ دکھایا ہے۔"

یہ سن کر ہومز نے کہا "سلیم اب تمہیں ماننا پڑیگا کہ تم نے ہی اس نوجوان کو باہر نکالا تھا۔ کیا تم اب بھی اس مہمہ کے آخری حصہ کو واضح نہیں کرو گے اور ہمیں اپنے اس طرز عمل کا سبب نہیں بتاؤ گے؟"

سلیم نے جواب دیا "جناب عالی اگر آپ کو میرے اور ظفر صاحب کے تعلقات کا پتہ ہوتا تو آپ کو میرے طرز عمل کا سبب فوراً سمجھ میں آجاتا۔"

وہ ایک زمانہ تھا کہ میں اس نوجوان کے والد ماجد دبیر الدولہ نواب جرائع محمود صاحب کے ہاں باورچی تھا گو بعض وجوہات سے میں نے ان کے ہاں نوکری چھوڑ دی تھی لیکن میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ ایام ماضی کی یاد نے مجھے کان میں ہمیشہ اس نوجوان کا ہی خواہ بنائے رکھا ہے۔ حادثہ کی اطلاع پانے کے بعد جب میں کل مکروں میں داخل ہوا تو سب سے پہلی چیز جو میں نے دیکھی وہ ظفر صاحب کے دستاویز تھے

میں ان کے دستاویزوں کو بخوبی پہچانتا تھا اور میں فوراً سمجھ گیا کہ ان کے یہاں پائے جانے سے کیا کیا برے نتیجے پیدا ہونگے۔ اگر پروفیسر ابراہیم صاحب انہیں یہاں دیکھ لیتے تو ظفر میاں ضرور کالج سے نکال دیئے جاتے۔ اس لیے میں سیوشی کا بہانہ کر کے اسی کرسی میں لیٹ گیا۔ اور جب تک پروفیسر صاحب چلے نہ گئے وہاں سے نہ ہلا۔ پھر میرا ذہن آقا جیسے میں نے اپنی گود میں کھلایا تھا۔ خوابگاہ سے باہر آیا اور اسے میرے سامنے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اس کو بچانا میرا فرض تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی میرا فرض تھا کہ میں اسے اس کے والد صاحب کی طرح سمجھاتا تھا اور اس کمینہ حرکت سے فائدہ اٹھانے سے منع کرتا۔ کیا جناب آپ اب بھی مجھے ملامت کریں گے؟

”ہرگز نہیں“ ہو فرماتے کھڑے ہو کر خندہ پیشانی سے کہا: ”پروفیسر صاحب ہم نے آپ کے مسئلہ کو حل کر دیا ہے اور اب ہمیں واپس جا کر ناشتہ کرنا چاہیے۔ آئیے وہاں صاحب چلے۔ ظفر صاحب میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے ایک روشن مستقبل ہے۔ ایک دفعہ تم ضرور نیچے گرے ہو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم آئندہ کتنی اعلیٰ ترقی کرتے ہو“

گیارہویں کہانی

دوسرا دوہرہ

حصہ اول

میرا دوست اپنے کارناموں کی مسلسل اشاعت کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے شہرت عامہ کے خلاف رہا ہے کیونکہ یہ اس کے مشاغل میں ہارج ہوتی ہے۔ لیکن اب جبکہ اس نے مستکس میں شہد کی کھیا اٹھنے کا بے ضرر شغل اختیار کر لیا ہے

اور لندن سے کنارہ کش ہو گیا ہے، اس نے مجھے صاف طور پر اپنے کارنامے شائع کرنے سے منع کر دیا ہے۔ میرے پاس ابھی سینکڑوں کارناموں کے متعلق نہایت دلچسپ یادداشتیں موجود ہیں۔ لیکن اس کی مانعت کا حکم نافذ ہو چکا ہے اور اگر میں نے اپنے ناظرین سے کسی مناسب وقت پر دوسرے وجہ کا کارنامہ شائع کرنے کا وعدہ نہ کیا ہو تو مجھے بڑے معمار کی کہانی کے بعد بادل ناخواستہ اس سلسلہ حکایات کو بند کر دینا پڑتا۔ کچھ تو ایفاء عہد کے خیال سے اور کچھ ذکر صیب سے لذت اندوز ہونے کے لیے میں اب اپنے دوست کے سب سے بڑے اور اہم کارنامے کو بیان کرتا ہوں۔ چونکہ اس کے ضمن میں بین الاقوامی مسائل کی بحث چھڑ جاتی ہے اور بہت سے مشاہیر یورپ کے نام آتے ہیں۔ اس لیے مجھے میرے دوست کی طرف سے حکم ہے کہ جھانگ ہو سکے مسئلہ کی جزئیات کو حذف کروں اور کسی طور سے واقعات یوں بیان نہ کروں کہ پبلک کو ان بین الاقوامی مسائل کی اطلاع ہو سکے جن کا پوشیدہ رکھنا ابھی تک قرین مصلحت ہے۔

اس لیے اس افسانہ کی ابتداء مجبوراً یوں کرنی پڑتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں جن کا ذکر نامناسب ہے ایک منگل کی صبح کو ہمارے غریبانہ کمرہ میں "جلیل القدر" صاحب جن کی شہرت تمام یورپ میں پھیلی ہوئی تھی، آئے۔ ان میں سے ایک، لارڈ بلنجر انگلستان کا صدر اعظم اور دوسرا رٹ آئرلینڈ ٹری لانی ہوپ، وزیر امور یورپی تھا۔ وہ ہمارے کمرے میں پہلو بہ پہلو بیٹھ گئے۔ ان کے چہروں سے فکر کی علامات ہویا تھیں اور صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی نہایت ہی ضروری کام کے نیٹے آئے ہیں۔ ان کی مضطربانہ حرکات ایک عالم نفسیات کے دیکھنے کے قابل تھیں۔

آخر کار یورپی وزیر نے کہا "مستر ہو مز آج صبح جبکہ مجھے اپنے نقصان کی اطلاع ہوئی تھی میں نے اسی وقت وزیر اعظم کو اطلاع کر دی تھی۔ ان کے ایما سے اس وقت

ہم آپ کے پاس استمداد کے لیے آئے ہیں۔“

”کیا آپ نے پولیس کو اطلاع کر دی ہے؟“

وزیراعظم نے اپنے مخصوص حاکمانہ انداز سے جواب دیا، نہیں جناب۔ ہم نے ایسا

نہیں کیا اور نہ یہ ممکن ہے کہ ہم ایسا کریں۔ پولیس کو اطلاع کرنے سے آخر کار عوام
الٹا پانس کو اطلاع ہو جائے گی اور پھر یہی خاص کوشش یہی ہے کہ ایسا نہ ہونے پائے۔“

”اس کی کیا وجہ ہے؟“

”کیونکہ جو کاغذ کھویا گیا ہے وہ ایسا اہم ہے کہ اس کے افشاء سے یورپ میں بین

الاقوامی مشکلات فوراً پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ ان مشکلات کا

نتیجہ ایک عظیم الشان جنگ ہو سکتا ہے۔ تا وقتیکہ اس کاغذ کی بحالی نہایت رازداری

اور خفیہ طور سے نہ ہو، اس کا کھویا جانا اور دستیاب ہونا یکساں برابر ہیں۔“

”میں جناب کا مطلب خوب سمجھ گیا ہوں۔ اب میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر

آپ مجھے ان حالات سے آگاہ کریں جو اس کے ضائع جانے سے متعلق ہیں۔“

”مشر ہو مزیں آپ کے سامنے چند الفاظ میں کل حالات بیان کر دوں گا۔ یہ خط۔“

جو کاغذ گم کیا ہے وہ میرے نام ایک غیر ملک کے بادشاہ کا خط تھا۔ چھ دن ہوئے

مجھے ملا تھا۔ یہ ایسا ضروری اور اہم تھا کہ میں اسے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے پاس سے

جد نہیں کرتا تھا۔ میں دن کے وقت ہمیشہ اسے اپنی جیب میں رکھتا تھا اور رات کو

دفتر کے آہنی صندوق میں مقفل کرنے کی بجائے اسے اپنے ساتھ گھر لے جاتا تھا اور اپنی

خوابگاہ میں اپنے پانگ کے سرہانے ایک مضبوط صندوقچی میں بند رکھتا تھا۔ گذشتہ شب

یہ وہی تھا۔ مجھے اس امر کا یقین ہے۔ کھانا کھانے سے قبل میں نے صندوقچی کھول کر

اسے پتہ خود وہاں دیکھا تھا۔ آج صبح یہ وہاں نہ تھا۔ صندوقچی شب بھر میرے سرہانے

رکھی رہی ہے۔ میں اور میری بیوی دونوں کی نیند ٹکی ہے۔ ہم دونوں علف اٹھا

کے لیے تیار ہیں کہ گذشتہ رات کو کوئی آدمی ہمارے کمرے میں آیا اور جو وہ اس کے وہ خطا ہے۔

”آپ نے کھانا کس وقت کھایا تھا؟“

”ساتھ سات بجے۔“

”آپ خواب گاہ میں کس وقت گئے تھے؟“

”میری بیوی تھسٹری ہوئی تھی۔ میں اس کا منتظر رہا تھا۔ پانچ بجے ہم دونوں خواب گاہ میں گئے تھے۔“

”اس طور سے چار گھنٹے تک صندوقی غیر محفوظ رہی تھی۔“

”رات کے وقت ہماری خواب گاہ میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ چادہ صبح کو وہاں جاتی ہے صرف میرا رولی اور میری بیوی کی ڈوگری دن کے وقت جاسکتے ہیں یہ لوگ ہمارے پرانے ملازم ہیں اور ہر طرح سے قابل اعتبار ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں سے کسی کو بھی یہ اطلاع نہ تھی کہ میری صندوقی میں معمولی سرکاری کاغذات کے علاوہ کوئی خاص قیمتی کاغذ رکھا ہے۔“

”اس خط کے وجود کی کن کن اشخاص کو اطلاع ہے؟“

”میرے گھر میں کسی فرد بشر کو اس کے وجود کا علم نہیں۔“

”یقیناً آپ کی بیگم صاحبہ اس سے باخبر ہو گئی؟“

”نہیں جناب۔ میں نے اپنی بیوی سے اس کے متعلق بالکل ذکر نہیں کیا تھا۔“

صرف آج صبح اس کے صنایع ہونے کے بعد اسے مطلع کیا ہے۔“

شریک ہو مرنے سے پہلے اس کی تصدیق کرنی چاہی اور کہا ”جناب مجھے عرصہ سے

اس بات کا تجربہ ہے کہ آپ کو اپنے فرائض منصبی کا بہت زیادہ احترام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس قسم کے اہم راز کے بارے میں آپ نے اپنے قریبی سے قریبی رشتہ دار

کو بھی غیر سمجھا ہو گا۔

یورپی وزیر تسلیم بجالایا اور کہنے لگا "جناب آپ نے انصاف فرمایا ہے۔ آج صبح سے پہلے میں نے اپنی بیوی سے اس کاغذ کے متعلق ایک حرفت بھی نہیں کہا تھا۔"

"کیا اس کو اس کے متعلق خود بخود شبہ ہو سکتا تھا؟"

"نہیں مشہور مزہ۔ اس کو ہرگز کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا اور نہ کسی اور کو۔"

"کیا اس سے پہلے آپ نے کوئی قیمتی دستاویز یا سرکاری کاغذات گم ہو چکے ہیں؟"

"نہیں جناب۔"

"انگلستان میں کون کون صحاب اس کے وجود سے باخبر تھے؟"

"مجلس شوریٰ کے ہر ایک رکن انتظامی کو کل اس کی اطلاع کی گئی تھی لیکن وزیر اعظم نے رسمیتاً رازداری کے علاوہ اس اطلاع کو پوشیدہ رکھنے کی خاص تاکید کر دی تھی۔ لاجول ولاقوتہ خیال تو فرمائیے کہ ان قسموں اور تاکیدوں کے بعد خود میرے پاس سے وہ کاغذ کھویا گیا ہے ان ارکان کے علاوہ انگلستان میں اور کوئی متنفذ اس کے وجود سے باخبر نہیں ہے۔"

"لیکن انگلستان سے باہر؟"

"مجھے یقین ہے کہ لکھنے والے کے علاوہ اور کسی نے اس کو انگلستان سے باہر نہیں دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ضابطہ کی کارروائی پوری کیے بغیر میرے پاس براہ راست بھیجا گیا تھا۔"

ہو مزہ تھوڑی دیر سوچ میں غرق رہا اس کے بعد اس نے ایک فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

"اب جناب عالی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے صاف صاف بتائیں کہ اس خط کا مضمون کیا تھا اور کیونکر اس کے اتلاف سے ایسے شدید عواقب کا

اندیشہ ہے؟

دونوں مدبروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر وزیر اعظم نے اپنے ماتھے پر شکن ڈال کر کہا: "مستر ہومز۔ لفافہ لمبا لگے ٹیلے رنگ کا ہے۔ اس کے اوپر سرخ لاکھ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور۔"

ہومز نے کہا "میں ڈرتا ہوں کہ یہ دلچسپ معلومات میری تسلی کے لیے کافی نہیں ہیں۔ میں بات کی تک جانا چاہتا ہوں۔ خط کا مضمون کیا تھا؟"

"یہ ایک سرکاری راز ہے۔ اور میں اسے آپ کو نہیں بتا سکتا۔ اور نہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس کے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ اپنی ان طاقتوں کے استعمال سے جن کے لیے آپ مشہور ہیں اس لفافہ کو پال سکتے ہیں تو آپ میرے شکر یہ کے مستحق ہونگے اور جو انعام آپ طلب کریں گے وہ بخوشی آپ کو دیا جائیگا۔"

شرنگ ہومز مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "آپ دونوں صاحب اس ملک میں سب سے زیادہ عدیم الفرست اور کثیر الافعال ہیں میں بھی اپنی محدود زندگی میں بہت مصروف ہوں، اور میرے وقت کا ایک ایک لمحہ کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اس معاملہ میں آپ کی مدد کرنے سے معذور ہوں اس ملاقات کو مزید طول دینا محض تضيغ اوقات ہوگا۔"

وزیر اعظم یہ سن کر اپنی جگہ سے اٹھ چل پڑا۔ اس کی آنکھوں سے غصہ برستا تھا۔ اس نے کہا شروع کیا جناب میں عادی نہیں ہوں کہ۔۔۔ لیکن اتنا کہہ کر اس نے اپنے غصہ کو ضبط کر لیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ ایک دو لمحہ کے لیے ہم سب خاموش بیٹھے رہے۔ پھر لوڑھے وزیر نے اپنے شانے ہلائے اور یوں گویا ہوا۔

"مستر ہومز ہمیں آپ کی شرائط لازم ماننی چاہئیں۔ بے شک آپ حق بجانب ہیں۔ جب تک ہم آپ کو پورے طور پر اپنا معتمد نہ بنا لیں، ہماری یہ توقع کہ آپ

ہماری مدد کریں غیر معقول نظر آتی ہے۔“

دوسرے تو عمر وزیر نے کہا ”جناب میں آپ سے متفق ہوں۔“
 ”اب میں آپ کو سب حالات بتاتا ہوں مجھے آپ کی اور آپ کے دوست
 ڈاکٹر واٹسن کی عزت پر کامل بھروسہ ہے۔ نیز مجھے آپ کے جذبہ حب وطن سے
 امید ہے کہ آپ اپنے ملک کے امن کا ضرور خیال رکھیں گے۔“

”آپ ہماری ذات پر اعتماد کر سکتے ہیں۔“

”اچھا تو یہ خط یورپ کے ایک بادشاہ کا لکھا ہوا ہے جس کو اس ملک کے جدید
 مقبوضات کی روز افزوں ترقی نے بہت گھرا دیا ہے۔ یہ خط جلدی سے لکھا گیا ہے
 اور خود بادشاہ نے اپنی ذمہ داری پر لکھا ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اس
 کے وزیر اور اس کا مطلقاً کچھ علم نہیں ہے۔ اس کا طرز تحریر ایسا ناقص ہے اور اس
 کے بعض فقرات ایسے غصہ دلانے والے ہیں کہ اس کی اشاعت سے ملک میں ہل
 چل بچ جائیگی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اشاعت کے ایک ہفتہ بعد یہ ملک
 یقیناً ایک خونریز جنگ میں مبتلا ہو جائیگا۔“

ہو مرنے والے ایک کاغذ کے پرزہ پر ایک نام لکھا اور وزیر اعظم کو دکھایا۔
 ”بالکل درست یہی تھا۔ اب یہ خط جو کڑور ہا روپیہ اور لاکھوں جانوں کو نقصان کا
 باعث ہو سکتا ہے، کھویا گیا ہے۔“

”کیا آپ نے خط کے بیچنے والے کو اطلاع کر دی ہے؟“

”ہاں جناب ایک خفیہ مار بھیج دیا گیا ہے۔“

”شاید وہ اس خط کی اشاعت کا متمنی ہو۔“

”نہیں جناب ہمارے پاس یہ ماننے کے لیے قومی دلائل موجود ہیں کہ وہ اپنی غلطی
 پریشیاں ہے اور وہ اس امر کو بخوبی سمجھتا ہے کہ اس خط کی اشاعت سے اس کے ملک

کو ہم سے کہیں زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن دوسرے مالک ضرور خواہشمند ہو سکتے ہیں کہ ہمارے اور اس کے درمیان جنگ بپا ہو جائے۔ اس لیے آپ یہ سمجھ لیں کہ اس بادشاہ کے دشمنوں کی یہ خواہش ضرور ہو سکتی ہے کہ یہ خط کسی طرح سے شائع ہو جائے۔ میں بخوبی سمجھ گیا ہوں۔ اگر یہ خط کسی دشمن کے ہاتھ میں آ گیا ہے تو یہ کہاں بچھا جا سکتا ہے؟

یورپ کے بڑے وزارت قانون میں سے کسی ایک کی طرف۔ غالباً اس وقت بہت تیزی کے ساتھ سفر کر رہا ہوگا۔ اب مشر ہو مز آپ کو تمام حالات معلوم ہو چکے ہیں آپ کیا صلاح دیتے ہیں؟

ہو مز نے اپنا مسرتا سفر کے ساتھ ہلایا اور کہا۔

”جناب کا یہ خیال ہے کہ اگر یہ خط دستیاب نہ ہوا تو جنگ بپا ہو جائیگی۔“

”میرے نزدیک یہی اغلب قیاس ہے۔“

”پھر جناب، آپ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔“

”مشر ہو مز یہ بہت مشکل امر ہے۔“

”لیکن جناب آپ واقعات پر تو غور فرمائیں۔ چونکہ مسٹر ٹری لانی اور ان کی بیگم

صاحبہ ۱۲ بجے شب کے بعد نقصان کے دریافت ہونے خواہ گاہ سے باہر نہیں نکلے

اس لیے یہ خط کل ۱۲ بجے شب سے پہلے چرایا گیا ہے۔ جب ایک ایسا ضروری خط چرایا

گیا ہے تو وہ اس وقت کہاں ہو سکتا ہے؟ یہ بعید از قیاس ہے کہ چور نے اسے پاس

لٹھنے کے نیچے چرایا ہو۔ اس لیے اس نے بسرعت ممکنہ وہاں پہنچا دیا ہوگا جہاں

اس کی ضرورت ہوگی۔ اس لیے اب ہمیں اس کے پانے یا اس کا سراغ لگانے کی

کیا امید ہو سکتی ہے؟

”یہ اب ہماری دسترس سے باہر ہے۔“

وزیر اعظم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ”مشر ہو مز جو کچھ آپ نے کہا ہے بالکل

یہ ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔“

”میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرونگا۔ اس شہر میں سب سے بڑے

تین رہن اکا قوامی جاسوس اور کارندے ہیں۔ میں ان کے ہاں ابھی جاؤنگا۔ اگر

ان میں سے کوئی آج لندن میں نہ ہوا اور بالخصوص اگر وہ کل شب کو یہاں سے باہر

گیا ہو تو ہمیں کم از کم اتنا معلوم ہو جائیگا کہ یہ کاغذ کہاں پہنچا ہے۔“

چھوٹے وزیر نے پوچھا ”لیکن ان میں سے کوئی غائب کیوں ہوگا؟ وہ خط کو لندن

ہی میں کسی سفارت خانے میں لے جائیگا۔“

”میں ایسا خیال نہیں کرتا۔ یہ جاسوس بجائے خود کام کرتے ہیں اور اکثر اوقات

سفر کے ساتھ ان کے تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں۔“

وزیر اعظم نے سر ہلا کر ہومز کی تائید کی اور کہا ”مسٹر ہومز میں سمجھتا ہوں کہ آپ

کا خیال بالکل صحیح ہے۔ جاسوس ایسے قیمتی کاغذ خود اپنے ہاتھوں سے کسی غیر ملک

میں لے جانا پسند کریگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کا طریق عمل درست ہے۔ لیکن

میرے دوست ہو رہے ہیں اس بد قسمتی کے لیے اپنے دوسرے فرائض سے غافل نہیں

ہونا چاہیے۔ اگر کوئی تازہ بات معلوم ہوئی تو ہم آپ کو مطلع کرینگے اور امید ہے کہ

آپ ضرور ہمیں اپنی مساعی کے نتیجے سے باخبر رکھینگے۔“

دونوں وزیر سلام کر کے نہایت متانت اور وقار کے ساتھ ہمارے کمرے سے

رخصت ہو گئے۔ جب ہمارے معزز ملاقاتی چلے گئے تو ہومز نے ایک چوٹ جلا یا

اور خاموشی کے ساتھ سے پینا شروع کر دیا۔ میں نے صبح کا ایک اخبار اٹھایا اور

اس کے مطالعہ میں محو ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرا دوست ایک تخت اٹھا اور

چوٹ سے کہنے لگا۔ ہاں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ ابھی امید

بانی ہے۔ یہ جاسوس روپیہ کے غلام ہوتے ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ خط کس

پاس ہے تو میں بڑی سے بڑی قیمت ادا کر کے اسے خرید سکتا ہوں کیونکہ انگریزی خزانہ میرے خرچ کرنے کے لیے موجود ہے۔ یہ بات دل لگتی ہے کہ مکار چور نے ابھی تک اس خط کو کہیں باہر نہ بھیجا ہو بلکہ یہاں سے ہی قیمت وصول کرنے کی فکر میں ہو۔ صرف تین آونگی ایسی بے باکی کے مرتکب ہو سکتے ہیں، ابریشٹائیں، لارڈ تھیراڈ لوگس میں ان میں سے ہر ایک سے ابھی ملوگا۔“

میں اخبار میں ابھی ایک قتل کا بیان پڑھ چکا تھا۔ اس لیے میں نے اخبار کی طرف دیکھ کر کہا ”کیا لوگس، گوڈلفن سٹریٹ میں رہتا ہے؟“

”ہاں“

”پھر آپ اس سے نہیں مل سکیں گے۔“

”کیوں نہیں؟“

”گذشتہ شب وہ اپنے گھر میں قتل ہو چکا ہے۔“

میرے دوست نے مجھے بارہا حیران پریشان کیا ہے۔ اس لیے اس وقت اس کی حیرانی دیکھ کر مجھے ایک قسم کی خوشی ہوئی اس نے اخبار میرے ہاتھ سے چھین لیا اخبار میں ذیل کا مضمون درج تھا۔

دوست من سٹریٹ میں قتل

گذشتہ شب ۱۶ گوڈلفن سٹریٹ میں ایک پراسرار قتل ہوا ہے۔ اس گھر میں کچھ عرصے سے ایک مشہور اور معزز شریف آدمی سٹریٹ لوگس رہتے تھے۔ سٹریٹ لوگس ایک زندہ دل مجرد آدمی تھے۔ ایک نوکر اور ایک نوکرانی کے علاوہ ان کے ہاں اور کوئی آدمی نہ رہتا تھا۔ دونوں نوکرانوں کے۔ ابجے سے پہلے اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ گذشتہ شب بھی سٹریٹ لوگس۔ ابجے سے اپنے مکان میں اکیلے تھے۔ جو

عادتاً کل شب ہوا ہے اس کے متعلق ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا لیکن پونے بارہ بجے ایک سیاہی نے دیکھا کہ نمبر کا بیرونی دروازہ کھلا تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکایا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ گھر میں روشنی دیکھ کر وہ آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے دوسرا دروازہ کھٹکایا۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ اندر دنی کرے میں چلا گیا مگرے میں تمام اشیاء الٹ پلٹ پڑی ہوئیں۔ ایک کرسی کی ٹانگ مقبول مسٹر لوکس کے ہاتھ میں تھی۔

اس کے سینہ میں ایک خمدار چھری چھپی ہوئی تھی۔ دیوار پر زیباٹس کے خیال سے چند ستھیاں اور بھی لٹکے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چھری وہیں سے لی گئی تھی چوری اس قتل کا محرک معلوم نہیں ہوتی کیونکہ مگرے میں سے کوئی قیمتی چیز اٹھائی نہیں گئی۔ متوفی مسٹر لوکس ایسے ہر دل عزیز آدمی تھے کہ ان کی موت کا ہر ایک کو افسوس ہے۔“

ہو مرنے تھوڑی دیر کے بعد کہا اچھا واٹسن۔ آپ اس قتل کی نسبت کیا خیال کرتے ہیں؟

”دیہ ایک عجیب تواریخ ہے۔“

”تو اردو ابھی میں نے تین آدمیوں کے نام لیے تھے جو ہمارے خط کے جوڑ ہو سکتے ہیں اور عین اس وقت جب کہ خط کے چرائے جانے کی بابت احتمال ہو سکتا ہے۔ پان تین آدمیوں میں سے ایک قتل کیا جاتا ہے۔ میرے عزیز دوست نے محض اتفاقی تواریخ نہیں ہے۔ دونوں واقعات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ہمیں ان کا تعلق دریافت کرنا ہے۔“

”لیکن اب سرکاری پولیس کو سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔“

”بالکل نہیں۔ ان کو صرف وہی باتیں معلوم ہونگی جو وہ گوڈالفن سٹریٹ میں کھینکے۔ ان کو کاغذ کی چوری کا نہ علم ہے نہ ہوگا۔ صرف ہمیں دونوں حادثات

کا علم ہے اور صرف ہم ان کے باہمی تعلق کو معلوم کر سکتے ہیں۔ ایک اور بات لوگوں کے خلاف میرے شبہات کی تائید کرنے والی ہے۔ اس کا گھر وزیر کے گھر سے قریب ترین ہے۔ باقی دونوں وہاں سے بہت دور رہتے ہیں۔ ایلو! ایک اور ملاقاتی تشریف فرما ہوئے ہیں۔“

ہو مزنے آخری فقرہ اُس وقت کہا تھا جب کہ مسز ہڈسن ایک ملاقاتی کارڈ لیکر آئی تھی۔ ہو مزنے طشتری میں سے کارڈ اٹھایا اور دیکھ کر مجھے ڈبے دیا۔ پھر اس نے مسز ہڈسن سے کہا: ”لیڈی ہلڈاٹری لائی ہو پ سے آپ کہیں کہ ازراہ کرم اوپر تشریف لے آئیں۔“

ایک لمحہ کے بعد ہمارا کمرہ لندن کی سب سے حسین عورت کے حسن خدا داد سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ جو شرف ہیں اُس صبح کو دو ملاقاتیوں کی تشریف آوری سے حاصل ہوا تھا اس پر یہ مزید اضافہ تھا۔ اس کا چہرہ لاثانی تھا لیکن اس کے خوبصورت مسخ و سفید رخسارے جذبات کے تلاطم سے کچھ زرد نظر آتے تھے۔

”مسٹر ہو مزن کیا میرا خاوند آپ کے پاس آیا تھا؟“

”ہاں بیگم صاحبہ وہ یہاں تشریف لائے تھے۔“

”مسٹر ہو مزن میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ لے میرے یہاں نیکی

اطلاع نہ کریں۔“

ہو مزن نے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور کہا ”بیگم صاحبہ آپ مجھے کانٹوں میں گھسیٹنا چاہتی ہیں۔ تشریف رکھئے اور اپنی دلی خواہش سے مجھے مطلع فرمائیے۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ میں کوئی غیر مشروط وعدہ نہیں کر سکتا۔“

وہ کمرے میں آئی اور گھڑکی کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گئی۔

”مسٹر ہو مزن میں آپ سے صاف صاف گفتگو کروں گی۔ اس امید سے کہ شاید آپ

بھی میرے ساتھ مکمل کرنا چاہتا تھا۔ میرے خاوند کے اور میرے درمیان، سوائے ایک بات کے کامل اعتماد ہے۔ یہ استثناء سیاسی امور میں ان کے متعلق اس کا منہ بند رہتا ہے۔ وہ مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ مجھے معلوم ہے کہ گذشتہ شب ہمارے گھر میں ایک نہایت ہی افسوسناک حادثہ ہوا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ ایک قیمتی کاغذ لکھو یا گیا ہے۔ لیکن چونکہ ایک سیاسی معاملہ ہے۔ اس لیے میرے خاوند نے مجھے اور کچھ نہیں بتایا۔ اب یہ اس قدر ضروری ہے کہ مجھے صحیح صحیح معلوم ہو کہ اس نقصان کے عواقب کیسے ہونگے اور اس کا فہم کیا لکھا ہوا تھا۔ مسٹر ٹومز نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔ آپ کے موکل کی بہتری اس میں ہے کہ مجھے سب کچھ معلوم ہو جائے۔“

”بلگم صاحبہ، جو کچھ آپ پوچھتی ہیں ناممکن ہے۔“

اس نے ایک سرد آہ بھری اور اپنے ہاتھوں میں سے اپنا منہ چھپا لیا۔

”بلگم صاحبہ، آپ کو میری معذوری صاف طور پر سمجھ لینی چاہیے۔ اگر آپ کے خاوند نے آپ سے کوئی بات پوشیدہ رکھنی مناسب سمجھی ہے اور مجھے اخفا کا وعدہ لے کر بتائی ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ میں وہ بات آپ کو بتاؤں؟ آپ کا یہ سوال مجھ سے جائز نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے کہ براہ راست اپنے خاوند سے دریافت کریں۔“

”میں اس سے پوچھ چکی ہوں اور اب میں آپ کے پاس اس امید کے سہارے پر آئی تھی کہ آپ شاید مجھے بتانا مناسب سمجھیں۔ اچھا اگر آپ اور کچھ نہیں بتا سکتے تو ایک بات مجھے ضرور بتادیں۔ کیا اس حادثہ سے میرے خاوند کی سیاسی زندگی پر

بہت بڑا اثر پڑے گا؟“

”کیوں نہیں۔ اگر اس نقصان کی تلافی نہ ہو سکی تو اس کے اثرات بہت خطرناک

ہونگے۔ چونکہ اس اطلاع کے علاوہ میرے دوست نے اسے اور کچھ بتانے سے

بار بار صاف انکار کر دیا تھا، لیڈی ہلڈ اتھوڑی ویر کے بعد مایوس اور افسردہ خاطر ہو کر چلی گئی۔

اس کی روانگی کے بعد ہومز نے ہنس کر کہا ”وائسن صاحب۔ فرقہ اناسٹریکا محکمہ ہے یہ حسین عورت ہمارے پاس کس لئے آئی تھی؟ اس کی اصلی غرض کیا ہے؟“ میں نے جواب دیا ”اس کا اپنا بیان کافی واضح اور صاف ہے۔ وہ اپنے شوہر کے لئے فکر مند ہے۔“

”نہیں نہیں میرے دوست۔ اصلیت یہ نہیں ہو سکتی۔ آپ یاد رکھیں کہ اس نے متعدد دفعہ ایسے کہے تھے جن کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ روشنی کی طرف پٹھ کر کے بیٹھی تھی تاکہ ہم اس کے چہرے کا صحیح مطالعہ نہ کر سکیں اور اس طور سے اس کا اصلی مقصد نہ بھانپ جائیں۔ خیر خدا حافظ“

”کیا آپ کہیں جا رہے ہیں؟“

”ہاں میں اب گوڈلفن سٹریٹ جاؤنگا اور اپنے سرکاری دوستوں سے ملاقات کرونگا۔ لوکس اس بھیند کا دغینہ ہے۔ اس امر کا مجھے یقین ہے لیکن اس وقت میں نہیں بتا سکتا کہ آخر کار ہمارے مسئلہ کا حل کونسی شکل اختیار کریگا۔ قبل از وقت قیامی گھوڑے دوڑانا شیوہ عقلمندی نہیں ہے۔ آپ یہاں ٹھہریے اور اگر کوئی اور ملاقاتی آئے تو اس سے ملیئے گا۔ میں کھانے کے وقت آپ سے آلوں گا۔“

دوسرا حصہ

وہ سارا دن اور آئندہ دو دن ہومز خاموش رہا۔ وہ ادھر ادھر بھاگتا پھرا، اس نے بہت سا تمباکو ختم کیا۔ وہ ہمیشگی تمام میرے سوالات کا جواب دیتا تھا۔ میں اس کی عادات سے خوب واقف ہو گیا ہوں۔ اس لئے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ

وہ اپنی تحقیقات میں ناکام رہا ہے۔ اس نے مجھے قتل کی واردات کے متعلق کچھ نہیں بتایا جو کچھ مجھے معلوم ہوا اجنبیات کے ذریعے سے معلوم ہوا۔ پہلے لوکس کے نوکر پر "قتل عمد" کا الزام قائم کیا گیا۔ لیکن دوسرے روز اسے بیگناہ سمجھ کر رہا کر دیا گیا۔ "جوری" کی تحقیقات سے نوکر کے متعلق ایک انکشاف یہ ہوا کہ گو اس کا مالک سپر بہت ہیربان تھا تاہم وہ اسے لپٹے ساتھ فرانس نہیں لے جاتا تھا۔ بعض اوقات لوکس کئی کئی دن پیرس میں گزارتا تھا۔ اور اس کی غیر حاضری میں اس کا نوکر گھر کا انتظام کرتا تھا۔ تین دن تک قتل کا بھید ایک مہمہ بنا رہا۔ چوتھے روز پیرس کا ایک لمبا چوڑا مارشال ہوا۔ جس سے تمام واردات بالکل صاف ہو گئی۔ یہ مارٹینیٹلی ٹیلی گراف میں شائع ہوا تھا۔ ذیل میں اس کا خلاصہ مضمون درج ہے :-

مسٹر لوکس کے قتل کے متعلق پیرس کی پولیس نے ابھی ایک انکشاف کیا ہے جس سے وہ سربسہ راز بالکل صاف ہو گیا ہے۔ کل پیرس میں ایک مخبوط الحواس عورت ہے جس کا نام مسز فورن ہے پائی گئی تھی۔ اس کے طبی معائنہ سے ثابت ہوا ہے کہ وہ جنون کا ایک خطرناک قسم کا ہے۔ اس عورت کی نقل و حرکت دریافت کرنے پر اسے کہ یہ منگل کی شب کو لندن سے واپس آئی تھی مزید برآں یہ شہادت دستیار ہوئی ہے کہ مسٹر لوکس کے قتل کے ساتھ اس کا تعلق ثابت ہوتا ہے۔ عکسی تصاویر کے مقابلے سے ثابت ہوا ہے کہ مسز فورن نے اور مسٹر لوکس درحقیقت ایک ہی آدمی کے دو نام تھے اور یہ آدمی لندن اور پیرس میں کسی مصلحت کے لئے نام بدل کر ڈھرنی لگی سر کر رہا تھا مسز فورن نے ایک غصیلی اور تند طبیعت عورت ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اپنے خاوند کی زندگی کے خلاف کئی قسم کے زبردست شبہات ہیں۔ بعض اوقات وہ غصہ میں اپنے آپ سے باہر ہو جاتی ہے اور اسے عارضی جنون کا دورہ ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک اسی قسم کے دورہ جنون میں مسٹر لوکس کو لندن

جا کر قتل کیا ہے۔ اس کی حرکات ابھی تک بالکل صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئیں لیکن منحل کی صبح کو چیرنگ کر اس سٹیشن پر مسز فورسے کی حشیانہ حرکات اور لباس کی پرانگیگی کا لیل کے ملازمین نے ضرور دیکھا تھا۔ غالب قیاس یہ ہے کہ اس نے یا تو اس جرم کا ارتکاب حالت جنون میں کیا ہے یا اس کے ارتکاب سے بعد اس کے حواس منحل ہو گئے ہیں۔ سر دست وہ اپنی موجودہ حالت اور گزشتہ واقعات سے بالکل عجیب ہے اور ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ایک عرصہ تک اس کے حواس اسی طرح منحل رہیں گے۔ اس تار کے بہت سے حالات اس کے نوکروں کی زبانی معلوم ہوئے ہیں اور یہیں تو سے فیصدی یقین ہے کہ مسز فورسے ہی اپنے شو ہر سٹر لوکس کی قاتل ہے۔“

لوکس کی موت کے متعلق یہ یقین دلانے والا بیان پڑھ کر میں ایک طرح سے مطمئن ہو گیا لیکن جب میں نے ہومز سے گفتگو کی تو اس نے مجھے بتایا کہ سرکاری کاغذ کی کم کے لحاظ سے ابھی تک وہ اپنی تحقیقات میں کچھ ترقی نہیں کر سکا اس نے مجھے یہ بھی کرونگا کہ لوکس کی موت غالباً ایک غیر متعلق واقعہ ہے اور گزشتہ تین روز میں صرف تین ضروری بات وقوع پذیر ہوئی ہے یعنی یہ کہ کچھ نہیں ہوا۔ مجھے کم دبش ہر وقت ریسٹ کے دفاتر سے اطلاعیں موصول ہوتی رہتی ہیں جن سے یہ امر یقینی ہے کہ یورپ میں کہیں بھی ابھی تک کسی قسم کی کوئی ہل چل نہیں شروع ہوئی۔ اگر یہ خط کسی غیر ملکی پہنچ گیا ہوتا تو یقیناً اس کے بد نتائج اس وقت تک ظاہر ہو جاتے۔ لوکس کے کاغذات میں سے یہ برآمد نہیں ہوا۔ مسز فورسے کی تلاش ابھی تک نہیں لی گئی اور میں یہ کام فرانسیسی پولیس کی اطلاع کے بغیر نہیں کر سکتا۔ اس معاملہ میں قانون ہمارے راستہ میں ایسا ہی مزاحم ہے جیسے کہ دوسرے معاملات میں جرائم پیشہ لوگ ہوتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس عقیدہ لاینحل کو کس طور سے بحسن اسلوب حل کروں۔ اگر میں اس سربستہ دار

کی عمدہ کشائی میں کامیاب ہوا تو حقیقتاً یہ میری سب سے نمایاں کامیابی ہوگی۔ یہ یسے
مخاؤں سے مجھے تازہ ترین اطلاع وصول ہوئی ہے۔ اس نے خط پر،
جو اسی وقت لایا گیا تھا جلدی سے نگاہ دوڑائی اور کہا "چلیے لسٹریٹ نے ضرور کوئی مزید
بات دریافت کی ہے۔"

میں قتل کے بعد گوڈفن لسٹریٹ میں پہلی دفعہ گیا تھا۔ جس کمرہ میں واردات ہوئی
تھی اس میں دری کے اوپر سوائے ایک بد نما خون کے دھبے کے اور کوئی چیز قتل
کی یادگار باقی نہ رہی تھی۔ دری کمرے کے وسط میں بچھی ہوئی تھی۔ اس کے حاشیہ
پر عالی جگہ تھی جہاں خوبصورت چمکدار لکڑی کا فرش نظر آ رہا تھا۔ لکڑی کے مربع ٹکڑے
اینٹوں کی طرح نہایت صفائی کے ساتھ فرش پر چڑے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی لسٹریٹ
نے پوچھا "کیا آپ نے فرانسسی خبر پڑھ لی ہے؟"
ہو مرنے سے اشارہ سے اقرار کیا۔

"اس دفعہ ہمارے فرانسسی دوست بازی لے گئے معلوم ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے
مسنر فور نے بلا اطلاع چلی آئی تھی۔ اس نے آدھی رات کو آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔
لوگس کو مجبوراً دروازہ کھولنا پڑا۔ خواہ وہ اس سے ناراض تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اسے گلی
میں کھڑا نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس نے اندر آ کر اس کی سرد مہری اور بدسلوکی کا
گلہ کیا۔ جھگڑا بڑھتا گیا اور پھر چونکہ مسنر فور نے نہایت تند مزاج ہے اس نے سامنے
دیوار پر سے چھری لے کر اس کے سینہ میں بھونکائی یہ سب کچھ اتنی جلدی نہیں
ہو گیا تھا جیسے کہ میں نے بیان کیا ہے کیونکہ تمام کرسیاں ادھر ادھر گری پڑی تھیں
اور ایک کرسی مقتول کے ہاتھ میں تھی۔ جو شاید اس نے اپنے بچاؤ کے لیے
اٹھائی ہوگی اس دفعہ آپ کی مدد کے بغیر تمام معاملہ اس طرح آئینہ ہو گیا ہے جیسے
اگر ہم نے اسے بچھم خود دیکھا تھا۔"

ہو مرنے آئیں کھول کر کہا "لیکن اس کے باوجود آپ نے مجھے بلا یا ہے؟"
 "ہاں۔ وہ ایک زائد بات ہے۔ گو وہ نہایت ہی معمولی بات ہے لیکن چونکہ
 آپ ایسی خفیت اور نرالی باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں اس لیے میں نے آپ کو تکلیف
 دی ہے۔"

"شکریہ لیکن وہ معمولی سی بات ہے کیا؟"

"آپ کو معلوم ہے کہ اس قسم کی وارداتوں میں ہم موقع واردات کی تمام
 اشیاء اپنی اپنی جگہ پر رہنے دیتے ہیں اور ہر ایک قسم کی احتیاط کرتے ہیں کہ کوئی چیز
 اپنی جگہ سے نہ ہلائی جائے۔ آج چونکہ مقدمہ ختم ہو گیا ہے اور مقتول دفن ہو چکا تھا
 ہم نے اس کمرہ کو صاف کرنا چاہا۔ یہ دری آپ دیکھتے ہیں کہ فرش کے ساتھ بڑی ہوئی
 نہیں ہے۔ صرف وسط کمرہ میں بچی ہوئی ہے۔ ہم نے اس کو جھاڑنے کے لیے اٹھایا
 اور ہم نے ایک ایسی عجیب چیز پائی کہ آپ شاید سو برس میں بھی نہ بتا سکیں گے
 کہ وہ کیا تھی؟"

ہو مرنے بے ہیری کے ساتھ کہا "خیر آپ ہی بتا دیجئے؟"

آپ اس دھتے کو دیکھتے ہیں۔ دری کے دونوں طرف خون کا داغ تقریباً ایک
 جیسا شوخ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خون کی کافی مقدار دری پر بہ گئی ہوگی۔
 باوجود اس کے آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ اس دہبہ کے نیچے لکڑی کے فرش
 پر کوئی داغ نہیں ہے۔"

"کوئی داغ نہیں! نہیں! یہ ہو سکتا۔ یقیناً دوسرا دہبہ بھی کہیں نہ کہیں

ضرور ہوگا۔"

لٹریڈ خوب قہقہہ لگا کر ہنسا۔ وہ ہو مرنے کی گھبراہٹ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔

آخر کار اس نے کہا "آپ سچ کہتے ہیں۔ دوسرا دہبہ ہے لیکن یہ پہلے دہبے کے

”جیسے نہیں ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں“ یہ کہہ کر اس نے دری کا ایک کونڈا اٹھایا
 جہاں مطلوبہ دھبہ نظر آ رہا تھا۔ مسٹر ہومز آپ اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟“
 ”کیوں؟ یہ تو بالکل صاف اور بدیہی بات ہے۔ دونوں دھبے اہل میں ایک دوسرے
 کے اوپر تھے۔ لیکن کسی نے دری کو اوپر سے ہلا دیا ہے۔ چونکہ یہ دری بہت بڑی
 نہیں ہے اس لیے اس کا ہلانا چنداں مشکل نہیں ہے۔“

”مسٹر ہومز سرکاری پولیس کو اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ اسے ایک
 ایسی سادہ بات بتائیں یہ تو صاف ظاہر ہے کہ دونوں دھبے دری کو لپٹ کر بچانے
 سے ایک دوسرے کے اوپر آجاتے ہیں لیکن جو بات میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں
 وہ یہ ہے کہ ایسا کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے؟“

”میں اپنے دوست کے چہرے پر غیر معمولی اندرونی جوش کے آثار دیکھ رہا تھا۔
 تاہم اس نے نہایت متانت کے ساتھ کہا ”مسٹر ہومز سرید۔ کیا یہی سپاہی جو اس وقت
 برآمدہ میں پیرہ ڈے رہا ہے۔ یہاں ہر وقت موجود رہا ہے؟“

”ہاں“

”اچھا تو پھر آپ میری نصیحت پر عمل کریں۔ اس کو اچھی طرح سے ڈانٹ کر پوچھیں
 لیکن ہمارے سامنے نہیں۔ تنہائی میں وہ آپ کے روبرو زیادہ آسانی سے اقبال جرم
 کرے گا۔ اس سے پوچھئے کہ اس نے ایسی جرأت کیوں کی کہ غیر آدمیوں کو اس کمرہ
 میں آنے دیا اور پھر انہیں یہاں اکیلا چھوڑ دیا۔ اس سے یہ نہ کہیے کہ اس نے ایسا کیا
 ہے یا نہیں۔ آپ یقین کر لیں کہ اس نے ضرور ایسا کیا ہے۔ اسے یہ بتائیے کہ آپ کو
 معلوم ہے کہ کوئی غیر آدمی یہاں ضرور آیا ہے۔ اصرار کے ساتھ اس سے صحیح صحیح
 دریافت کر لیجئے اس کو یقین دلا دیجئے کہ جرم کا اقبال کرنے سے اس کو کوئی سزا
 نہیں دی جائے گی۔ جس طرح میں نے آپ سے کہا ہے بالکل اسی طرح کیجئے۔“

”خدا کی قسم اگر وہ جانتا ہے تو میں اس سے ضرور معلوم کر لوں گا۔“ اس نے کہا اور لڑائی سے باہر چلا گیا اور چند منٹ بعد اس کی آواز دوسرے کمرے میں گرج رہی تھی۔ بجز اس کے باہر نکلنے کے ہومز نے چلا کر کہا ”ڈائسن صاحب علی صحت کے اور فوراً فقرہ ختم کیے بغیر وہ دیوانہ وار کود پڑا اور دری کو اٹھا کر فرش کے اوپر گھسنے لگا۔ کرلیٹ گیا اور اپنے لمبے ناخنوں سے فرش کے ہر ایک ٹکڑے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ ایک ٹکڑا نیچے دب گیا اس نے اس میں اپنے ناخن پھنسا کر صندوق کے ڈھکنے کی طرح ادھر اٹھالیا۔ اس کے نیچے سے ایک چھوٹا سا تاریک خانہ نکلا۔ ہومز نے مستعدی کے ساتھ اپنا چست و چالاک ہاتھ اس میں ڈال دیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد غصہ اور مایوس کی ایک تلخ بیخج کے بعد باہر نکال لیا۔ خانہ خالی تھا۔

”جلدی کرو میرے دوست جلدی کرو۔“ دری اپنی جگہ پر ٹھیک کر دوڑ ڈھکنا بند کر کے ہم دری کو شکل ٹھیک کر کے تھے کہ لڑائی مکرہ میں آگیا۔ اس نے ہومز کو دیوانے کے پاس سست کھڑے ہوئے پایا اور کہا ”مستر ہومز مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو منتظر رکھا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس منحوس معاملہ سے تنگ آگئے ہیں۔ اس نے اقبال کر لیا ہے۔ مگر سن اندر آ جاؤ اور آپ دونوں صاحبوں کے سامنے اپنی نہایت ناقابل معافی تقصیر بیان کرو۔“

لحم شحم سپاہی، سر جھکائے ہوئے کمرہ میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔
 ”جناب عالی میرا ارادہ بد نہیں تھا۔ ایک نوجوان عورت گد مشتہ رات یہاں غلطی سے آگئی تھی۔ پھر ہم باتیں کرنے لگے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں سا راون تھا،
 پرہہ دیتا ہوں۔“

”اچھا تو پھر کیا ہوا؟“

وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ جرم کہاں ہوا ہے۔ اس نے اخبار میں اس قتل کا حال



بالعاقب صفحہ ۲۰۰ [شرک ہو مرنے اپنے ناخن پھینسا کر فرش کے ایک ٹکڑے کو صندوق
کے ڈھکنے کی طرح اوپر اٹھایا

پڑا تھا۔ وہ ایک سوز کو عمر خاتون معلوم ہوتی تھی، مجھے اس کو قتل گاہ دکھانے میں کوئی قباحت نظر نہ آئی۔ جب اس نے دری پر وہ دہبہ دیکھا تو وہ دہم سے نیچے گر پڑی اور اس طور سے لیٹ گئی جیسے کہ وہ مر گئی تھی۔ میں مکان کی پھوڑے جا کر کچھ پانی لے آیا لیکن اس کو ہوش نہ آیا۔ پھر میں پاس کے ہوٹل میں گیا لیکن جب میں واپس آیا تو نوجوان عورت فرار ہو چکی تھی۔ غالباً وہ شرم کے مارے میرے سامنے آنکھیں نہیں کر سکتی تھی۔

”لیکن اس دری کو کس نے ہلایا تھا؟“

”جناب سچی بات یہ ہے کہ اس کے گرنے سے اس میں شکن پڑ گئے تھے۔ آپ جانتے ہیں یہ ایک صاف اور چمکنے فرس پڑ بھی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ کئی جگہ سے اکٹھی ہو گئی تھی۔ میں نے اسے بعد ازاں ٹھیک کر دیا تھا۔“

سٹرپڈ نے رعب داب کے ساتھ کہا ”مکفر سن تمہیں آئندہ ایسا نہیں کرنا چاہئے تم یہ خیال کرتے ہو گے کہ ہمیں تمہارے تصور کی خبر نہ ہو سکے گی۔ حالانکہ میں اس کمرہ میں داخل ہوتے ہی تازگی تھا۔ کہ کوئی نہ کوئی آدمی ضرور اس کمرہ میں آیا ہے۔ یہ تمہاری خوش بختی ہے کہ کوئی چیز نہیں چرائی گئی وگرنہ تمہاری خیر نہ ہوتی۔“

میں اور میرا دوست اس سٹیجی باز افسر پولیس کی داروغہ کوئی پردل ہی دل میں ہنس رہے تھے۔ لیکن پولیس کے افسر ایسے ہتھکنڈوں کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ماتحت سپاہیوں پر رعب گانٹھنا خوب جانتے ہیں گو یہ سب فضول ہوتا ہے۔ کیونکہ سپاہی بھی ان چالوں سے بے خبر نہیں ہوتے۔“

”وسٹر پوٹز مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو ایک ایسے خفیف معاملہ کے لئے تکلیف دی۔“

”یقیناً۔ یہ ایک دلچپ بات تھی۔ سٹرکفر سن کیا یہ عورت یہاں صرف ایک ہی دفعہ آئی ہے؟“

”ہاں۔ جناب صرف ایک ہی دفعہ“

”وہ کون تھی؟“

”جناب عالی نام تو مجھے معلوم نہیں۔ ملازمت کی تلاش میں تھی۔ ایک اشتہار دیکھ کر ادھر آئی تھی لیکن اس کو گھر کا نمبر یاد نہیں رہا تھا۔ بہت اچھی عورت تھی۔“

”لمبی۔ خوبصورت؟“

”ہاں جناب وہ ایک قد آور خوبصورت نوجوان عورت تھی۔ اس نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ کہا ”سپاہی صاحب مجھے صرف ایک نگاہ ڈال لینے دو! اس کے اوصاف و اطوار ایسے دلربا اور پسندیدہ تھے کہ مجھے اس کو یہ کمرہ دکھانے میں کوئی تامل نہ ہوا“

”اس کا لباس کیا تھا؟“

”بطور قیمتی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن وہ پاؤں تک ایک لمبا لبادہ اوڑھے ہوئے تھی“

”وقت کیا تھا؟“

”چراغ جلنے کا وقت تھا۔ جب میں برانڈی لے کر واپس آ رہا تھا تو سڑک پر لمپ روشن کیے جا رہے تھے“

”بہت اچھا۔ لیئے واٹسن صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ ہم کسی دوسری جگہ زیادہ ضروری کام کر سکتے ہیں“ جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو سٹریڈ اسی کمرہ میں کھڑا رہا اور سپاہی ہمارے لیے دروازہ کھولنے کے واسطے باہر تک آیا۔ باہر نکل کر ہونٹری پیچھے مڑا اور اس نے اپنے ہاتھ میں کوئی چیز لیکر سپاہی کو دکھائی۔ سپاہی متحیر ہو گیا۔

اس نے چلا کر کہا ”وہی ہے جناب ہو ہو وہی!“ ہونٹری نے اپنی انگلی اس کے

منہ پر رکھی ”وہ چیز اپنی جیب میں رکھ لی اور جب ہم کچھ دور چلے گئے تو کھل کھلا کر منہس

پڑا۔ پھر اس نے کہا ”الحمد للہ! دوست واٹسن خوش ہو جاؤ کہ یہ تماشہ ختم ہونے والا

ہے۔ اب آخری پردہ اٹھیں گا۔ نہ کوئی جنگ ہوگی اور نہ وزیر امور یورپ کی زندگی ہی

تباہ ہوگی۔ کوتاہ اندیش بادشاہ کو اپنی غلطی کا عیازہ نہیں بھگتنا پڑیگا۔ اور وزیر اعظم کو بین الاقوامی مشکلات کی ادھیرن میں اختر شماری نہیں کرنی پڑے گی۔
 ”اس حیرت انگیز آدمی کو دیکھ کر میرے دل میں سوکے مدح و تعریف کے اور کوئی خیال اس وقت نہیں آتا تھا۔

میں نے خوش ہو کر کہا ”کیا آپ نے مہمہ حل کر لیا ہے؟“
 ”ابھی میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ بعض باتیں ابھی دل صاف نہیں ہیں لیکن اس وقت ہم اتنا تو معلوم ہو چکا ہے کہ اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو ہمارا ہی تصور ہوگا۔ اب ہمیں مشر ہوپ کے دولتکدہ پر جانا ہے۔“

تیسرا حصہ

جب ہم وزیر امور یورپ کے مکان پر پہنچے تو شرک ہو مرنے لپڑی ہلڈا کی بابت دریافت کیا۔ ہمیں ایک مکمل نشست گاہ میں بٹھا دیا گیا۔
 جب لیڈی ہلڈا کسرہ میں داخل ہوئی تو اس کا چہرہ غصہ سے تمار ہا تھا۔
 ”مشر ہو مزیہ آپ کی زبردستی ہے“ اس نے جھلا کر کہا ”میں نے آپ سے باصرار تمام درخواست کی تھی کہ آپ میرے خاوند سے میرے متعلق کچھ ذکر نہ کریں اس ممانعت کے باوجود آپ اب میرے پاس چلے آئے ہیں جس سے میرے خاوند کو یقیناً شبہ ہوگا کہ میں آپ کی موکل ہوں۔“
 ”مجھے افسوس ہے لیکن بیگم صاحبہ بد قسمتی سے مجھے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ مجھے یہ فرض سپرد کیا گیا ہے کہ میں اس نہایت ہی قیمتی کاغذ کو تلاش کر لوں۔ اس لیے بیگم صاحبہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ وہ کاغذ مجھے دے دیں۔“

پسند کر وہ عورت اپنی کرسی سے اس طرح اچھل بیڑی جیسے کہ اسپرنگ کی گر بڑی ہے اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ فٹس کھا کر گر پڑے گی۔ لیکن وہ سنہل گئی اور چشم زدن میں اس کا متحیر ہیرہ پھر بارعب نظر آنے لگا اور غصہ کی آگ سے چمکنے لگا۔

”آپ میری بے عزتی کرتے ہیں“

”سیکیم صاحبہ۔ تصنع چھوڑ دیجئے۔ اور کاغذ مجھے دیدیجئے“
وہ گھنٹی کی طرف لپکی۔

”میرا نوکر آپ کو باہر جانے کا راستہ بتائیگا“

لیڈی ہلڈا۔ گھنٹی نہ بجائیے۔ اگر آپ گھنٹی بجائیگی تو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کے لیے میں نے جس قدر کوششیں کی ہیں سب ضائع جائیں گی۔ آپ مجھے خط دیدیجئے اور سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا۔ اگر آپ میرے ساتھ مل کر کام کریں گی تو میں ہر ایک قسم کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ لیکن اگر آپ میری مخالفت کریں گی تو مجھے مجبوراً آپ کو بیجا دکھانا اور اس راز کا اعلان کرنا پڑے گا“

وہ ایک ملکہ کی طرح عنیف و غضب سے بھری ہوئی ہمارے سامنے کھڑی تھی اس کی آنکھیں شرک ہو مڑ کے چہرہ پر گڑھی ہوئی تھیں جیسے کہ وہ اس کے دل کا بھید معلوم کر رہی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ گھنٹی کے ادھر تھا لیکن وہ اسے بجانے سے روک گئی تھی۔

”آپ مجھے ڈرانا دھمکانا چاہتی ہیں۔ مسٹر جومز ایک عورت کو اس طور سے ڈرانا مردانگی نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو کچھ حالات معلوم ہیں۔ آپ کیا جانتے ہیں؟“

”براہ کرم سیکیم صاحبہ بیٹھ جائیے۔ ورنہ آپ گر پڑیں گی۔ اور آپ کو چوٹ لگ جائیگی“

جب تک آپ تشریف نہ رکھیں گی میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ شکریہ“
 لیڈی ہلڈا نے بیٹھ کر تکل نہ انداز سے کہا ”مسٹر ہومز میں آپ کو پانچ منٹ کی اہلیت
 دیتی ہوں۔“

”لیڈی ہلڈا۔ میرے لئے ایک کافی۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ لیکس کے پاس
 گئی تھیں اور اس کو وہ قیمتی خط دیا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ وہاں کل شام کو
 گئی تھیں اور نہایت چالاکی سے بیہوشی کا بہانہ کر کے درمی کے نیچے فرش کی ایک خفیہ
 جگہ میں سے وہ خط دوبارہ چرالائی تھیں۔“

وہ اس کی طرف ایک محب انداز سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرہ پر مردنی
 چھا گئی تھی۔ بولنے سے پیشتر اسے اپنا حلق دو دفعہ صاف کرنا پڑا۔
 آخر کار اس نے چلا کر کہا ”مسٹر ہومز! آپ پاگل ہو گئے ہیں!“
 اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں سے موٹے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا۔ اس کے
 اوپر ایک مطبوعہ تصویر میں سے ایک عورت کا چہرہ کاٹ کر لگایا گیا تھا۔ یہ دکھا کر
 اس نے کہا:-

”میں اس تصویر کو لپٹنے ساتھ اس لئے لایا تھا کہ یہ مفید ہو سکتی ہے۔ سیاہی
 نے اس چہرہ کو پہچان لیا ہے۔“

اس نے ایک آدھ سرو بھری اور اس کا سر کرسی کی پشت کے ساتھ جا لگا۔
 ”بنگلم صاحبہ خط مجھے دے دیجئے اور یقین جانئے کہ سب سے بہتر یہی بات ہے
 آپ کی بریت کے لئے صرف یہی ایک تدبیر ہے۔“

اس کی ہمت قابل تعریف تھی۔ ابھی تک وہ ہار ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔

”مسٹر ہومز میں آپ کو دوبارہ بتاتی ہوں کہ آپ غلطی پر ہیں۔“

ہومز اپنی کرسی پر سے اٹھا۔

لیڈی ہلڈا مجھے افسوس ہے۔ لیکن میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ لیکن میری

تمام کوشش بے سود ثابت ہوئی ہے۔“

اس نے گھنٹی بجائی۔ نوکر کمرہ میں آگیا۔

”کیا سٹریٹری لانی ہو سب گھر پر ہیں؟“

”ہیں جناب، وہ پاؤ گھنٹہ کے بعد تشریف لائیں گے۔“

”ہومز نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا ”پاؤ گھنٹہ اور بہت اچھا۔ میں ان کا

انتظار کرونگا۔“

ابھی نوکر دروازے میں سے نکلا ہی تھا کہ لیڈی ہلڈا ہومز کے قدموں پر

گھٹنے ٹیک کر گر پڑی، اس نے اپنے ہاتھ پھیلانے سکے تھے اس کا ہرہ ادھر کی

طرف اٹھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ آخر کار اس نے نہایت

الحاح و زاری کے ساتھ کہا:-

”سٹر ہومز خدا کے لیے میرے حال پر رحم کرو اور مجھے بچالو۔ اس کو اطلاع

مت کرو۔ مجھے اس کے ساتھ بے اندازہ محبت ہے۔ اگر اس کو اطلاع ہو گئی تو اس کا

دل ٹوٹ جائیگا اور میں مر جاؤنگی۔“

ہومز نے لیڈی ہلڈا کو اوپر اٹھایا ”بگم صاحبہ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ

آپ نے عقل کی بات کہی ہے اور آخری لمحہ پر آپ کو سمجھ آگئی ہے۔ اب ایک منٹ

بھی ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ تھا کہاں ہیں۔؟“

وہ تیزی کے ساتھ ایک میز کی طرف گئی اور تالا کھول کر ایک لمبا نیلا لفافہ نکال

لائی۔ یہ لیجئے سٹر ہومز کا شس میں لے کبھی نہ دیکھتی!۔“

ہومز نے کہا ”ہم سے کس طرح واپس کر سکتے ہیں۔ جلدی کیجئے یہیں ضرور

کوئی تجویز سوچنی چاہیے۔ ٹھیک ہے۔ وزیر صاحب کی صندوقچی کہاں ہے؟“

”خوابگاہ میں“

”واللہ ہم بہت ہی خوش نصیب ہیں۔ جلدی کیجئے سلیم صاحبہ جلدی سے لے یہاں اٹھالائے تھوڑی دیر بعد وہ ایک سرخ صندوقچی اٹھالائی۔“
 ”آپ نے لے کس طرح کھولا تھا؟ آپ کے پاس ضرور چابی کا مثنیٰ موجود ہے۔“
 آپ کے پاس اس کی چابی ضرور ہونی چاہیئے۔ میل و حجت کا وقت نہیں ہے۔ اس کو کھولئے۔“

لیڈی ہلڈ آنے اپنے کپڑوں میں ہاتھ ڈال کر چابی نکالی۔ صندوقچی کھل گئی۔ اس میں کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ ہومز نے اس کو ان کے بیچ میں ایک اور دستاویز کے ورقوں کے درمیان رکھ دیا۔ صندوقچی بند کر کے خوابگاہ میں واپس رکھ دی گئی تو ہومز نے کہا۔

”اب ہم ان کی تشریف آوری کے لیے بالکل تیار ہیں ابھی دس منٹ باقی ہیں۔ سلیم صاحبہ میں حد سے بڑھ کر آپ کی حمایت کر رہا ہوں اور آپ کی پردہ پوشی میں ایک حد تک خود مجرم بنونگا۔ اس کے معاوضہ میں آپ ہمیں اس عجیب و غریب واقعہ کے صحیح حالات سے مطلع کریں۔“

سلیم صاحبہ نے دکھ بھری آواز سے کہا ”مسٹر ہومز میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گی۔ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ میں اپنے خاوند سے اتنی محبت کرتی ہوں جتنی محبت کہ شاید ہی کوئی دوسری عورت لندن میں اپنے شوہر کے ساتھ کرتی ہوگی۔ پیشتر اس کے کہ میں اسکو کوئی حصہ مہینیاؤں میں اپنا دایاں ہاتھ کاٹنے کے لیے تیار ہوں۔“
 ”سلیم صاحبہ جلدی کیجئے۔ وقت تھوڑا ہے۔“

”مسٹر ہومز میرا ایک خط، ایک محبت آمیز خطا جو میں نے عنقوان شباب میں غلطی سے ایک دوست کو لکھا تھا، اس آدمی کو کس کے قبضہ میں رہتا۔“

میں نے اس سے التجا کی کہ وہ مجھے میرا خط واپس کر دے کیونکہ مجھے اندیشہ تھا۔
 نہیں نہیں یقین کامل تھا کہ اگر میرے خاوند کو اس کا علم ہو گیا تو وہ کبھی مجھے معاف نہیں
 کرے گا۔ گو اس خط میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے تاہم اس کے دل میں میری نسبت
 شبہ ضرور ہو جائیگا۔ اور وہ پیار و محبت کا بہشت جس میں ہم دونوں میاں بیوی کا
 آج تک رہے ہیں مگر ہو جائیگا۔ لوکس نے کہا کہ اگر میں اسے ایک خاص کاغذ
 جو میرے شوہر کی صندوقچی میں ہے لاد دیتی تو وہ مجھے میرا خط واپس دیدے گا۔ معلوم
 ہوتا ہے اس کا کوئی جاسوس دفتر میں ملازم ہے۔ اس نے مجھے یقین دلایا کہ ایسا
 کرنے سے اس کے خاوند پر کوئی حرف نہیں آئیگا۔ مگر ہونے پر خود ہی انصاف
 کریں میں کیا کر سکتی تھی؟

”اپنے شوہر پر اعتماد“

”ہرگز نہیں۔ اگر میں اس کو اپنی غلطی سے مطلع کرتی تو وہ مجھ سے یقیناً بدلتا
 برعکس اس کے گو یہ امر نہایت مذموم تھا کہ میں اپنے شوہر کی چورنیوں تاہم چونکہ
 اس سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا اس لئے میں نے اسی طریق عمل کو مرتجع
 سمجھا۔ میں نے چابی کو نرم موم کے اوپر رکھ کر اس کا نقش اتار لیا۔ اور لوکس
 نے مجھے ویسی چابی بنوا دی۔ میں نے صندوقچی کھولی اور کاغذ نکال کر گوڈلفن سرٹ
 لے گئی“

”بگم صاحبہ پھر کیا ہوا“

”قرار داد کے مطابق میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ لوکس نے اسے کھولا۔ میں
 اس کے پیچھے اس کے کمرہ میں داخل ہو گئی لیکن میں نے بیرونی دروازہ کھلا رکھا
 کیونکہ میں ایسے آدمی کے ساتھ تنہا رہنے سے خائف تھی مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب
 میں اندر داخل ہوئی تھی تو ایک عورت گلی میں کھڑی تھی۔ ہمارا کام جلدی ختم ہوا

اس نے میرا خط پھاٹت کر نیر پور کے چھوڑا تھا۔ میں نے اسے مطلوبہ کاغذ پکڑا دیا اور اس نے مجھے میرا خط دیدیا۔ عین اس وقت باہر سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ لوگس نے جلدی سے دری گواٹا اور کاغذ کو کسی خفیہ جگہ میں چھپا کر دری ٹھیک کر دی۔

اس کے بعد کے واقعات مجھے صرف ایک خواب کی طرح یاد ہیں۔ ایک غصہ سے بھری ہوئی عورت فراسی زبان میں جلاتی ہوئی دیوانہ وار آئی اور کہنے لگی۔ "میرا انتظار بے سود ثابت نہیں ہوا۔ آخر کار یہی نے تم کو اس کے ساتھ پایا ہے" اس کے بعد ان کے درمیان ایک وحشیانہ لڑائی شروع ہو گئی۔ میں نے اس کو ایک کرسی پکڑے ہوئے دیکھا۔ ایک چھری اس عورت کے ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ میں وہاں سے بھاگی اور اپنے مکان پر پہنچ کر سو گئی۔ صبح کو اخبارات میں مجھے اس لڑائی کا خوفناک نتیجہ معلوم ہوا اس شب کو میں سرور تھی کیونکہ میرے پاس میرا خط موجود تھا لیکن مجھے آئندہ کے مصائب کا علم نہ تھا۔

صبح اٹھ کر مجھے اپنی غلطی کا علم ہوا۔ اس کاغذ کے کھوئے جانے سے میرے خاوند کی حالت وگرگوں ہو رہی تھی جب مجھے آپ سے معلوم ہوا کہ سائلہ اہم ہے اور اس کے نتائج میرے خاوند کے حق میں بہت برے ہو سکتے ہیں۔ میری بے قراری کی کوئی حد نہ تھی میرا جی چاہتا تھا کہ اس وقت اپنے شوہر کے قدموں پر گر کر چوری کا اقبال کر لوں اور اس سے معافی مانگ لوں لیکن پھر مجھے اپنے خط کے انشائیے راز کا خطرہ سانسے نظر آتا تھا آخر کار میں نے ہتیا کر لیا کہ اس کاغذ کو جو میں لوگس کو دے آئی تھی خفیہ جگہ سے نکال لوں دو روز متواتر میں اس گھر کے پاس بٹھکتی رہی لیکن دروازہ کھلا نہ پایا۔ کل شب کو میں نے آخری مرتبہ کوشش کی جس طرح میں کاغذ لاسے میں کامیاب ہوئی وہ آپ کو معلوم ہے۔ کاغذ کو واپس لے آئے کے بعد میں نے سوچا کہ اسے جلا دوں کیونکہ اپنے جرم کا اقبال کے بغیر مجھے اس کی واپسی محال نظر آتی تھی۔ یا میرے اللہ! میں کہیں کی نہ رہی مجھے

زینہ پران کے قدموں کی آہٹ سنائی دے رہی ہے۔
 مشرک بے تابی کے ساتھ کمرے میں گھس آیا۔ "مشرک ہونے کوئی تازہ خبر؟"
 "میں بہتری کی امید رکھتا ہوں"

اس کا چہرہ خوشی سے ذمہ اٹھا۔ الحمد للہ! اس نے کہا تو وزیراعظم بھی نیچے تشریف لگے
 ہیں کیا میں انہیں اس خوشخبری کے سننے کے لیے بلاؤں؟ جب تک وزیراعظم صاحب کو
 میرا سلام عرض کرو اور یہاں تشریف لانے کے لیے عرض کرو۔ پیاری تمہیں ان سیکنڈ
 معاملات سے کچھ دلچسپی نہیں ہے۔ تم چاہو تو آرام کر سکتی ہو۔"

وزیراعظم کا چہرہ اتر ا ہوا تھا۔ "مشرک ہونے کا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی عمدہ خبر لائیں؟"
 میرے دوست نے جواب دیا "سر دست میری تحقیقات کا نتیجہ "منفی" ہے۔ یعنی
 کہ میں نے ہر ایک مکن جگہ پر جہاں یہ گرم شدہ کاغذ پایا جاسکتا تھا۔ دریافت کر لیا ہے۔
 اور اب مجھے یقین ہے کہ ہمارے پیش نظر کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"لیکن مشرک ہونے کا کافی نہیں ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس طور سے ہم ہمیشہ کے لیے
 خطرہ سے مامول نہیں ہو سکتے۔"

"مجھے گرم شدہ کاغذ کے مل جانے کی امید ہے۔ اس لیے میں یہاں آیا ہوں۔ میری
 سوج بچار کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ کاغذ اس گھر سے باہر نہیں گیا۔"

چھوٹے وزیر نے حیرت زدہ ہو کر کہا "مشرک ہونے آپ کیا کہتے ہیں؟"

ہونے سے اس جملہ معترضہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا سلسلہ کام شروع رکھا اور کہا:

"اگر وہ باہر جاتا تو یقیناً وہ اس وقت تک الم نشرح ہو چکا ہوتا۔"

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کو چور لے اور اس گھر میں رکھے؟"

"مجھے یقین ہے کہ اس کو کسی نے نہیں چرایا۔"

"پھر یہ میری صند دلچسپی سے کیسے گرم ہو گیا تھا؟"

”مجھے یقین ہے کہ یہ صندوقچی میں سے گم نہیں ہوا تھا“
 ”مستر پوٹرز یہ مزاق کا وقت نہیں ہے۔ آپ میرا اعتبار کریں کہ وہ کاغذ صندوقچی
 میں سے خرابا گیا تھا“

”کیا آپ نے اپنی صندوقچی کو منگل کی صبح کے بعد بھی دیکھا ہے؟“
 ”نہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔“

”مکن ہے اس روز وہ آپ کی نگاہ سے بچ گیا ہو وہ دوسرے کاغذات کے اندر
 پڑا ہو ا ہو۔“

”نا ممکن۔ یہ قطعاً نا ممکن ہے۔ میں نے صندوقچی میں سے ایک ایک کاغذ یا ہیر کا لکڑ دیکھا۔“
 ”وزیر اعظم یہاں تک خاموشی کے ساتھ اس دلچسپ مکالمہ کو سن رہا تھا۔ اب اس نے کہا۔“
 ”مستر پوٹرز اس بحث کا فیصلہ ایک لمحہ میں ہو سکتا ہے۔ آپ صندوقچی یہاں منگائیے۔“
 چھوٹے وزیر نے گھنٹی بجائی۔

”جیکب میری صندوقچی یہاں اٹھالاؤ۔ ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں تاہم
 اتمام حجت کے لیے اپنے کاغذات آپ کے سامنے الٹ پلٹ کر لوڑگا۔ یہاں رکھ دو۔“
 تسلیم کنجی ہمیشہ میری گھڑی کی زنجیر کے ساتھ رہتی ہے۔ یہ لہجے کاغذات حاضر ہیں۔
 یہ لارڈ میروکا خواہے، یہ سر چارلس ہارڈی کی روٹا د ہے، یہ دیگر متفرق کاغذات
 ہیں، یہ لارڈ فلور کا ایک رقعہ ہے۔ العظمت للہ یہ کیا ہے؟

مستر پوٹرز! لارڈ بلنجر! یہ کیا ہے!

وزیر اعظم نے نیلا غافہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

”الحمد للہ یہی وہ خط ہے۔ یہ بالکل وہی ہے۔ مسٹر پوٹرز میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔“
 ”الحمد للہ۔ الحمد للہ! میرے دل کے ادھر سے ایک بھاری بوجھ اتر گیا ہے لیکن یہ
 تو میرے دہم و خیال سے بھی متجاوز ہے۔ مسٹر پوٹرز آپ جادو گر ہیں! آپ کو کیسے معلوم

ہوا کہ یہ اس کے اندر تھا؟

”کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ اور کہیں موجود نہیں تھا۔“

”مجھے اپنی آنکھوں پر شک ہوتا ہے۔ لیکن میری بیوی کہاں ہے؟ مجھے اس کو یہ خبر فوراً سنانا چاہیے۔ پیاری ہلڈا۔ ہلڈا! ہم نے زمین پر سے اس کی آواز کو سنا۔“

وزیر اعظم نے ہومز کی طرف مسکراتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا، ”مشر ہومز سچ سچ بتاؤ۔“

اس میں ضرور کوئی جھید ہے، خطا اس صند و قچی میں کس طرح واپس آ گیا تھا؟

ہومز نے مسکرا کر اپنی نگاہ ان تیز آنکھوں سے بچالی۔

”ہمارے بھی سراغ رسائی راز ہوتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنی ٹوپی اٹھائی اور دروازہ

کی طرف چل دیا۔“

بارہویں کہانی

مرنے والا سراغ رساں

حصہ اول

مستر پرنس، شرک ہو مزی گھر والی ایک صابریشا کر عورت تھی۔ نہ صرف اس کے مکان پر ہر رنگ اور ہر وضع قطع کے آدمیوں کا ہجوم، شب و روز لگا رہتا تھا۔ بلکہ اس کے کرایہ دار کی زندگی ایسی بے قاعدہ اور نرالی تھی کہ یقیناً اس کے صبر کا انتہائی امتحان ہوتا ہوگا۔ ہو مزی کی عجیب و غریب عادتیں آدمی آدمی رات کو اٹھ کر اس کا موسیقی میں منہمک ہو جانا، کمرے کے اندر پستول کے ساتھ گولی پلانے کی مشق کرنا، نرالی کیمیائی تجربات کر کے رہنا اور سب پرستزادہ کی اس کی رہائش کی بدولت تمام مکان ہر وقت

خطرہ میں ہوتا تھا، اس کو لندن بھر میں بدترین کرایہ دار بنانے کے لیے کافی تھیں لیکن مسز ہڈن اس سے ناخوش نہ تھی کیونکہ وہ مسز ہڈن کو شاہانہ طور سے ان تکالیف کا معاوضہ ادا کرتا تھا اور میرا خیال ہے کہ بمقدور وہ یہ اس نے کرایہ میں ادا کیا ہو گا وہ ان کمروں کو بیس دفعہ خریدنے کے لیے کافی تھا۔

مسز ہڈن کے دل میں اپنے نرلے کرایہ دار کی گہری عزت اور وقعت تھی۔ وہ اس کی ولدادہ تھی کیونکہ شرک ہو مزرکا طرز عمل عورتوں کے ساتھ ہمیشہ مشفقانہ اور مؤدبانہ ہوتا تھا۔ وہ فرقہ انات کو نہ صرف ناپسند کرتا تھا بلکہ اسے ان پر کامل بے اعتنائی تھی لیکن اپنے اس عقیدہ کے باوجود وہ ان کے ساتھ نرمی اور ملائمت سے پیش آتا تھا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ مسز ہڈن کو شرک ہو مزر سے دلی انس ہے، اس لیے جب وہ میرے پاس میری شادی کے دو برس بعد ایک دن آئی اور مجھے اس کی بیماری کا دردناک قصہ سنایا تو میں نے اس کے بیان کو نہایت دلچسپی کے ساتھ سنا۔

اس نے کہا "ڈاکٹر صاحب، وہ مر رہا ہے، اتین شبانہ روز سے اس نے اناج کا ایک ذرہ نہیں کھایا اس کی حالت لفظ بہ لفظ رو دی ہو رہی ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ وہ آج شب تک بشکل زندہ رہ سکے گا۔ اس نے مجھے کسی ڈاکٹر کو بلانے کی اجازت نہیں دی۔ آج صبح جب میں نے اس کے چہرہ کی ہڈیاں باہر نکلی ہوئی دیکھیں تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے کہا۔ مہتر ہو مہتر خواہ آپ اجازت دیں یا نہ دیں میں ابھی جا کر کسی ڈاکٹر کو بلاتی ہوں اچھا اگر آپ اصرار کرتی ہیں تو جا کر وائٹسن کو بلا لاؤ۔"

جونہی کہ اس نے یہ کہا میں آپ کے پاس بھاگی آئی ہوں۔ براہ کرم آپ جلدی کریں وگرنہ شاید آپ سے زندہ نہ دیکھ سکیں گے،

میں سہم گیا کیونکہ مجھے اس کی بیماری کا کچھ علم نہیں تھا۔ میں نے جلدی سے اپنا کوٹ پہنا اور تپنی اٹھا کر چل دیا۔ راستہ میں میں نے مسز ہڈن سے باقی حالات

دریافت کئے تو اس نے کہا۔

”جناب مجھے کچھ معلوم نہیں۔ وہ گزشتہ ایام میں دریا کے قریب ایک محلہ میں کسی واردات کی پیروی کر رہا تھا۔ بس وہیں سے اسے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔ وہ گزشتہ چار شنبہ کی سہ پہر کو صاحب فرانسس ہوا تھا۔ بس اس کے بعد وہ چار پائی پر سے نہیں اٹھ سکا۔ اور نہ اس نے کچھ کھایا پیایا ہے۔“

شریک ہنر کی حالت واقعی بہت رومی تھی۔ اس کی حالت زار دیکھ کر میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بنجار کی شدت سے پھٹ رہی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر سیڑیاں بھی ہوئی تھیں۔ اس کے پتلے ہاتھ مڑے ہوئے تھے اور اس کی آواز رگ رگ کر نکلتی تھی۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو وہ بے سکت لیٹا ہوا تھا لیکن مجھے دیکھ کر اس نے آنکھیں کھولیں اور گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ آخر کار اس نے مجھے پہچان لیا اور کہا۔

”دوست واٹسن، میرے برے دن آگئے معلوم ہوتے ہیں! اس کی آواز سے اشد درجہ کی کمزوری عیاں تھی۔

”میرے پیارے دوست! میں نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”پیچھے رہو! ایک قدم آگے مت بڑھو!“ اس نے تلخ لہجہ میں کہا ”واٹسن اگر تم میرے نزدیک آؤ گے تو میں تمہیں فوراً یہاں سے نکلوا دوں گا۔“

”لیکن کیوں؟“

”کیونکہ یہ میری خواہش ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے؟“

مسٹر ہڈن پیچاری درست کہتی تھی۔ اس کے مزاج کی تیزی ایک غیر معمولی تھکنانہ انداز تک بڑھ گئی تھی۔ تاہم اس کی حالت قابل رحم تھی۔ میں نے افسردہ خاطر ہو کر کہا ”میرا منشا آپ کی مدد کرنا ہے۔“

ٹیک ہے۔ لیکن میری بہترین درد، میری مرضی کے مطابق کام کرنے سے ہوگی۔
بہت اچھا پوچھو۔

میری انکساری دیکھ کر وہ کچھ نرم ہو گیا۔

کوشش سے سانس لیکر اس نے کہا "آپ خفا تو نہیں ہو گئے؟"

لا حول ولا قوۃ! بھلا میں اس سحرے سے کیسے خفا ہو سکتا تھا جبکہ وہ قبر میں یادوں

لٹکائے ہوئے بسترِ مرض پر لیٹا تھا۔

ہو مزی یہ محض آپ کی بہتری کے لیے ہے۔

"میری بہتری کے لیے؟"

"میں جانتا ہوں کہ میری بیماری کیسے ہے یہ ایک خطرناک بیماری ہے جو سماٹرا میں زیادہ

تو قلیوں کو ہوتی ہے۔ اہل ہالینڈ اسے بخوبی جانتے ہیں۔ یہ مرض یقیناً ہلکا ہے اور۔

یہ متعدی ہے۔"

وہ جوش سے بول رہا تھا۔ اور جب کہ وہ مجھے ہاتھوں کے اشارے سے پرے رہنے

کے لیے کہہ رہا تھا، اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے "پھونے سے دوسرے آدمیوں کو فورا

ہو جاتی ہے۔ اس کے مریض کو چھونا ہلکا ہے۔ داسن اسکو بخوبی سمجھ لو۔ مجھے چھو کر

تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ البتہ اگر تم فاصلہ پر رہو گے تو کوئی حرج واقع نہیں ہوگا۔"

"معاذ اللہ! ہو مزی کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں اس بات سے خائف ہو جاؤں گا؟"

میں ایک لمحہ کے لیے اس کی پرداہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اگر آپ کی جگہ

کوئی اجنبی ہوتا تو بھی میں بحیثیت ایک ڈاکٹر کے اپنا مرض ادا کرنے سے باز نہ رہتا اور

آپ تو میرے پیارے دوست ہیں۔" میں نے یہ کہہ کر دوبارہ اس کی جار پائی کے

تذویک جانا چاہا لیکن اس نے میری طرف ایک غضبناک نگاہ ڈال کر کہا "اگر تم

وہاں ٹھہرو گے تو میں تم سے باتیں کروں گا۔ وگرنہ تم اس کمرے سے فوراً نکل جاؤ۔"

میرے دل میں ہونے کی غیر معمولی قابلیت کا ایسا گہرا نقش ہے کہ میں ہمیشہ اس کی خواہشات کا احترام کرتا ہوں خواہ میں ان کی علت غائی سمجھنے سے قاصر کیوں نہ ہو لیکن اس وقت مجھے اپنے طبی پیشہ کی روایات کا احترام اس کے ہڈیاں سے زیادہ تھا۔ وہ باقی سب جگہ میرا رہنما بن سکتا ہے لیکن کمزور مرض میں وہ مری رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں نے کہا "ہو مزا آپ کی حالت غیر موہی ہے۔ بیمار آدمی بوجہ کی مثل ہوتا ہے۔ اور میں آپ سے اسی طرح پیش آؤں گا۔ خواہ آپ کو پسند ہو یا نہ ہو۔ میں آپ کے مرض کی تشخیص کروں گا اور اس کے مطابق علاج کروں گا۔"

اس نے میری طرف زہرا لودنگھاموں سے دیکھا۔ پھر اس نے کہا: "اگر مجھے مجبوراً اپنی مرضی کے خلاف کسی ڈاکٹر کے زیر علاج رہنا پڑے گا تو میں کسی ایسے ڈاکٹر کو چنوں گا جس پر مجھے اعتماد ہوگا۔"

"تو کیا آپ کو میرے اوپر اعتماد نہیں ہے؟"

"بحیثیت دوست کے مجھے آپ کے اوپر کامل اعتماد ہے لیکن واقعات سے اندازہ

ہونا معصیت ہے۔ بحیثیت ڈاکٹر کے آپ کا تجربہ بہت محدود ہے اور آپ کی قابلیت معمولی ہے۔ ان باتوں کو زبان پر لانا تکلیف دہ ہے لیکن آپ نے مجھے ایسا کہنے کے لیے مجبور کر دیا ہے۔"

مجھے اپنے دوست کی یہ باتیں سن کر واقعی بہت تکلیف ہوئی۔

"ہو مزا ایسے کلمات آپ کو شایاں نہیں ہیں۔ مگر میں ناراض ہونے کی بجائے

یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا دماغ مختل ہو رہا ہے۔ بہت اچھا اگر آپ کو میرے اوپر کچھ اعتماد نہیں ہے تو میں دخل در معقولات نہ کروں گا۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں لندن کے

بہترین ماہرین فن مثلاً سر جاسپر میک یا ڈاکٹر فیشنگولڈ لائون۔ آپ خواہ کچھ کریں۔

آپ کو کسی نہ کسی ڈاکٹر سے ضرور مشورہ کرنا پڑے گا۔ اگر آپ کے دل میں یہ گمان فاسد ہے

میں آپ کو مرنا دیکھو گا اور آپ کی مدد نہ کر ڈینگا تو میری دوست آپ کو سخت معالطہ ہوا ہے
یہ کبھی نہیں ہو سکتا خواہ آپ ایک لاکھ دفعہ ناراض ہو جائیں۔“

بیمار آدمی نے ایک آہ بھر کر کہا ”پیارے ڈاکٹر! میں خوب سمجھتا ہوں کہ تمہاری نیت
یک ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ڈاکٹر تو ہیں لیکن ابھی بہت سی باتوں کے
واقف ہیں براہ کرم بتاؤ کہ تمہیں تاپانولی بخار کے متعلق کیا معلومات حاصل ہیں؟ اور
سپا فارموسا بخار کی بابت تم کیا جانتے ہو؟“

”میں نے کبھی ان کا نام بھی نہیں سنا۔“
”ڈاکٹر پیارے! مشرق اقصیٰ میں بہت سی نئی بیماریاں اور نئے نئے عارضے ہیں۔“
ہر ایک فقرہ کے بعد وہ رک جاتا تھا جیسے کہ تھک گیا ہے یا اسے بہت تکلیف ہے۔
”میں نے ان امراض کے متعلق گزشتہ ایام میں کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔ یہ
سے مجھے یہ مرض لاحق ہوا ہے۔ آپ میری مدد نہیں کر سکتے۔“

”شاید آپ صحیح کہتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ڈاکٹر عین ٹری جو گرم ممالک کے
مخصوص امراض کے متعلق مسلمہ قابلیت رکھتا ہے، آج کل لندن میں مقیم ہے اور باوجود
آپ کی مخالفت کے میں اسی وقت اس کو بلا نے جا رہا ہوں۔“ میں عزم بالجزم کر کے
دروازہ کی جانب لپکا۔

آج تک مجھے ایسی حیرت کبھی نہیں ہوئی۔ ایک چشم زون میں، چیتے کی طرح، مرلہ نریں
مجھ سے پہلے دروازہ پر پہنچ گیا۔ اور قفل بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی چار پائی کے اوپر
جاگرا اور اس مستعدی کے باعث تھک کر ہانپنے لگا۔

ڈاکٹر! تم میرے پاس سے چابی چھین نہیں سکتے۔ میرے دوست، میں نے تمہیں
قابو میں کر لیا ہے۔ اب تم یہاں ہو اور جب تک میں چاہوں گا۔ یہیں رہو گے۔ لیکن میں تمہیں
بیماری نہیں ہونے دوں گا (اس کا سپاہیں بار بار اٹھ جاتا تھا اور یہ الفاظ وہ نہایت دقت سے

ادا کر رہا تھا میں خوب جانتا ہوں کہ تم اپنی طرف سے میری بھلائی چاہتے ہو۔ چاہتے ہو میں چاہتے ہوں وہی مان لیتا ہوں لیکن ابھی نہیں۔ اب چاہیے ہیں۔ چھ بجے تم جا سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا "ہومز" یہ صریح جنوں ہے۔"

"صرف دو گھنٹہ اور انتظار کر لیجئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ چھ بجے چلے جائیں گے۔ آپ میرے نزدیک نہ آئیے۔ میں اپنا بستر خود ہی ٹھیک کر لوں گا۔ ایک بات اور ہے۔ میری مدد کے لئے آپ اس ڈاکٹر کو بلا کر لائیں جو میں آپ کو بتاؤں گا۔"

”لطیف خاطر“

”جب سے آپ اس کمرے میں آئے ہیں یہ پہلے دو عاقلانہ لفظ ہیں جو آپ نے منہ سے نکالے ہیں۔ آپ کو پڑھنے کے لئے کتابیں وہاں ملین گی۔ میں کچھ تک گیا ہوں میں تعجب کرتا ہوں کہ جس وقت ایک برقی مورچہ میں سے بجلی خارج ہوتی ہوگی تو وہ مورچہ کیا محسوس کرتا ہوگا۔ پیادے دوست ہم چھبے دو بارہ بات چیت شروع کریں گے۔“

لیکن چھبے سے بہت پہلے ہمارا سلسلہ گفتگو شروع ہوا اور ایسے انداز سے ہوا کہ میں اسے کبھی نہ بھولوں گا۔ چند لمحے میں اس کی مرل شکل کو دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ تقریباً ڈھکا ہوا تھا جب پڑھنے سے طبیعت اکتائی تو میں نے کمرے میں گھوم کر مشہور مجرموں کی تصاویر دیکھنی شروع کر دیں۔ کیونکہ دیواروں پر زیبائش کے لئے صرف یہی تصویریں معلق تھیں پھر میں کونے میں ایک میز کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس کے اوپر متفرق اشیاء کا ایک طوفان بدتمیزی تھا اور ان کے وسط میں سیاہ اور سفید ہاتھی دانت کی ایک چھوٹی سی صندوقچی تھی جس کا ڈھکن سرکا یا جا سکتا تھا۔ یہ ایک صاف خوشنما چیز تھی اور میں نے اسے بغور دیکھنے کے لئے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔ جب کہ۔

اس نے ایک خوفناک پیچ ماری۔ ایک ایسی زبردستی سے کہ وہ یقیناً سڑک کے پرے سرے تک سنائی دی ہوگی۔ اس پیچ سے میرے جسم کے اوپر بال کھڑکے ہو گئے اور میرا

میں سرد پڑ گیا جب میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تو مجھے ایک غضبناک چہرہ اور آگ ساتی ہوئی آنکھیں نظر آئیں۔ میں مبہوت کھڑا ہو گیا۔ صندوقچی جوں کی توں میرے ہاتھ میں دلی ہوئی تھی۔ اسے قوزائیے رکھ دو۔ اسی وقت نیچے رکھ دیکھے۔ جب میں نے تمہیں ارشاد میں صندوقچی نیچے رکھ دی تو اس کی جان میں جان آئی اور وہ بے ہوش ہو کر لیٹ گیا۔ واٹسن صاحب نے مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی آدمی میری چیزوں کو بلا اجازت ہاتھ لگائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے ایسی حرکت سے نفرت ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے میری قوت برداشت سے بڑھ کر ستایا ہے۔ ایک ڈاکٹر ہو کر آپ ایک مریض کے سامنے ایسا کرتے ہیں! جناب عالی بیٹھ جائیے اور مجھے آرام کر لینے دیجئے۔

اس واقعہ کا اثر میرے دل پر بہت بڑا ہوا۔ اس کے بے معنی جوش اور اس کی ترش کلامی سے جو اس کی شیریں زبانی سے کوسوں دور تھی، مجھے ثابت ہو گیا کہ اس کا دماغ کس حد تک نخل ہو چکا ہے ایک اعلیٰ دماغ کی تباہی واقعی ایک نہایت ہی افسوسناک منظر ہوتا ہے۔ جس طرح حالت صحت میں اس کا بے نظیر دماغ عمدگی سے کام کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اب حالت مرض میں، اس کی نخل حالت غیر معمولی طور پر خراب تھی۔ تنگ آکر میں خاموش بیٹھا رہا یہاں تک کہ موعودہ وقت گزر گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی گھڑی کو غور سے دیکھ رہا تھا کیونکہ ابھی چہرہ نہیں بچنے پائے تھے کہ اس نے صبحی جوش کے ساتھ پھر بولنا شروع کر دیا۔

”دوست واٹسن کیا آپ کے پاس کچھ ریزکار ری ہے؟“

”ہاں“

”کچھ چاندی کے سکے بھی ہیں؟“

”ہاں میرے پاس پانچ تقری سکے ہیں۔“

”افسوس یہ بہت کم ہیں۔ بہر کیف وہ جتنے بھی ہیں انہیں اپنی گھڑی والی جیب میں ڈال لو اور باقی تمام نقدی تیلون کی بائیں جیب میں شکر یہ۔ اب آپ کا توازن

صحیح رہیگا۔ اور آپ لڑکھڑانے سے محفوظ رہیں گے۔“

یہ صبح چون تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر بولنے لگا۔

”اب آپ گیس روشن کریں لیکن خبردار شعلہ اونچا نہ ہونے پائے گیس کی نلی کو صرف نصف کھولیے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ احتیاط سے ایسا ہی کریں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اب آپ کو پردہ کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ ہر بانی فرما کر چند خطوط اور کاغذات یہاں میرے پاس رکھ دیں۔ اب اس کونے والی میز پر سے چند متفرق چیزیں یہاں جمع کر دیں۔ شاہاش و اسن شاہاش! اب چمٹے سے پکڑ کر اس ہاتھی دانت کی صندوقچی کو یہاں اٹھا لائیے اور کاغذات کے بیچ میں رکھ دیجئے۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔ اور مسٹر کلورن سمیت لائبریری کو بلا کر لاسکتے ہیں۔“

صبح پوچھیے تو ڈاکٹر بلانے کی میری خواہش پر ٹھنڈا پانی پڑ گیا تھا نیز اب شریک ہومز کی حالت ایسی نازک ہو گئی تھی کہ اس کو تنہا چھوڑ کر جانا محذوش تھا۔ لیکن اب وہ اس آدمی کے بلانے کے لئے ایسا ہی مصر تھا جیسا کہ اس سے پہلے نہ بلانے کے لئے ضرور کر رہا تھا۔

میں نے کہا ”میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا ہے۔“

”غالباً نہیں۔ آپ سنکر حیران ہونگے کہ اس بیماری کا بہترین معالج کوئی ڈاکٹر نہیں بلکہ ایک زراعت پیشہ رئیس ہے۔ مسٹر کلورن سمیت آج کل لندن میں مقیم ہے۔ وہ سماٹرا کا ایک مشہور و معروف باشندہ ہے۔ اس کے مزارعین میں یہ بیماری پھیل گئی۔ چونکہ وہاں طبی امداد میسر نہیں تھی اس نے بذات خود اس مرض کا مطالعہ شروع کر دیا تھا اور اس کو اس کے متعلق وسیع معلومات حاصل ہیں۔ اس کی عادات نہایت منتظم ہیں اسی لئے میں نے آپ کو پوچھے تک روک لیا تھا کیونکہ چھ سے پہلے وہ کسی نہ کسی ملتا بلکہ اپنے شغل مطالبہ میں مصروف رہتا ہے۔ اگر آپ اس کو یہاں تک لاسکیں تو وہ یقیناً میری مدد کر سکیگا۔“

میں نے یہاں ہومز کی باتیں ایک مسلسل فقرہ میں نقل کی ہیں لیکن امر واقعہ یہ تھا کہ دو تین

لفظ منہ سے نکالنے کے بعد وہ رُک جاتا تھا اور بڑی مشکل سے بول سکتا تھا۔
 ”آپ اس کو میری حالت سے صحیح طور پر مطلع کر دیں۔ جو کچھ آپ کے دل میں ہے
 آپ اسے ضرور بتا دیں یعنی یہ کہیں قریب المرگ ہڈیاں کی حالت میں ہوں۔ درحقیقت
 میں حیران ہوں کہ سمندر کی تلی گھونگلوں سے کیوں نہیں پڑ ہو جاتی۔ یہ جانور ایسی کثرت سے
 پیدا ہوتے ہیں۔ من کیا کہہ رہا ہوں؟ یار من میں کیا کہہ رہا تھا؟“
 ”آپ مجھے مٹھ کے متعلق ہدایات دے رہے تھے“

ہاں ٹھیک ہے۔ میری زندگی کا دار و مدار اس کے یہاں تک آنے پر ہے۔ آپ اسکو
 ترغیب دیکر یہاں تک آنے کے لئے ضرور رضا مند کر لیں۔ میرے اور اس کے تعلقات کشیدہ
 ہیں۔ غالباً وہ مجھے ناراض ہے۔ اس کا بھتیجا اچانک مر گیا تھا مجھے مٹھ کے خلاف
 شبہات تھے اور اس کو میرے شبہات کا علم تھا۔ اسے ضرور میرے ساتھ کینہ ہے آپ
 اس کو نرم کرنے کی کوشش کریں۔ جس طرح ہو سکے اسکو ضرور لے آئیں۔“

”اگر اور کچھ نہ ہو سکا تو آپ مطمئن رہیں میں لے اٹھا کر گاڑی میں لا دوں گا۔“

”نہیں نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا۔ جب وہ خود بخود آنے پر رضا مند ہو جائیگا تو آپ اس سے
 پہلے کوئی بہانہ کر کے میرے پاس آجائے اس کو مت بھولیں گے گا مجھے آپ پر کامل اعتماد
 ہے۔ مجھے مایوس نہ کرنا۔ بیشک گھونگھے کے دشمن اس کی افراط کو روک سکتے ہیں۔ آپ اور
 میں بھی اپنا کام کرتے رہیں۔ تو کیا دنیا گھونگھوں سے پڑ ہو جائیگی؟ نہیں نہیں۔ آپ ضرور اس
 کو میری صحیح حالت سے باخبر کر دیں۔“

ایسے اعلیٰ قابلیت کے یگانہ روزگار آدمی کو ایک بوقوت بچہ کی طرح باتیں کرنے
 ہوئے دیکھ کر میرا دل بٹھا جاتا تھا۔ اس نے مجھے چابی دیدی اور میں نے اسے اپنے
 پاس ہی رکھا یہ سوچ کر کہ کہیں وہ حالت جنون میں دوبارہ اپنے تئیں مقفل نہ کر لے۔
 منسٹر ہڈن باہر کھڑی رو رہی تھی جب میں نیچے اترتا تو مجھے ہومز کی بکواس سنائی دیتی تھی۔

میں سڑک پر کھڑے ہو کر ایک گریہ گاری کا منتظر تھا کہ ایک آدمی سیٹی بجاتا ہوا میری طرف آیا۔ اس نے پوچھا "جناب عالی مسٹر ہونو کا منزل کیا ہے؟"

میں نے اسے دیکھ کر پہچان لیا کہ وہ انسپکٹر مارچ، خفیہ پولیس کا افسر تھا۔

"وہ بہت زیادہ علیل ہے"

اس نے میری طرف ایک انداز سے دیکھا۔ میں نے اس خیال کو سوئمن سمجھ کر اپنے دل سے نکال ڈالا وگرنہ اس کا چہرہ سُکراتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے کہا "میں نے بھی اس کے متعلق کچھ افواہ سنی تھی۔"

دوسرا حصہ

جب میں مسٹر سمٹھ کے مکان پر پہنچا تو میں نے اسے بہت عالیشان پایا۔ ایک نوکر مجھے دروازہ پر بلا اور میرا ملاقاتی خطا ندر لے گیا۔

مسٹر سمٹھ ایک میرے جیسے معمولی ڈاکٹر سے ملنے کے لئے تیار نہ تھا۔ میں نے نمبراً دروازہ سے اس کی آواز سنی یہ آدمی کون ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ جیل میں تم سے کتنی قریب کہ چکا ہوں کہ اوقات مطالعہ میں مجھے بالکل نہ بلایا جائے۔

نوکر نرمی کے ساتھ کچھ کہہ رہا تھا کہ اس نے چلا کر کہا "اگر اسے ضروری ملنا ہے تو اسے کہہ دو کہ وہ کل صبح ملے۔ یہ پیغام اسے دیدو اور میرے کام میں صبح نہ کرو۔"

ہونو کی حالت زار میری آنکھوں کے سامنے تھی۔ میں نے سوچا کہ اس وقت تکلف سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ اس نے پتھر اس کے کہہ کر مجھے پیغام انکار سنا سکتا میں خود دروازہ کھول کر اندر چلا گیا غصہ سے ایک چیخ مار کر، مسٹر سمٹھ کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ایک حقیر منش آدمی تھا لیکن اس کا سر غیر معمولی طور پر بڑا تھا۔

اس نے غیظ و غضب سے منتقل ہو کر کہا "اس بے باکی کا مطلب کیا ہے؟ کیا آپ کو

میرے پاس ہیں لاکھ اس وقت میں مفروض ہوں۔“

”مجھے سخت افسوس ہے میں نے کہا“ لیکن معاملہ تازک ہے مسٹر شرک ہو مز۔“
میرے دوست کے نام نے اس پر ایک غیر معمولی اثر کیا اسکا غصہ فرو ہو گیا اور اس نے ملائت کیا تو کہا
”کیا آپ ہو مز کے پاس سے آئے ہیں؟“

”میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں“

”ہو مز کیا چاہتا ہے؟ اس کی حالت کیسی ہے؟“

اس نے مجھے ایک گری پریشی سے گھبراہٹ کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھنے کے لیے مڑا۔ اس کی بیٹی
میری طرف تھی لیکن اس کے چہرہ کا عکس سامنے ایک آئینے میں دکھائی دے رہا تھا۔ میں قسم کھا کر
کہہ سکتا ہوں کہ اسکے چہرہ پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی لیکن میں نے اس کا خیال چھوڑ دیا کیونکہ جب
اس نے میری طرف دیکھا تو اس کے چہرہ سے حزن و ملال کے آثار صاف ظاہر ہوئے تھے۔
اس نے متاسف ہو کر کہا ”مجھے بہت افسوس ہے کہ مسٹر ہو مز بیمار ہے۔ میرے تعلقات
اس کے ساتھ کاروباری نوعیت کے ہیں میں اس کی قابلیت کا معترف اور مداح ہوں جس طرح
میں جراثیم کا ماہر ہوں اسی طرح وہ جرائم کا محقق ہے۔ وہ دیکھے سامنے میرے قیدیوں کے لیے
کمرے ہیں“ اس نے بوتلوں اور شیشے کے مرتبانوں کی ایک قطار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

ان کے اندرونیا کے بعض خوفناک مجرم اپنی قید کا وقت پورا کر رہے ہیں۔“

”مسٹر ہو مز نے آپ کو اسی لیے بلایا ہے کہ آپ کی وسیع معلومات سے ہتفا وہ حال کر کے
لشہ وہ آپ کے متعلق ایک اعلیٰ رائے رکھتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ صرف آپ ہی اسکی مدد کر سکتے ہیں
یہ سن کر مسٹر مستم چونک پڑا اور اس نے حیرت زدہ ہو کر کہا ”کیوں؟ مسٹر ہو مز ایسا کیوں
حال کرتا ہے کہ میں ہی اس کی مدد کر سکتا ہوں؟“

”کیونکہ آپ کو مشرقی امراض کے متعلق خاص معلومات حاصل ہیں“
”لیکن وہ کیوں ایسا خیال کرتا ہے کہ اس کی بیماری مشرقی ہے؟“

”کیونکہ وہ ایک مقدمہ کے دوران تحقیقات میں پھنسی ملاحوں کے درمیان کام کرتا رہا۔
 مسز سمیتھ نے مسکرا کر کہا ”واقعی! میں خیال کرتا ہوں کہ اس کی بیماری کچھ زیادہ خطرناک
 نہیں ہے۔“ اس کو بیمار ہوئے کتنے دن گزرے ہیں؟“

”تقریباً تین دن“

”کیا اس کی حالت ہذیان کی سی ہے؟“

”ہاں بعض اوقات وہ بہلی بہلی باتیں کرنے لگتا ہے۔“

”اوتھ ہنوں! معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیماری واقعی خطرناک ہے۔ ڈاکٹر ڈائن میں اپنے
 مطالعہ میں کسی قسم کے حرج کو جائز نہیں سمجھتا لیکن یہ ایک غیر معمولی حالت ہے اس کی عیادت
 کے لئے نہ جانا اور اس کی درخواست کو ایسے وقت پر رو کر نا خلاف انسانیت ہے میں فوراً
 آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔“

مجھے ہومز کی فرمائش یاد آگئی۔ اور میں نے کہا ”مجھے کچھ اور کام ہے“

”بہت اچھا۔ میں اکیلا جاؤنگا۔ مجھے ہومز کا پتہ معلوم ہے۔ میں ضرور وہاں آدھے
 گھنٹہ تک پہنچ جاؤنگا۔“

میں ہومز کے کمرہ میں ایک ننگین دل کے ساتھ داخل ہوا۔ میرے دل میں ایک عجیب
 قسم کی پھنسی تھی۔ کیا عجیب جو وہ اس وقت مرچکا ہو۔ لیکن جب میں نے اس کو دیکھا تو میں
 بہت مسرور ہو گیا۔ کیونکہ پہلے کی نسبت اس کی حالت بہت اچھی تھی۔

”کیا آپ اس سے ملاقات کر آئے ہیں؟“

”ہاں وہ آ رہا ہے۔“

”صد آزیں۔ دوست صد آفریں! آپ بہترین پیغام بر ہیں۔“

”وہ میرے ساتھ آنا چاہتا تھا۔“

”لیکن میں نے آپ کو منع کر چکا تھا کہ اس کو ساتھ نہ لانا۔ احسن بت اپنے اس کو کسی

بانا سے بالذرا ہے۔ وہ بھی آتا ہوگا۔ کیا اس نے میری بیماری کے متعلق کچھ دریافت کیا تھا؟
 میں نے اس کے قریب چنی ملا جوں کی بات کہہ دیا تھا۔

”بالکل ٹھیک اشا بات۔ پیارے سوان۔ آپ نے وہ سب کچھ کر دکھایا ہے جو ایک مخلص دوست
 کر سکتا ہے۔ اب آپ یہاں سے روپوش ہو سکتے ہیں۔“

”لیکن مجھے یہاں اس کی تشخیص سننے کے لئے ٹھہرنا چاہیے۔“
 ”یقیناً لیکن میرے مضمود و لائل اس امر کے باور کرنے کے لئے موجود ہیں کہ اس کی
 رائے تنہائی میں بہت صاف اور قیمتی ہوگی۔ میری مسہری کے چہرے آپ کے لئے کافی جگہ ہوگی۔“
 ”آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ میرے کمرہ میں اور کوئی چھینے
 کے لئے جگہ نہیں ہے۔ پوشیدہ ہونے کے لئے کسی خفیہ جگہ کا نہ ہوتا ہوا ہے۔ اس وقت مفید ثابت
 ہوگا۔ کیونکہ اس کو کسی قسم کا شبہ نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ ایک سخت سیدھا بیٹھ گیا۔ اس کے زرد چہرہ پر
 عجب ڈرنی چھائی ہوئی تھی۔ میرے ہانگ کے نیچے پیسے لگے ہوئے ہیں۔ بندہ خدا اگر تمہیں میرے
 ساتھ بحث ہے تو جلدی کرو اور خواہ کچھ ہی ہو جائے اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ وہاں سے بالکل نہ ہلنا
 اور نہ گھبراؤ! البتہ پورے غور کے ساتھ سنتے رہنا۔ بس ہمہ تن گوش رہنا۔“

یہ کہہ کر اور مجھے اپنی جگہ پر دیکھ کر وہ دم سے چارپائی پر گر پڑا اس کی حالت بہت خراب
 ہو گئی اور وہ ہلکی ہلکی باتیں کرنے لگا۔

تیسرا حصہ

تھوڑی دیر کے بعد مجھے باہر زمین پر قدموں کی آہٹ سنائی دی اس کے بعد ہمارے کمرے
 کے دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی، بعد ازاں، ایک نعرہ تک کامل خاموشی طاری
 ہی صرف مریض کے بدقت سانس لینے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اپنی پوشیدہ جگہ سے

میں خیال کرتا تھا کہ ہمارا ملاقاتی چارہائی کے پاس کھڑا ہے اور مرہن کی حالت کا معائنہ کر رہا ہے۔ آخر کار یہ دل دکھانے والی خاموشی ختم ہو گئی۔

مستر سمٹھ نے چلا کر کہا "مستر ہومز! مسٹر ہومز کیا آپ کو میری آواز سنائی نہیں دیتی؟" اس کے بعد کچھ شور سانسائی دیا جیسے کہ اٹن نے مرض کو شانہ سے پکڑ کر لیا ہے۔

ہومز نے بہت مدہم آواز سے کہا "کیا آپ مسٹر سمٹھ میں؟ میں ڈرتا تھا کہ آپ تشریف نہ لائینگے" مسٹر سمٹھ ہنس دیا۔ شاید میں نہ آتا لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ اب میں آ گیا ہوں۔

"آپ کی عنایت ہے، جہربانی ہے۔ میں آپ کی وسیع معلومات کا قائل ہوں۔"

"واقعی! خوش قسمتی سے لندن میں صرف ایک آپ ہی اس سے آگاہ ہیں۔ آپ جانتے ہیں

کہ آپ کی بیماری کیا ہے؟"

"دہی"

"خوب! آپ علامات کو پہچانتے ہیں"

"بخوبی"

"اگر آپ کی بیماری دہی ہو تو میں کچھ تعجب نہ کروں گا۔ لیکن اگر یہ بیماری دہی ہے تو آپ کی خیر

نہیں بچا رہے گا۔ کٹر چوتھے دن مر گیا تھا حالانکہ وہ ایک مضبوط نوجوان تھا۔ واقعی یہ امر حیرت انگیز تھا کہ اس کو لندن میں رہتے ہوئے ایک مخصوص ایشیائی مرض لاحق ہوا تھا اور اس سے بھی

زیادہ تعجب کی بات یہ تھی کہ یہ مرض خاص وہ مرض تھا جس کا میں نے وسیع مطالعہ کیا ہے۔

ہومز یہ تو درود واقعی تعجب انگیز تھا اور یہ آپ کی خاص قابلیت اور چالاکی تھی کہ آپ نے اسے

تاریخ کیا۔ لیکن آپ کا یہ کہنا کہ ان دونوں امور میں نتیجہ اور سبب کا تعلق تھا قد سے نازیا تھا۔

دو میں جاتا تھا کہ وہ آپ ہی کا کام تھا۔"

"کیا آپ کو ایسا خیال تھا؟ خیر آپ اسے ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن میری نسبت سے

غلط ہوا تھا۔ پھیلانے کے بعد مجھ سے استمداد کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کا مطلب اب

کیسے؟

میں نے اپنے دوست کی آہ سرد سنی۔ پھر اس نے نہایت میکی داز سے کہا۔ اللہ مجھے کچھ پانی بلاؤ۔

”میرے دوست اب آپ کا آخری وقت قریب ہے اس لیے میں آپ کو پانی دیتا ہوں تاکہ آپ مجھے جو کچھ کہنا ہے کہہ لوں۔ کیا آپ میری بات کو سمجھتے ہیں؟“

”ہو مرنے ایک ٹنڈا سانس لیا اور کہا ”خدا کے لیے میری مدد کرو۔ میری جان بچاؤ۔ گذشتہ رات صلوٰۃ میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ میں پچھلے واقعہ کو بالکل بھول جاؤنگا۔ میرا علاج کر دو اور میں سب کچھ بھول جاؤنگا۔“

”کیا بھول جاؤ گے؟“

آپ کے بھتیجے دکنر کی موت کا واقعہ۔ ابھی آپ نے ایک طرح سے تسلیم کیا تھا کہ آپ ہی اس کو مارا تھا۔ میں اس کو بھول جاؤنگا۔“

”جو کچھ آپ کی مرضی ہو کر وہ خواہ لے بھلا دو خواہ یاد رکھو۔ میں آپ کو مکر و عدالت میں نہیں دیکھ رہا کہ مجھے آپ کے الفاظ کا ڈر ہو۔ اس وقت تو کفن پیسے پڑے ہو۔ میں اس وقت اپنے بھتیجے کی موت کا ذکر نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

”ہاں۔ ہاں۔ فرمائیے۔“

”جو آدمی آپ نے میرے پاس بھیجا تھا۔ میں اس کا نام بھول گیا ہوں۔ وہ کہتا تھا کہ یہ مرض آپ کو پھینسی ملا جوں سے لاحق ہوئے۔“

”میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔“

”ہو مرنے آپ اپنے دماغ پر نازاں ہیں کیوں؟ آپ اپنے آپ کو لاحق خیال کرتے ہیں نہ؟“

اس وقت آپ کا مقابلہ ایک ایسے آدمی سے ہوا ہے جو آپ سے بڑھ کر لائق اور ہشیار ہے۔ اچھا ہو مرنے جو کہ آپ کو یہ مرض کسی اور طریقہ سے تو نہیں لاحق ہوا؟“

”میں سوچ نہیں سکتا۔ میرا دماغ چکر میں ہے۔ خدا کے لیے میری مدد کرو“
 ”ہاں میں آپ کی مدد کروں گا۔ میں آپ کو یہ سمجھ نہیں سکتا کہ آپ کو یہ مرض دراصل کیسے
 ہوا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے پیشتر آپ یہ جان جائیں“

”اللہ مجھے میرا درد کم کرنے کے لیے کوئی دوا دو“
 ”ہاں آپ کے درد بھی ہوتا ہے؟ ٹھیک ہے قلیوں کو بھی موت سے پہلے بہت درد ہوتا
 تھا۔ اچھا اب سنو! کیا آپ کو اپنی زندگی میں اس مرض کے شروع ہونے سے پہلے کوئی غیر معمولی
 بات یاد ہے؟“

”نہیں نہیں کچھ نہیں“

”پھر سوچو“

”میں درد سے بے تاب ہوں۔ سوچنے کے ناقابل ہوں۔“

”بہت اچھا۔ میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔ کیا کوئی چیز بذریعہ ڈاک آپ کو ملی تھی؟“
 ”بذریعہ ڈاک؟“

”ہاں مثلاً کوئی صندوقچی؟“

”میں مرا۔ یا میرے اللہ میں گیا۔“

”سنو جی! ہومز منتے ہو؟ مجھے کچھ ایسا شور سنائی دیا جیسے کہ وہ مرنے والے مریض کو زور
 سے ہلار رہا ہے۔ مشکل تمام میں اپنے تئیں باہر کھینچنے سے روک سکا۔
 ”نہیں میری بات سننی ہوگی سنئے ہو۔ کیا آپہیں وہ صندوقچی ہاتھی دانت کی صندوقچی یاد پڑتی
 ہے؟ یہ بدھ کے روز آئی تھی کیا تم نے اسے کھولا تھا؟“

”ہاں ہاں میں نے اسے کھولا تھا۔ اس کے اندر ایک تیز نوکدار چیز تھی۔ غالباً کسی نے
 مجھ سے مذاق کیا۔“

”یہ مذاق نہیں تھا۔ احمق تم اس کے مستحق تھے اور آپہیں وہی مرض ہو گیا ہے تمہے کس نے

کہا تھا کہ میری فراغت کرو، اگر تم الگ سہتے تو میں نہیں ہرگز کبھی نہ ستاتا۔
 ہو مرنے سے سرد آہ بھر کر کہا: مجھے یاد ہے اس تیز نوکدار چیز سے خون نکلا تھا۔ وہ
 صندوقچی یہیں کہیں ہے۔ اسی صندوق پر۔“

”واللہ ہی تو ہے بہتر یہی ہے کہ یہ اس کمرے سے چلی جائے۔ اچھا یہ دیکھو میرے
 خلاف یہ آخری شہادت بھی تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ لیکن میں نہیں سچ بتاتا ہوں اور
 تم یہ جان کر مرو گے کہ میں نے ہی تمہیں مارا ہے۔ تمہیں وکٹری کی موت کے متعلق بہت کچھ معلوم
 تھا اس لیے میں تمہیں بھی اس کے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ ہو مرنے کی موت کا وقت قریب
 ہے۔ میں یہاں بیٹھ کر تمہیں مرنے ہوئے دیکھوں گا۔“

اب ہو مرنے کی آواز دنگ گئی تھی۔ اس کا سانس وقت سے آتا جاتا تھا۔ نزع کی تکلیف سے
 اس کی حالت غیر موہی تھی۔ میں اپنے آپ سے باہر ہو رہا تھا لیکن ہو مرنے کی حکومت میرے دل
 پر ایسی تھی کہ اب بھی مجھے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ تھوڑی دیر کے بعد جیٹا ہو مرنے بالکل چپ چاپ
 ہو گیا مٹر سمٹھنے لگا کہا: ”کیا مر گیا؟ اتنی جلدی؟ کیا دنیا تمہاری آنکھوں میں اندھیر ہو گئی ہے؟
 خیر میں اجالا کر دیتا ہوں اور پھر تمہیں بخوبی دیکھ سکوں گا۔“

اس نے روشنی کو تیز کر دیا اور کہا: ”چالاک مٹر ہو مرنے کی آپ کی اور کوئی خواہش ہے جو
 میں موت سے پہلے پوری کر سکوں؟“
 ”ہاں، ایک چرٹ اور دیاسلائی دیکھیے۔“

میں خوشی اور حیرانگی سے تقریباً چٹا اٹھا۔ وہ اپنی اصلی آواز میں بول رہا تھا۔ قد سے نحیف
 کمزوری تھی لیکن اس کی اصلی آواز میں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک
 خاموشی رہی جس میں غالباً مٹر سمٹھ میرت زدہ ہو کر میرے دوست کی طرف دیکھ رہا ہو گا۔

آخر کار اس نے ایک خشک کراخت آواز سے کہا: ”اس کا مطلب کیا ہے؟“
 ہو مرنے نے جواب دیا: ”کسی کام کی صحیح نقل بنا رہے تھے، بہترین گریڈ ہے کہ آدمی صحیح صحیح“

ایسا کر دکھائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تین شبانہ روز سے میں نے مطلقاً کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ نے مجھے وہ پانی پلایا۔ لیکن مجھے تمباکو کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ شکر یہ ہے یہاں چند چرٹ پڑے ہوئے ہیں۔“

میں نے ایک دیاسلانی جلاسنے کی آواز سنی۔ ہومز نے کہا کیا ہے؟ کیا ہے؟ یہی مجھے ایک دوست کے آنے کی آواز سنائی دے رہی ہے؟“
دروازہ کھلا اور انسپکٹر مارٹن اندر داخل ہوا۔

ہومز نے کہا ”سب کا رروائی درست ہے اور یہ آپ کا قیدی ہے۔“
انسرنے رسمی گفتگو کے بعد کہا میں آپ کو آپ کے نوجوان بیٹے دیکھنے کے قتل عمد کے لئے گرفتار کرتا ہوں۔“

وہ اور آپ یہ بھی اضافہ کر سکتے ہیں مسٹر شرک ہومز کے قتل کرنے کی کوشش کے لئے“
میسر دوست نے ہنس کر کہا ایک مریض کو تکلیف سے بچانے کی خاطر مسٹر سمٹھ نے خود ہی رشتہ تیز کر کے آپ کو مقررہ اشارہ کر دیا تھا۔ ہاں مجھے یاد آگیا قیدی کے کوٹ کی دائیں جیب میں ایک چھوٹی سی صندوقچی ہے جس کا لے لینا مناسب معلوم ہوتا ہے تسلیم میں اسے ایسی بے باکی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاتا۔ اس کو یہاں رکھ دیجئے مگر عدالت میں یہ صندوقچی بطور شہادت پیش ہوگی۔“
اس کے بعد ہتھکڑی لگانے اور لوہے کی جھنکار کی آواز سنائی دی۔

پولیس انسپکٹر نے کہا ”اگر آپ فراحت کرینگے تو صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچائینگے۔ ہمارا کچھ نہیں بگاڑیگا۔“

مسٹر سمٹھ نے بگڑ کر کہا ”چہ خوب! کیا دام تو دیر ہے! شرک ہومز میں ہمیں اس کی سزا دلو اور ڈنگا۔ مجھے یہاں اپنے علاج کے لئے بلا کر اب یہ کچھ پھیل گیا ہے۔ اس کے بعد جو اس کی مرنی ہوگی جھوٹ سچ بتا کر کہیگا اور یہ ظاہر کرے گا کہ میں نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ لیکن ایسی خرافات اور بے بنیاد بی ثبوت باتوں کی کون پر واہ کر سکتا ہے۔ تمہارے مقابلہ میں میرے الفاظ کم وقعت“

نہیں کہتے۔

ہو مرنے چلا کر کہا معاذ اللہ میں تو اس کو بالکل بھول ہی گیا تھا۔ میرے پیاسے دامن میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے مٹر سمیٹھ سے آپ کا تعارف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ غالباً ان سناج سے پہل چکے ہیں۔ کیا آپ کے ساتھ گاڑی ہے؟ میں کپڑے بدل کر آپ کے متعاقب آتا ہوں کیونکہ میں تھانہ پر مفید ہو سکوں گا۔

”مجھے اس کی اس سے پہلے کبھی اتنی ضرورت نہ تھی“ ہو مرنے کپڑے پہنتے ہوئے ایک گلاس گرم دودھ کا پی کر کہا ”تاہم جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میری عادات بے قاعدہ ہیں اور اس قسم کی بد اعتدالی کا میرے اوپر دوسرے آدمیوں کی نسبت بہت کم اثر ہو گا۔ یہ بات شاید ضروری تھی کہ میں مسز ہڈن کو اپنی حالت زار کی نسبت یقین دلا دوں کیونکہ اس کو آپ کے پاس یہ خبر پہچانی تھی اور آپ کو مٹر سمیٹھ کے پاس۔ میں امید کرتا ہوں آپ مجھ سے خفا نہ ہونے آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ کے کمالات کی طویل فہرست میں دہر کا دینے کا فن شامل نہیں ہے اس لیے اگر آپ کو میرے راز کی خبر ہوتی تو آپ یقیناً مٹر سمیٹھ کو اتنے وثوق کے ساتھ میری شدید بیماری کا یقین نہ دلا سکتے۔ چونکہ یہ امر بہت ضروری تھا کہ اس کو میری گئی گزری حالت کا یقین دلایا جائے اس لیے مجھ کو مجھے آپ کو بے خبر رکھنا پڑا مجھے یہ یقین تھا کہ میری بیماری کی خبر یا کر وہ ضرور اپنی شیطانی صنعت کو ملاحظہ کرنے کے لیے یہاں آئیگا۔“

”لیکن ہو مرنے آپ کی شکل۔ آپ کے چہرہ پر موت صاف نظر آتی تھی۔“
”عزیز من، تین دن رات فاقہ مست رہنے سے کسی کے حن میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کے اسوا باقی ہر ایک بات کا علاج اسفنج کر سکتا ہے۔ پیشانی پر تھوڑی سی ویزلین لگانے، ہونٹوں کے اوپر میڈیم رگڑنے، آنکھوں میں ”میلا ڈونا“ ڈالنے اور جراثیموں کو خاکستری مائل کرنے سے سلی بخش ہو گا دیا جاسکتا ہے۔ میں نے اکثر خیال کیا ہے کہ بھیس بدلنے اور بہرہ دہلیبھنے کے متعلق اپنے ذاتی خیالات قبلند کر کے شائع کروں۔ پیسے لوں اور سمندری جانوروں

کے متعلق جذبے کی باتیں کرنے سے ہریان کا یقین دلانا کچھ مشکل نہیں ہے۔
 ”لیکن جب کوئی بیماری ہی مرے سے نہ تھی اور جب مرض کے تسہی ہونے کا کوئی خیال
 نہ تھا تو آپ مجھے اپنے نزدیک کیوں نہیں آگے دیتے تھے؟“

درد و سست دالٹن آپ کیسے بھولے بھلے ہیں؟ کیا آپ کو خیال ہے کہ میری نگاہ میر
 آپ کی طبی قابلیت کی کچھ وقعت نہیں ہے؟ کیا میں خیال کر سکتا تھا کہ آپ مجھے موت کے
 قریب مان لیتے حالانکہ میری نہین صحیح تھی اور مجھے بخار و غیرہ کسی مرض کا شائبہ تک بھی نہ تھا
 چارگز کے خصلہ پر سے میں آپ کو دھوکا دے سکتا تھا۔ لیکن اگر میں آپ کو نزدیک آنے دیتا
 اور دھوکا دینے میں ناکام رہتا تو مشرمتہ کو کون میرے وام میں پھنساتا؟ نہیں صاحب اس
 صندوتھی کو چھونا مناسب نہیں ہے۔ غالباً ملازم نے اپنے بیٹے کو کسی ایسے ہی طریقہ سے ہلاک
 کیا ہو گا۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میری خطا و گناہ بہت دیر سے ہے اور اس میں ہر
 ایک قسم کی چیزیں آجاتی ہیں۔ اس لئے میں ہر ایک پارسنل کو احتیاط سے کھوتا ہوں
 میری تجویز یہ تھی کہ میں یہ یہاں نہ کروں کہ میں اس کے قریب میں آ گیا ہوں۔ اور اس طور
 سے اس سے اقبال جرم کروا لوں۔ اس تجویز پر میں نے تفرست کے ساتھ عمل کیا ہے۔
 دالٹن صاحب میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے کوٹ پختہ میں مدد دینگے۔ تھانہ پر سے
 فارغ ہونے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کچھ اکل و شرب بے عمل نہ ہو گا۔“

تمام شد